

# جَادُوْ جَنَاتِ اُورْ زَنْزَرِ بَدْ كَا تُورْ



اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَقُّ الْقَيُّومُ  
لَا تَأْخُذْهُ سَنَةٌ وَلَا تُؤْمِنُهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ  
وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ  
إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ  
وَلَكُمْ يُطْعَمُونَ يَشْئُونَ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا بِمَا شَاءَ  
وَسَعَ كُرْسِيَّهُ السَّمَاءُتُ وَالْأَرْضُ  
وَلَا يَبُودُهُ حَفْظُهُمْ  
وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

بَنْيَ بَرَافَادَاتِ أَسْمَهُ سَلْفٌ

ابْنِ تَيمِيَّهُ، ابْنِ قَتْرَهُ، ابْنِ كَثِيرٍ



محمد جميل اختر لا هوري  
حافظ امير سعيد حسين بن الهاشمي  
نظر ثانى تصحیح

قُلْ أَطِيعُو اللّٰهَ  
وَأَطِيعُو الرَّسُولُ

# محدث الأبريزی

کتاب و متنی دینی پاپے دلی، دعا احمدی پاپے لامب سے ۱۲ جستہ کر

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و متن ڈاٹ کام پر مستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق لابن رجب ایضاً کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعویٰ مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

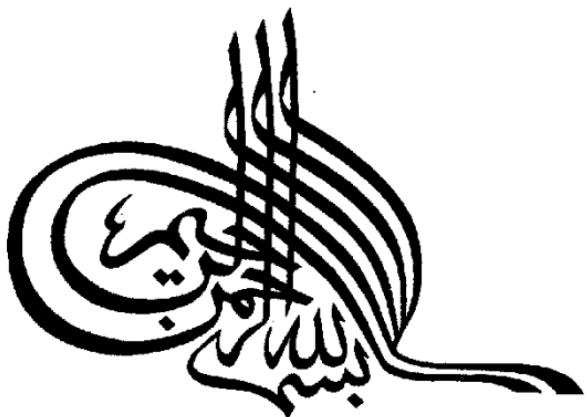
اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشر ہن سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاؤشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

- ✉ KitaboSunnat@gmail.com
- 🌐 www.KitaboSunnat.com

خطیب برائے  
الرحمۃ الرحمیة

میرزا نعیم  
13-6-04



شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم و الاء ہے

www.KitaboSunnat.com



مبشر اکیڈمی لاہور E-Mail: mubashir@hotmail.com PH: 0300 4602878

۲۶۳ء۔ جسٹ۔ ۷۔



قرآن و حدیث اور فقیر سلف کرنے جہاں

## جملہ حقوق برائے ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ————— جادو جنات اور نظر بد کا توڑ

مصنف ————— حافظ ابیدین سعید لاهوری

تاریخ اشاعت ۲۰۰۴ء

تعداد	1000
قیمت	56 روپے
کمپوزنگ	نیمیں شکل
ڈیزائنگ	لارڈ ایڈیشن
مطبوعات	مبشر اکیدھی

لارڈ ایڈیشن، مبشر اکیدھی، ۱۴۲۲۷، ہری پور، لاہور

مبشر اکیدھی کی جملہ حقوقات پاکستان بھر کے تمام ہی تسبیح خانوں سے طلب فرمائیں جائیں، وہ ہم، اعلیٰ حکیم ناد، کتب قرآن، کتب طہیہ، کتب اسلامیہ، اسلامی اکادمی، اسلامی پبلیکیشنز، دارالعلوم، الیجیل ایشورات، معاشر اسلامی صورت، دارالقرآن، کتاب برائے لارڈ ایڈیشن، لارڈ ایڈیشن، کتب لعلی، دانی کتاب گروہ، دارالسلام، دارالدین، دیپن، قید، کتب اسلامی، ۱۶۰۰، چھان، پاناسید، جون، کتاب گل، دارالسددم، تہذیب، دارالاسلام، کتب، کتبیں، کتبیں، ورکشیپ، قابل، فضیل، بکرداد، بکرداد

ناشر: مبشر اکیدھی لاہور  
E-Mail: mubashir@hotmail.com PH: 0300 4602878

# جادو جنات اور نظر بد کا توار

لے کر جانے کی خواہیں  
لے کر جانے کی خواہیں  
وہیں لے کر جانے کی خواہیں  
لے کر جانے کی خواہیں  
لے کر جانے کی خواہیں  
لے کر جانے کی خواہیں

لے کر جانے کی خواہیں

لے کر جانے کی خواہیں

بھل بڑا دات نہیں  
آئیں تیمسیہ، آئیں قیمہ، آئیں بیٹھی

بھل بڑا دات نہیں  
آئیں تیمسیہ، آئیں قیمہ، آئیں بیٹھی

بھل بڑا دات نہیں  
آئیں تیمسیہ، آئیں قیمہ، آئیں بیٹھی







بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## فهرست.....جادو، جنات اور نظر بد

صفحہ نمبر	موضوعات و عنوانات	صفحہ نمبر	موضوعات و عنوانات
11	باب (1) جنات کا تعارف	9	پیش لفظ
13	جنات کی خواک	11	جنات کا وجود
17	جنات کی طرف انبیاء کا میوثر ہونا	15	جنات کی رہائش
20	جنات کا دین و مذہب	18	حافظ ابن حثیر کا نقطہ نظر
22	جنات کی اقسام	21	جنات کی تخلیق کس چیز سے ہوئی؟
26	جنات میں اولیاء اللہ ہوتے ہیں؟	23	کیا جنات غیب جانتے ہیں؟
27	کتوں اور سانپوں کی شکل اختیار کرنا	26	جنات کا مختلف شکلیں اختیار کرنا
33	بعثت نبوی سے پہلے جنات کے حالات	29	جنات کا انسانوں کی شکل اختیار کرنا

35	۲۔ آسان سے خریں چوری کرنا	33	۱۔ جنت کی سرگشی
40	جنت کا ایمان لانے کا واقعہ	39	بیعت نبوی اور جنت
43	نیک جنت کے اخلاق و آداب کا بیان	43	مذکورہ روایت پر ایک اعتراض اور اس کا جواب
47	جن فرشتہ کیوں نہیں ہو سکتا؟	45	ابليس جنت سے تھایا فرشتوں سے
48	جنت کی پیدائش کب ہوئی؟ انسانوں سے پہلے یا بعد میں؟	47	جنت کو تبلیغ کرنے والے اللہ کے فضل ولی ہیں!
50	جنت بہت زیادہ جھوٹ بولتے ہیں	48	جنت کی شادیاں اور افزائش نسل
53	روز قیامت جنت سے کیا سلوک ہوگا؟	50	کیا جنت دین و شریعت کے مکلف ہیں؟
58	باب (2) جنت کا انسان کو ایذا اور تکلیف دینا	54	کیا جنت کو قتل کرنا درست ہے؟
59	بدن انسانی میں جنت کے دخول کے دلائل	58	جنت کا بدن انسانی میں داخل ہونا
63	جنت کامال چاکر انسانوں کو تکلیف دینا	61	جنت بدن انسانی میں داخل کیوں ہوتے ہیں؟
65	باب (3) جنت نکالنے کی جائز اور ناجائز صورتیں	64	جنت کا گھر وہ میں بسیرا کر کے انساقوں کو نکل کرنا
67	جن نکالنا افضل اعمال میں سے ہے!	65	کیا بدن انسانی سے جنت نکالنا جازی ہے؟

70	شیخ ابن تیمیہؓ بھی جن کلا کرتے تھے.....!	68	آنحضرت ﷺ سے جن نکالنے کا ثبوت!
72	جنات بھگانے کے جائز طریقے	71	جنات سے اشیاء حفظ و رکھنے کا طریقہ
73	امر بالمعروف اور نهى عن المکر کے ساتھ	72	دم جہاڑ کے ذریعے
76	پانی میں قرآنی آیات بھجوکر پلانا	75	مار پیٹ اور زبردستی کے ساتھ
79	(۱) شرکیہ کلمات پرتنی دم جہاڑ کے ذریعے	79	جنات نکالنے کے ناجائز اور غیر شروع طریقے
80	(۲) جنات نکلوانے کے لیے کاہنوں کی خدمات حاصل کرنا	80	(۲) بہم الفاظ پر مشتمل دم جہاڑ کے ذریعے
85	باب (۴) جنات کی خدمات حاصل کرنے کی شرعی حیثیت	84	(۳) کاہنوں کی ملیع سازیاں اور کفر و شرک پرتنی حرکتیں
87	جنات سے خدمات حاصل کرنے کی ناجائز صورتیں	85	جنات کی خدمات حاصل کرنے کی ناجائز صورتیں
91	باب (۵) جنات اور شیاطین سے متعلقہ متفرق مسائل	89	جنات سے ناجائز خدمات حاصل کرنے والوں کا غلط استدلال
95	شیطانی دسواس پر وحی کا اطلاق؟	91	وحی اور دسوے میں کیا فرق ہے؟
99	شیطان کس روپ میں دسوے ڈالتا ہے؟	97	شیطانی روحوں کی حاضری

103	کیا شیطانی دسواس سے گناہ ہوتا ہے؟	101	کیا شیطانی دسواس انسان پر حادی ہو سکتے ہیں؟
105	جنات کی نظر بد بھی لگ جاتی ہے!	105	باب (6) نظر بد کی حقیقت
112	نظر بد سے بچاؤ کے طریقے	110	نظر بد کے متعلق مختلف نظریات
113	۱۔ توعذات کے ذریعے	113	نظر بد لگ جانے کے بعد علاج کے طریقے
117	۲۔ غسل کا طریقہ	116	۲۔ قرآنی آیات پانی میں بھگو کر پلانا
119	باب (7) 'جادو' کی حقیقت، اسباب، اور اس کا علاج	117	غسل کرنے میں حکمت
121	جادو ایک حقیقت ہے یا تخیل؟	119	جادو کی تعریف
126	جادو گر کے بارے میں شرعی حکم	121	جادو سیکھنا کیسا ہے؟
128	جادو کی اقسام	128	جادو گر عورت، الہ کتاب اور ذمی جادو گر کا حکم
130	جدائی کا جادو	129	بندش کا جادو
133	جادو کے علاج کے طریقے	132	نظر بندی کا جادو



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ ..... از حافظہ مبشر حسین لاہوری

اسلامی تاریخ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی تجدیدی نوعیت کی علمی و اصلاحی خدمات کو جو نمایاں مقام حاصل ہے، اس سے کسی بھی صاحب بصیرت کو مجال انکار نہیں۔ شیخ الاسلام کے علمی کارناموں کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ آپ موصوف نے معاصر افکار کی گمراہی اور فرقہ ہائے ضالہ کی ضلالت کی نشاندہی عقل نقل ہر دو طریق سے فرمائی اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ آپ نے محض تقدیم اور تردید ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ قرآن و سنت کی روشنی میں اپنی خداودا اجتہادی بصیرت کو استعمال کرتے ہوئے ہر موضوع پر ثابت فکر بھی پیش کی ہے۔ علاوہ ازیں سلف صالحین کے افکار و نظریات کو اپنے دور کے تقاضوں کے مطابق جس خوبی کے ساتھ ابن تیمیہ نے پیش کیا، وہ آپ پر ختم ہے۔ اس خوبی ہی کی بناء پر آپ کو علمی دنیا میں سلف صالحین کا نمائندہ اور نور جہان، قرار دیا جاتا ہے جبکہ گمراہ فرقوں کی معقول علمی تردید، کتاب و سنت کی ترویج، حدیث و سنت سے استشهاد، ائمہ سلف کے افکار و نظریات کی صحیح ترجیحی، کتاب و سنت کی حدود کا پابند اجتہادی توسع ..... وغیرہ آپ کی وہ خوبیاں ہیں جن کے پیش نظر آپ ان لوگوں کی فہرست میں سرفہرست ہیں جنہیں بلاشبہ 'مجد قرار دیا جاسکتا ہے۔

بہت سے ائمہ دین اور مجددین کے مقابلہ میں ابن تیمیہ کو ایک وجہ امتیاز یہ بھی حاصل ہے کہ آپ کا علمی ورشا اور علمی واجتہادی نظر نظر آج بھی اہل فکر و نظر کے لیے مشعل را ہے اور وہ اس لیے کہ قریب قریب وہ سارے افکار و نظریات جو شیخ موصوف کے دور میں مختلف ناموں (مثلاً معتزلہ، مقداریہ، جھمیہ، رافضیہ وغیرہ) کے ساتھ گمراہی تقسیم کر رہے تھے وہ آج بھی موجود ہیں گو کہ اب ان میں سے اکثر ویژت فرقے اپنے ناموں کے ساتھ طبعی موت مر چکے ہیں مگر ان سب کے افکار و نظریات منتشر اجزا میں مختلف حلقہ ہائے علم و فکر میں آج بھی تھوگردوں ہیں۔ اس لیے دور حاضر میں علمی، فکری، نظری اور اجتہادی نوعیت کے کام کرنے والے اصحاب علم و انس کے لیے ابن تیمیہ کے علمی ورش سے استفادہ ناگزیر ہے۔

رقم الحروف اکثر ویژت مسائل میں شیخ موصوف کی کتابوں سے استفادہ کرتا رہتا ہے۔ کچھ عرصہ پیشتر نبیوی پیشین گوئیوں کے دور حاضر میں انصاب، جادو، جنات اور شیاطین کی حقیقت، ان کی وارداتوں سے تحفظ اور علاج معالجہ کے روحانی طریقوں اور اسی موضوع سے متعلقہ مختلف شبہات و اعترافات کے کافی و شافی جوابات کے لیے شیخ موصوف کی کتابوں کی ورق گردانی کا

کافی موقع ملابس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رقم الحروف نے اپنی بعض کتابوں میں راہنمائی حاصل کی۔ ان میں سے بعض کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں سے ایک کتاب کا عنوان تھا ”نام نہاد عاملوں، کاہنوں، جادوگروں اور ایذا دینے والے جنات کا پوٹھارم“

اس آخر الذکر کتاب میں جادو اور جنات کے حوالے سے شیخ ابن تیمیہ کی کتابوں سے استفادہ کے لیے موضوع سے متعلقہ تمام مباحثت کو سمجھا کیا گیا اور ارادہ یہ تھا کہ ان مباحثت کو ربط و ترتیب سے مزین کر کے کتاب مذکور کا حصہ بنایا کر آ خر میں بطور ضمیر شامل کر لیا جائے گا مگر مذکورہ کتاب کا جنم دیگر بہت سے موضوعات جمع ہو جانے کی وجہ سے چونکہ پہلے ہی کافی بڑھ گیا تھا اس لیے اس ارادے کو عملی جامہ پہنانے کا خیال ترک کر دیا۔ مگر بعد میں برادر اصغر جمل اختر کی معافانت سے اسے ایک نئی کھل میں مرتب کر دیا گیا تاکہ متعلقہ موضوع کے حوالے سے اگر کوئی شخص شیخ موصوف کے علمی مباحثت سے براہ راست استفادہ کرنا چاہے تو اسے یہ کھولت بھی مل سکے۔ چنانچہ شیخ موصوف کے منتشر علمی موتیوں کو بڑی عرق ریزی اور حدود جدی احتیاط کے ساتھ جمع کر دیا گیا جو ”جادو، جنات اور نظر بد“ کے نام سے اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کتاب میں جو علمی کام کیا گیا ہے اس کی تفصیل بالترتیب درج ذیل ہے:

● اس کتاب کے تمام مباحثت شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتابوں سے سمجھا کرے گئے ہیں۔ ● ان منتشر اجزاء کی جمع و ترتیب میں جہاں جہاں تھی محسوس ہوئی وہاں شیخ الاسلام کے دو مایہ ناز شاگردوں یعنی حافظ ابن قیم اور حافظ ابن کثیر کی کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔ ● ہر بحث کے آغاز میں مترجم نے اپنی طرف سے بطور تہیید چند سطیریں لکھ دی ہیں تاکہ ربط کلام متاثر نہ ہو۔ ● بحث کے دوران اگر کسی علمی نکتے کی وضاحت ضروری محسوس ہوئی تو وہاں مترجم نے اضافہ کر دیا اور آخر میں (مترجم) کا اشارہ دے دیا تاکہ وہ اقتباس ائمہ اسلاف کے مباحثت سے ممتاز رہے۔ ● شیخ الاسلام اور ان کے تلامذہ کے مذکورہ موضوع سے متعلقہ علمی نکات کو چونکہ ان کی مختلف کتابوں اور تحریروں سے جمع کر کے ترتیب دیا گیا ہے اس لیے ان کے حوالے ساتھ ساتھ ہی ذکر کر دیئے گئے ہیں۔ ● ترتیب کتاب، ابواب بندی اور سخیوں کی تقسیم وغیرہ کا سارا کام اور پھر ان کا روای ترجمہ وغیرہ مرتب ہی کا کیا ہوا ہے۔ فجزاہ اللہ خیرا جہاں کوئی ضرورت محسوس ہوئی وہاں رقم الحروف نے اصلاح کر دی ہے۔ امید ہے کہ جادو، جنات اور نظر بد کے حوالے سے ان ائمہ اسلاف کا نقطہ نظر سمجھنے کے لیے کتاب پڑا پوری طرح راہنمائیت ہوگی۔ ان شاء اللہ!

مح الحاج دعا و اصلاح ..... حافظ مبشر سعیں لاصوری ناظم مبشر اکیدیٰ  
مکان نمبر 11 گلی نمبر 21 مکصون پورہ زدنیو شاد با غ لاہور (فون) 03004602878.

باب اول (۱)

## جنات کا تعارف

بعض لوگ جنات کے وجود کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے ہیں حالانکہ قرآن و سنت میں بے شمار ایسے دلائل موجود ہیں جن سے نہ صرف یہ کہ جنات کا وجود ثابت ہوتا ہے بلکہ ان کی رہائش، خواراک، پوشاک اور ان کے اسلام لانے یا سرکشی کی راہ اختیار کرنے کے حوالے سے بھی بہت سی معلومات ہمیں حاصل ہوتی ہیں۔

تاہم اس کے باوجود ایسے لوگ بھی ہر دور میں موجود رہے ہیں جنہوں نے جنات کے وجود کو تسلیم کرنے سے بغض اس لئے انکار کیا کہ یہ ہمیں دکھائی تو دیتے نہیں، پھر بھلاہم ان کے وجود کو کیسے تسلیم کر لیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ کے دور میں بھی عقل پرستوں کے گمراہانہ افکار و نظریات سے متاثر ہو کر بعض لوگوں نے جنات سے متعلق حقائق سے انکار شروع کر دیا۔ چنانچہ امام موصوف نے ان لوگوں کا کافی دشمنی رو فرمایا۔ آئندہ صفحات میں ہم شیخ موصوف کی وہ تحریریں اور اقتباسات پیش کریں گے جن میں انہوں نے جنات کے وجود اور ان سے متعلقہ دیگر امور کو قرآن و سنت اور واقعی حقائق کی روشنی میں پیش کیا ہے۔ (مرتب و مترجم)

جنات کا وجود:

الحمد لله! قرآن و سنت سے جنات کا وجود ثابت ہے۔ اس بات پر امت کے سلف صالحین اور تمام ائمہ کرام کا اتفاق رہا ہے [”مجموع الفتاوى“ از شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ (جلد ۲۴ صفحہ ۱۵۴)]

ہر خاص و عام جانتا ہے کہ جنات کا وجود انہیاء کرام کی خروں سے متواتر طور پر ثابت

ہے، لہذا صاحب ایمان لوگوں کے لیے جنات کے وجود کا انکار کرنا ایسے ہی ناجائز ہے جیسے ان کے لیے فرشتوں، دوبارہ زندہ کرنے جانے اور اللہ وحده لاشریک کی عبادت کا انکار ناجائز ہے۔ [مجموع الفتاویٰ (ج ۹ ص ۱۰)]

یہ بات صحابہ کرام ہتھیں عظام، ائمہ اسلام اور مسلمانوں کے تمام اہل النہتہ والجماعۃ کے فقہی گروہوں کے مابین متفق ہے کہ جنات کا وجود (کتاب و سنت سے) ثابت ہے حتیٰ کہ کفار کی اکثریت بھی جنات کے وجود کو تسلیم کرنی ہے اور اہل کتاب (یہود و نصاری) کا موقف مسلمانوں کے موقف کی طرح ہے یعنی ان میں سے بعض تو جنات کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں جبکہ بعض اس کا انکار کرتے ہیں، جس طرح مسلمانوں میں جہنمیہ اور معذلہ جنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ البتہ معذلہ میں سے ایک گروہ، جبائی، ابو بکر الرازی اور ان کے علاوہ چند اور لوگ، جنات کے وجود کا اقرار کرتے ہیں۔ [الفتاویٰ (ج ۹ ص ۹)]

عرب کے مشرق ان کے علاوہ سام کی اولاد، ہندو اور حام کی اولاد، اسی طرح جہوہر کتعانی، یونانی اور ان کے علاوہ یافت کی اولاد، یہ سب جنات کے وجود کا اقرار کرتے ہیں۔ [ج ۹ ص ۱۲]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو کہتا ہے: ”اگر مجھے جنات کی اصل کیفیت اور ان کی صفات کے بارے میں صاف وضاحت نہ ہوئی تو میں جنات کے متعلق علماء کی کسی بات کو تسلیم نہیں کروں گا“، (اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟) تو شیخ نے جواب دیا:

جہاں تک اس شخص کا یہ کہنا ہے کہ ”اگر مجھے جنات کی کیفیت و ماهیت کا علم نہ ہو.....“

تو یہ بات محض اس کی لاعلمی کی وجہ سے ہے اور لاعلمی کی وجہ سے جنات کے وجود کا انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان کا وجود قرآن و سنت کے دلائل کے علاوہ اور بھی بہت سی

حیثیتوں سے ثابت ہے مثلاً بعض لوگوں نے جنات کو دیکھا ہے اور ایسے لوگ بھی موجود ہیں جنہوں نے ان (جنات کو دیکھنے والے) لوگوں کو دیکھا ہے ..... بعض لوگ جنات سے ہم کلام بھی ہوئے ہیں اور جنات نے بھی ان سے کلام کیا ہے۔ اگر میں ان واقعات کو ذکر کروں جو مجھے اور میرے ساتھیوں کو جنات کے ساتھ پیش آتے رہے ہیں تو بات طوالت پکڑ جائے گی! [ج ۱۴ ص ۱۴۱]

واضح رہے کہ اگلے باب میں ہم شیخ کے جنات نکالنے سے متعلق چند واقعات بھی ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ! (مرتب)

### جنات کی خوراک:

قرآن و سنت میں بیویوں ایسے دلائل ہیں جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جنات بھی اسی طرح خوراک کے محتاج ہیں جس طرح کہ انسان اس کا محتاج ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ نے درج ذیل دلائل سے اس بات کو ثابت کیا ہے:

۱۔ عبد اللہ بن مسعودؓ سے صحیح مسلم وغیرہ میں روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”أتاني داعي الجن فذهببت معه فقرات عليهم القرآن، فقال: فانطلق بنا فارانا آثارهم و آثار نيرائهم و سأله الرزاد فقال: لكم كل عظم ذكر اسم الله عليه يقع في ايديكم او فرماديكون لحما، وكل بعرة علف لدوا بكم، فقال النبي ﷺ: فلا تستجب بهم ما فانهم ما زاد اخوانكم“

[صحیح مسلم: کتاب الصلاة: باب الجهر بالقراءة في الصبح: حدیث (۱۰۰۷)]

”میرے پاس جنات کا مقصد آیا، میں اس کے ساتھ (جنات کی جماعت کی طرف) گیا میں نے ان (جنات) کے سامنے قرآن کی تلاوت کی، راوی حدیث کا کہنا ہے کہ پھر نبی اکرم ﷺ ہمارے ساتھ گئے اور میں ان جنات کے اور ان کی آگ کے نشانات دکھائے۔ (پھر آپؐ نے فرمایا کہ) انہوں نے مجھ سے اپنی خوراک کے بارے

میں سوال کیا تو میں نے کہا کہ ”ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا جائے تو وہ تمہاری خواراک ہے اور اللہ کا نام لینے کی برکت سے وہ تمہارے ہاتھوں میں گوشت سے بھر پور ہو جائے گی اور میگنیاں تمہارے جانوروں کا چارہ ہے“ پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم ان دونوں حیزوں (یعنی ہڈی اور جانوروں کی لید، میگنیاں وغیرہ) سے استخاء نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے بھائیوں (یعنی جات) کی خواراک ہے۔“

نبی اکرم ﷺ خود بھی گور اور ہڈی وغیرہ سے استخیال اس لیے نہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ جات کی خواراک ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ (مرتب)

۲۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو هریرہؓ سے مردی ہے کہ:

(( أَنَّهُ كَانَ يَحْمِلُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَدَوَةً لَوْضُوئِهِ وَحَاجَتْهُ ، فَيَسْمَاهُ بِتَبَعِهِ بِهَا ) قَالَ : مَنْ هَذَا ؟ قَالَ : أَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ ) قَالَ : إِبْرَهِيمُ الْأَسْفَاضُ بِهَا بِلَا تَأْتِنِي بِعْظَمٌ وَلَا بُرُوثَةٌ فَاتَّيْهُ بِأَحْجَارٍ أَحْمَلُهَا فِي طَرْفٍ ثَوْبِيِّ حَتَّى وَضَعَتِ الْجَبَّةُ ثُمَّ اتَّصَرَّفْتُ حَتَّى اذَافَرْغَ مُشْيِتَ مَعِهِ قَلْتُ : بِمَا بَالِ الْعَظَمُ وَالرُّوَثَةُ ؟ قَالَ : هَمَّا مَنْ طَعَمَ الْجِنَّ مَوَاهِهَ اتَّقَنَ وَفَدَجَنْ نَصِيبِيْنَ ، وَنَعَمَ الْجِنُّ افْسَالُونِيَ الزَّادَ ، فَدَعَوْتُ اللَّهَ لِهِمْ أَنْ لَا يَمْرُوا بِعَظَمٍ وَلَا رُوَثَةً إِلَّا جَلَوْا عَلَيْهَا طَعْمًا ))

[صحیح بخاری: کتاب مناقب الانصار: باب ذکر الجن: حدیث (٣٨٦٠)]

”وہ (یعنی حضرت ابو هریرہؓ) نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ وضو کا سامان اور آپ ﷺ کی حاجت کا سامان (یعنی پانی، اور لوٹا وغیرہ) اٹھا کر ساتھ لے جاتے تھے۔ ایک دن وہ (ابو هریرہؓ) اس سامان کو لے کر نبی اکرم ﷺ کے پیچے پیچھے آرہے تھے، آپ نے پوچھا: کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں ابو هریرہ ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”چند پتھر ڈھونڈ کر لاوٹا کر میں ان سے استخاء کروں۔ دیکھو! کوئی ہڈی یا گور کا کلکڑا مت لانا۔“ ابو هریرہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے کپڑے کے پلو میں چند پتھر اٹھا لیا اور آپ کے پہلو میں رکھ کر پیچھے ہٹ گیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ ہڈی اور

گویر سے منع فرمانے کی کیا حکمت تھی؟ تو آپ نے فرمایا: یہ دونوں جنات کی خواراک ہیں۔ داراصل میرے پاس نصیبین (علاءت) کے جنات کا وند آیا تھا اور وہ بہت ہی اچھے جن تھے، انہوں نے مجھ سے اپنی خواراک کے بارے میں سوال کیا، تو میں نے اللہ سے یہ دعا کی کہ انہیں جہاں کہیں بھی ہڈی یا گویر ملے، اس پر یہ اپنی خواراک پالیں۔“  
ان دونوں چیزوں سے استنجاء کرنے کی ممانعت کا سبب بھی یہی تھا کہ ان کی خواراک اور چارہ خراب نہ ہو بلکہ کھانے کے قابل رہے۔ [مجموع الفتاوی ج ۹ ص ۳۷]

ان احادیث کے علاوہ بھی کئی ایسی احادیث ہیں جو جنات کے کھانے پینے پر دلالت کرتی ہیں مثلاً حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اذا أكل أحدكم فليأكل بيمنيه وإذا شرب فليشرب بيمنيه فإن الشيطان يأكل بشماله ويشرب بشماله“

[صحیح مسلم: کتاب الاشربة: باب آداب الطعام واشراب واحکامها۔ حدیث سنن الترمذی: کتاب الأطعمة: حدیث (۱۷۹۹) الموطا (۹۲۲-۲) ۵۲۶۵]“جب تم میں سے کوئی بھی کھانا کھائے تو وہ دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب (پینے کی چیز) پینے تو تب بھی دائیں ہاتھ ہی سے بچے کیونکہ شیطان دائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور دائیں ہی سے پیتا ہے۔“ (مرتب)

### جنات کی رہائش:

روز محشر حساب و کتاب کے بعد مومن جن جنت میں اور غیر مومن جن جہنم میں جائیں گے اور یہ دونوں مقام اپنے اپنے طور پر مستقل جائے سکونت ہوں گے مگر دنیا میں ان جنات کی رہائش کن مقامات پر ہوتی ہے؟ اس سلسلہ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ:

جنات خراب (جگہوں اور بے آباد مکانوں) ویرانوں، جنگلوں، گندگی اور کوڑا کرکٹ

کے ذہروں اور قبرستانوں میں رہتے ہیں۔ [مجموعہ الفتاوی ج ۹ ص ۴۰]  
اسی لیے مذکورہ بالا جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ ایسی جگہیں جنات کی رہائش گاہیں ہوتی ہیں۔ فقہاء نے نماز کی ممانعت کی وجہ بتائی ہے کہ یہ تاپک اور گندی جگہیں ہیں اور بعض نے یہ کہا ہے کہ ان جگہوں پر بندہ خصوص و خشوع سے نماز ادا نہیں کر سکتا۔ تاہم صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ ایسی جگہیں جنات کی رہائش گاہیں ہوتی ہیں۔ [مجموعہ الفتاوی ج ۹ ص ۴۱]

مذکورہ بالا گندی غلیظ جگہوں پر کافر جنات رہائش پذیر ہوتے ہیں یا مسلمان جنات؟ اس سلسلہ میں شیخ موصوف<sup>ؒ</sup> نے تو کوئی صراحت نہیں کی البتہ مختلف نصوص اور مشاہدات کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ بالا جگہوں پر عام طور پر کافر جنات ہی رہائش اختیار کرتے ہیں جبکہ نیک اور مسلمان جنات پاک جگہوں مثلاً مساجد اور بیت اللہ شریف کے اطراف و آکناف کو رہائش کے لیے منتخب کرتے ہیں جیسا کہ شیخ وحید عبدالسلام بابی حفظ اللہ رحمۃ الرحمٰن فی الرحمٰن از ہیں کہ:

”ایک مرتبہ میں نے مسلمان جن سے پوچھا: کیا تم بیت الخلاء میں بھی رہتے ہو؟ اس نے بتایا کہ وہاں صرف کافر جنات رہتے ہیں کیونکہ وہ گندی جگہوں کو رہائش کے لیے منتخب کرتے ہیں“ [”وقایة الانسان“ ترجمہ از ابو حمزہ ظفر اقبال، ص ۳۲]  
اور شاید یہی وجہی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص بیت الخلاء میں داخل ہو تو (جنات سے تحفظ کے لیے) یہ دعا پڑھے:

”اللهم انى اوعدك من الخبث والخيانات“

”اَللّٰهُ امِّي خَبِيثُ جَنَوْنَ اَوْ جَنِيُوْنَ سَعَى تِيْرِي بَنَاهُ مِنْ آتَاهُوْنَ۔“ (مرتب)  
[صحیح بخاری : کتاب الصلاۃ: باب ما یقول عند دخول الخلاء (۱۴۲) صحیح مسلم: کتاب الحیض: باب ما یقول اذا دخل دخول الخلاء (۸۳۱) ابو داؤد : کتاب الطهارة باب ما یقول الرجل اذا دخل الخلاء (۴) ابن ماجہ (۲۹۸) نسائی (۱۹) احمد (۲۸۲، ۱۰، ۹۹/۳)]

## جنات کی طرف انبیاء کا مبعوث ہونا:

اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں انتہیاً و رسول کو مبعوث فرمایا، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے جنات میں بھی رسولوں کو مبعوث فرمایا؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ اس سلسلہ میں رقطراز ہیں کہ جنات میں انبیاء مبعوث ہوئے یا نہیں؟ اس کے متعلق دونوں نظر پائے جاتے ہیں۔ پہلا یہ ہے:-

ان میں بھی رسول مبعوث ہوئے ہیں جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا:-

”يَا مَعْشِرَ الْجِنِّ وَالْأَنْسِ إِنَّمَا يَاتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ“ [الانعام/١٣٠]

”اے جنات اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے۔“

دوسرانقطع نظر یہ ہے کہ انبیاء صرف انسانوں میں مبعوث ہوئے ہیں، جنات میں نہیں اور یہی قول زیادہ مشہور ہے جب کہ اس نقطع نظر کے قائلین کی دلیل قرآن مجید کی درج ذیل آیت ہے:-

”وَلَوْ أَلِلَّهِ قَوْمٌ هُمْ مُنْذَر٢٩٠ ۝ قَالُوا يَقُولُونَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِنْ بَعْدِ مُؤْسِنٍ“

”اپنی قوم کو خبردار کرنے کے لیے (یعنی ڈارانے کے لیے وہ جنات) واپس لوٹ گئے اور کہنے لگے کہ اے ہماری قوم! ہم نے یقیناً وہ کتاب سنی ہے جو موی کے بعد (آسمان سے) نازل کی گئی۔“ [الاحقاف/٢٩-٣٠]

ان لوگوں (یعنی دوسرے قول والوں) نے پہلے نقطع نظر کے حامل افراد کی دلیل کا درج ذیل جواب دیا ہے:-

کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: إِنَّمَا يَاتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ را اللہ تعالیٰ کے درج ذیل اقوال کے (مفہوم کی) مانند (مفہوم رکھتا) ہے:-

۱۔ ﴿يَخْرُجُ مِنْهُمَا الْلُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَان﴾ [الرحمن ۲۲]

”ان دونوں (یتھے اور کھارے پانی) میں سے موتی اور موٹگے برآمد ہوتے ہیں“  
حالانکہ موتی اور موٹگے صرف تیکین پانی سے نکلتے ہیں۔

۲۔ ﴿وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سَرَاجًا﴾ [نوح ۱۶]

”ان (سب زمینوں) میں چاند کونور والا اور سورج کو روشن چارغ بنایا ہے“

حالانکہ چاند تو صرف ایک زمین میں ہے۔ [مجموع الفتاوی ج ۴ ص ۱۴۲ - ۱۴۳]  
شیخ الاسلام یہ کہنا چاہتے ہیں کہ چاند تو صرف ایک زمین میں ہے اور اس کے لئے  
آیت مذکورہ میں صیغہ واحد کی بجائے جمع کا یعنی فیہا کی بجائے فیہن استعمال کیا گیا ہے  
اور اسی طرح نمبر (۱) آیت میں بھی منه واحد کی بجائے منهہما شنیہ کا صیغہ استعمال  
ہوا ہے۔ یعنیہ ”الْمِ يَا تَكُمْ رَسْلُ مَنْكُمْ“ آیت میں صیغہ توجع کا استعمال کیا گیا ہے یعنی  
منکم (جس میں انسان اور جنات دونوں شامل ہیں) مگر حقیقت میں رسول صرف  
انسانوں میں سے ہوئے ہیں، جنات میں سے نہیں۔ وَاللَّهُ أَعْلَم (مرتب)]

### حافظ ابن کثیر کا نقطہ نظر

حافظ ابن کثیر پہلے نقطہ نظر کے حامل افراد کی پیش کردہ قرآنی آیت کی تفسیر میں  
رقطراز ہیں: ”انبیاء صرف انسانوں میں سے تھے جنات میں انبیاء مبعوث نہیں ہوئے۔  
مجاہد، ابن جریح، اور کئی سلف و خلف اہل علم کا بھی یہی مذهب ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کا  
قول ہے کہ ”انسانوں میں انبیاء مبعوث ہوئے ہیں جبکہ جنات میں صرف ڈرانے والے  
آئے ہیں۔“ (اس کے بعد ابن کثیرؓ نے دوسرے موقف کے دلائل پیش کر کے ان کا رد  
کیا ہے پھر اپنے موقف کی تائید میں مزید یہ آیات پیش کی ہیں:)

۱۔ ﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَأَسْمَعْنَا إِلَيْكَ وَاسْلَقَ وَيَقُولُ وَالْأَسْبَاطَ وَعِيسَى وَأَبُوبَ وَبُونَسَ

وَهُرُونَ وَسُلَيْمَنَ وَأَتَيْنَا دَاؤِدَ زَبُورًا وَرُسُلًا فَقَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْنَاهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَمُ اللَّهِ مُؤْسَى تَكْلِيمًا وَرُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لَنَلَّا يَكُونُ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرَّوْسَلِ ﴿١﴾

”یقیناً ہم نے آپ کی طرف اس طرح وحی کی ہے جس طرح ہم نے نوح علیہ السلام اور ان کے بعد آنے والے نبیوں کی طرف کی، اور ہم نے وحی کی ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد پر اور عیسیٰ علیہ السلام اور یونس علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کی طرف اور ہم نے داؤد کوز بور عطا فرمائی اور آپ سے پہلے کے بہت سے رسولوں کے واقعات ہم نے آپ سے بیان کئے ہیں اور بہت سے رسولوں کے نہیں بھی کئے اور موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر کلام کیا ہم نے انہیں رسول بنایا ہے، خوشخبریاں دینے والے اور آگاہ کرنے والے، تاکہ لوگوں کی کوئی جھٹ اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر رہ نہ جائے۔“

[النساء، ۱۶۳-۱۶۵]

۲۔ **﴿وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ﴾** [العنکبوت ۲۷]

”اور ہم نے نبوت اور کتاب ان کی اولاد میں ہی کر دی۔“

حضرت ابراہیم کی وفات کے بعد نبوت کا انحصار آپ کی اولاد ہی میں رہا اور آپ سے پہلے بھی نبوت انسانوں ہی میں تھی نہ کہ جنات میں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

**﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِنِي إِلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ الْقُرْبَى﴾** [یوسف: ۱۰۹]

”آپ سے پہلے ہم نے بھتی والوں میں جتنے رسول بھیجے ہیں سب مرد ہی تھے جن کی طرف ہم وحی نازل فرماتے تھے۔“

۳۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا كُلُّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ﴾ [الفرقان: ۲۰]

”ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھی سب کے سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے تھے۔“ [تفیسر ابن کثیر / ج ۲ ص ۲۸۴]

لہذا مذکورہ بالاقتباس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ حافظ ابن کثیرؓ کا بھی یہی موقف تھا کہ جنات میں انہیاء معمول نہیں ہوئے اور یہی موقف راجح معلوم ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم)

### جنات کا دین و مذهب:

جس طرح انسانوں میں بنیادی طور پر دو بڑے فرقے ہیں؛ ایک مسلمان اور دوسرا کافر۔ اور پھر آگے ان دونوں کے مختلف ذیلی گروہ ہیں۔ بالکل اسی طرح جنات میں بھی بعض مسلمان ہیں اور بعض کافر۔ پھر ان کافروں میں یہودی، عیسائی، مجوہی، ہندو اور دیگر ادیان و مذاہب سے تعلق رکھنے والے جنات بھی ہیں اور ایک ہی مذهب کے مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے بھی۔ یعنی ان میں بھی شیعہ، سنی، قدریہ، معترزلہ وغیرہ فرقے پائے جاتے ہیں۔ پھر مسلمان جنات میں سے بعض سچے اور خالص مسلمان ہیں اور بعض کمزور ایمان والے ہیں جب کہ بعض ان میں فاسق و فاجر بھی ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں خود جنات کا اپنے متعلق یہ قول موجود ہے کہ

”وَإِنَّا مِنَ الصَّالِحُونَ وَمَنَادُونَ ذَلِكَ كُنَاطِرًا إِنَّ قِدَّمَهَا“ [الجن: ۱۱]

”اور یہ کہ بے شک بعض تو ہم میں نیک دکار ہیں اور بعض اس کے بر عکس بھی ہیں، ہم مختلف طریقوں سے بنتے ہوئے تھے۔“

. این تیمیہ ”اس آیت مذکورہ کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ

”ان کے ادیان و مذاہب مختلف ہیں بعض مسلمان ہیں اور بعض یہود۔ اسی طرح

عیسائی، شیعہ، سنی وغیرہ بھی ان میں موجود ہیں ..... جو اللہ کے فرمانبردار ہیں وہ مومن ہیں، جو نافرمان ہیں اور شریعت کے احکام پر عمل نہیں کرتے، وہ کافر ہیں۔ ” [مجموع الفتاویٰ (ج ۹ ص ۳۸) نیز (ج ۱۴ ص ۱۴۴)]

حافظ ابن کثیرؓ سے بھی اس آیت کے متعلق یہی تشریح منقول ہے، چنانچہ موصوف اس آیت کے تحت ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ”حضرت اعمشؓ نے فرمایا: ایک جن ہمارے پاس آیا کرتا تھا، میں نے ایک مرتبہ اس سے پوچھا کہ تمام کھانوں میں سے تمہیں کون سا کھانا پسند ہے؟ اس نے کہا: چاول (اعمشؓ نے کہا): میں نے (اے چاول) لا دیئے تو دیکھا لقہ برابر اٹھ رہا ہے لیکن کھانے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ میں نے پوچھا: جو خواہشات ہم میں ہیں، تم میں بھی ہیں؟ اس نے کہا: اس! پھر میں نے پوچھا: رفضی (صحابہ کو گالیاں دینے اور ان پر الزام تراشی کرنے والے) تم میں کیسے شمار کئے جاتے ہیں؟ اس نے کہا: بدترین!“ (حافظ ابو الحجاج مرني) فرماتے ہیں کہ اس کی صدقی ہے) [تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۶۷۴]

### جنات کی تخلیق کس چیز سے ہوئی؟

قرآنی آیات اور نبی اکرم ﷺ کے فرمانیں سے پتہ چلتا ہے کہ جنات کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَالْجَنَّةُ خَلْقَهُ مِنْ قَبْلٍ مِنْ نَارِ السَّمَوَمِ﴾ [الحجر ۲۷]

”اور اس سے پہلے (یعنی انسان کی پیدائش سے پہلے) جنات کو ہم نے لو (شعلے) والی آگ سے پیدا کیا۔“

حافظ ابن کثیرؓ نے اس آیت کی مختلف تفسیریں بیان کی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ السموم سے مراد آگ کی ایسی گری ہے جو انسان کی موت کا سبب بن جائے، اس سلسلہ میں انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا یہ قول بھی نقل فرمایا ہے:

”ہی السموم التي تقتل“

”السموم سے مراد وہ گری ہے جو قتل کر دے“ [تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۸۵۲] [رَحْمَن ۱۰۷]  
اسی طرح سورہ رحمٰن کی اس آیت: ﴿خَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَارِجٍ مِّنْ نَارٍ﴾ کی تفسیر کے تحت بھی حافظ ابن کثیرؓ نے مختلف اقوال ذکر کیے ہیں جن کا حاصل کلام یہ ہے کہ ”جنات کی پیدائش خاص آگ کے شعلے سے ہوئی ہے۔“ [تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر (ج ۴ ص ۴۲)]

ذکورہ بالادنوں آیات کی تفسیر میں ابن کثیرؓ نے حضرت عائشؓ سے مروی درج ذیل حدیث نقل کی ہے:

”خَلَقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ، وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَارِجٍ مِّنْ نَارٍ وَخَلَقَ آدَمَ مِمَّا وَصَفَ لَكُمْ“ [صحیح مسلم: کتاب الرہد: باب فی احادیث متفرقة: حدیث (۷۴۹۵)]

مسند احمد بیحیی ج ۶ ص ۱۵۳ / ۱۶۸

”فَرَشَّتُوْنَا كُوْنُورَ سَعْيًا بِكِيَامِيَّا، جَنَّاتٌ كَآگٍ سَعْيًا بِكِيَامِيَّا أَوْ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَوَاسِ  
چیز سے پیدا کیا گیا جو تمہیں بتا دی گئی ہے۔ (یعنی مٹی سے)“

ذکورہ بالادلائیل سے ثابت ہوا کہ جنات کی تخلیق اللہ رب العزت نے آگ سے فرمائی ہے۔

### جنات کی اقسام:

حافظ ابن کثیرؓ نے سورۃ سباء کی آیت نمبر (۱۲) کے تحت، جنات کی اقسام پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت ابو شعبۃؓ سے مروی ایک حدیث نقل فرمائی ہے جس میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

”الْجَنُ عَلَى ثَلَاثَةِ اصْنَافٍ: لَهُمْ اجْنَاحٌ يَطِيرُونَ فِي الْهَوَاءِ وَصَنْفٌ حَيَّاتٍ وَكَلَابٍ  
وَصَنْفٌ يَحْلُونَ وَيَظْعَنُونَ“ [طبرانی، حاکم، بیهقی فی الأسماء والصفات]

”جنات تین قسم کے ہوتے ہیں:

- ۱۔ ایک قسم کے جنات پر دل والے ہوتے ہیں جو ہوائی اڑتے ہیں۔
- ۲۔ دوسرا قسم کے جنات سانپ اور بچوں غیرہ کی شکل میں ہوتے ہیں۔
- ۳۔ تیسرا قسم کے جنات (انسانوں کی طرح) پڑا بھی کرتے ہیں اور سفر بھی۔“

### کیا جنات غیب جانتے ہیں؟

قرآن و سنت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جنات غیب نہیں جانتے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَمَّا قُصِّيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتُ مَادَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا ذَاهِبَةً الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَنَّ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَيْسُوا فِي الْعِدَابِ الْمُهَمَّهِنَ﴾

”پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم بھیج دیا تو ان کی خبر جنات کو کسی نے نہ دی سوائے گھن کے کیڑے کے جوان کے عصا کو کھارہاتھا پس جب (سلیمان علیہ السلام) اگر پڑے تو اس وقت جنات نے جان لیا کہ اگر وہ غیب دان ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں بدلانے رہتے۔“ [سورۃ سبار آیت ۱۲]

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ابن عباس، مجاهد، حسن، قتادہ اور کئی سلف صالحین سے مقول ہے کہ ”تقریباً سال بھر اسی طرح گزرنگیا جس لکڑی کے سہارے آپ کھڑے تھے جب اسے دیکھ چاٹ گئی اور وہ کھوکھلی ہو گئی تو آپ اگر پڑے اور تب جا کر جنات اور انسانوں کو آپ کی موت کا علم ہوا۔ پھر تو نہ صرف انسانوں کو بلکہ خود جنات کو بھی یقین ہو گیا کہ ان میں سے کوئی بھی غیب دان نہیں۔ یہ واقعہ مفصل طور پر ایک مرفوع، منکر اور غریب روایت میں ہے جس کے صحیح ثابت ہونے میں اختلاف ہے اور وہ روایت اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”حضرت سلیمان علیہ السلام جب نماز پڑھتے تو ایک درخت اپنے سامنے دیکھتے، اس

سے پوچھتے: تیر انام کیا ہے؟ وہ کہتا کہ فلاں آپ علیہ السلام پوچھتے: تو کس مقصد کے لیے ہے؟ (وہ بتا دیتا اور آپ اسے اسی استعمال میں لے آتے) ایک مرتبہ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور اسی طرح ایک درخت دیکھا تو پوچھا: تیر انام کیا ہے؟ تو اس نے کہا: الخروب (خراب کرنے والا) آپ نے پوچھا: تو کس لیے ہے؟ (یعنی کس کام آئٹھا ہے) اس نے کہا: اس گھر کو اجاہنے کے لیے۔ تو تب سلیمان علیہ السلام نے دعائیگی کہ اے اللہ امیری موت کی خبر جنات پر نہ ظاہر ہونے دیتا تاکہ انسانوں کو یقین ہو جائے کہ جنات غیب نہیں جانتے۔ آپ ایک لکڑی پر مکمل ایک سال نیک لگا کر کھڑے رہے اور جنات کام کرتے رہے (ایک بیال گزرنے پر) دیک اسے کھا گئی (اور سلیمان علیہ السلام گر پڑے) تب انسانوں نے جان لیا کہ (جنات غیب نہیں جانتے اور) اگر جنات غیب جانتے تو سال بھر تک اس المناک عذاب میں بتلاند رہتے۔“

حافظ ابن کثیر مزید رقم طراز ہیں کہ

بعض صحابہ کرام سے مروی ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی عادت تھی کہ آپ سال، دو سال یا ہمیشہ دو ہمیشہ یا اس سے کچھ کم ہمیشہ مدت کے لیے بیت المقدس میں بیٹھ جاتے۔ آپ ماؤکولات و مشروبات بھی ساتھ لے کر مسجد میں داخل ہوتے تھے۔ ہر چھ ایک درخت آپ کے سامنے نمودار ہوتا۔ آپ اس سے اس کا نام اور فائدہ پوچھتے۔ وہ بتاتا۔ آپ اسی کام میں اسے لاتے تھی کہ ایک خروبة نامی درخت نمودار ہوا۔ آپ نے اس سے پوچھا: تو کس لیے اگا ہے؟ (تیر اکیا فائدہ ہے؟) وہ کہنے لگا: اس مسجد کو اجاہنے کے لیے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام (کچھ گئے اور) فرمائے گئے: میری زندگی میں تو یہ مسجد خراب نہیں ہوگی البتہ تو میری موت اور شہر کی ویرانی کے لیے ہے۔ آپ نے اسے دہاں سے اکھاڑ کر اپنے باغ میں لگادیا پھر مسجد کی دریمان کی جگہ (حراب) میں کھڑے ہو کر ایک لکڑی کے سہارے نماز شروع کر دی اور وہیں آپ کا انتقال ہو گیا لیکن شیاطین کو اس کا علم نہ ہوا۔ وہ

سب کے سب اپنی نوکری بجالاتے رہے کہ ایسا نہ ہو، ہم ڈھیل کریں اور اللہ کے رسول سلیمان آجائیں اور ہمیں سزا دیں۔ یہ محраб کے آگے پیچے آئے (ان میں جو ایک بڑا پاچی شیطان تھا اس نے کہا کہ) اس محراب کے آگے پیچے سوراخ ہیں، اگر میں یہاں سے جا کر وہاں سے نکل آؤں تو میری طاقت مانو گے یا نہیں؟ چنانچہ وہ گیا اور نکل آیا لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کی آواز نہ آئی۔ یہ جنات حضرت سلیمان کو دیکھنے تو سکتے نہ تھے کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف نگاہ بھر کر دیکھتے ہی وہ مر جاتے تھے لیکن اس شیطان کے دل میں کچھ خیال سا گزرا۔ اس نے پھر مزید حراثت کی اور مسجد میں چلا گیا، دیکھا کہ وہاں جانے کے بعد بھی وہ نہیں چلا (تو اس کی بہت اور بڑھ گئی) پھر اس نے غور سے آپ کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ گرے پڑے ہیں اور انتقال فرمائچے ہیں۔ اب اس نے آکر لوگوں کو خبر دی کہ سلیمان علیہ السلام انتقال کر گئے ہیں۔ لوگوں نے مسجد کو کھولا اور آپ کی میت کو نکالا۔ انہوں نے آپ کی لامبی کو دیکھا کہ اسے دیمک چاٹ گئی ہے لیکن مدت انتقال کا علم نہ ہو سکا تو انہوں نے دیمک کے سامنے لکڑی رکھی اس دیمک نے ایک دن اور دو راتوں میں جس قدر کھایا اسے دیکھ کر اندازہ کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کے انتقال کو پورا سال گزر چکا ہے..... تمام لوگوں کو اس وقت کامل یقین ہوا کہ جنات جھوٹ بولتے ہیں (کہ انہیں غیب کا علم ہے اور) اگر یہ غیب جانتے ہوتے تو اتنا عرصہ دردناک عذاب میں بدلنا رہتے ہیں۔ [تفسیر ابن کثیر (ج ۳ ص ۸۴۲-۸۴۳) حافظ ابن کثیر نے ان روایات پر کلام کیا ہے اور آخر میں فرماتے ہیں کہ یہ اہل کتاب سے مانحوذ (اسرائیلی) روایات ہیں، ان میں سے جو حق (یعنی قرآن و سنت) کے موافق ہو اس کی تصدیق کی جائیے گی، جو حق کے مخالف ہو اس کی تردید کی جائیے گی اور جو نہ موافق ہو اور نہ مخالف اس پر سکوت کیا جائے گا۔]

## کیا جنات میں بھی 'اویاء اللہ' ہوتے ہیں؟

جس طرح انسانوں میں بعض ایسے نیک لوگ ہوتے ہیں جنہیں بلاشبہ اللہ کا ولی کہا جاسکتا ہے اس طرح جنات میں بھی ایسے ولی اللہ ہوتے ہیں۔ حافظ ابن کثیرؓ نے حسن بصریؓ سے ایک روایت لقل کی ہے، جس میں آپ فرماتے ہیں:

”الجن ولد ابليس، والانس ولد آدم، ومن هولاء مؤمنون ومن هولاء مؤمنون،  
وهم شركائهم في الشواب والعقباب، ومن كان من هولاء، وهو لاء مومنا، فهو ولی  
الله تعالى، ومن كان من هولاء وهو لاء كافر فهو شيطان“

”جن ابلیس کی اولاد میں سے ہیں اور انسان حضرت آدم کی اولاد میں سے۔ دنوں (یعنی  
انسان اور جنات) میں مؤمن بھی ہیں اور کافر بھی، عذاب و ثواب میں دنوں شریک ہیں۔ دنوں  
کے ایماندار ولی اللہ ہیں اور دنوں کے بے ایمان شیطان ہیں۔“ [تفسیر ابن کثیر (ج ۳ ص

۸۴۰-۸۴۱]

## جنات کی مختلف شکلیں:

جنات کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت و طاقت عطا فرمائی ہے کہ وہ اپنی شکل کو تبدیل کر سکتے ہیں، وہ انسانوں کی شکل بھی اختیار کر لیتے ہیں اور حیوانات کی شکل بھی اختیار کر سکتے ہیں۔ جنات کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ انسان کو اللہ کی عبادت سے غافل رکھیں اور انہیں خلاف شرع کاموں پر ابھاریں۔ اپنے اس مقصد کی تکمیل کے لیے جنات بھی انسانوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی کتوں اور سانپوں کی۔ ان کے علاوہ بھی وہ کئی صورتیں اختیار کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اس حوالے سے امام ابن تیمیہؓ جنات کے متعلق رقطراز ہیں:

”جنات انسانوں اور چوپاؤں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، اسی طرح جنات سانپ،  
پکھو، اوٹ، گانے، گھوڑا، خچر، گدھا اور پرندوں وغیرہ کی شکلیں بھی اختیار کر لیتے

ہیں۔“ [مجموع الفتاوى ج ۱۹ ص ۴۴]

### ۱۔ جنات کا کتوں اور سانپوں کی شکل اختیار کرنا:

ابن تیمہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے گھریلو سانپوں کو مارنے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ ان کو تین مرتبہ کل جانے کے لیے کھواور مار دیں۔ اگر تیسرا مرتبہ کے بعد پھر تمہیں یہ نظر آئیں تو انہیں قتل کر دو کیونکہ یہ شیطان ہیں (جو اس طرح شکل تبدیل کئے ہوئے ہیں، پھر امام موصوفؐ نے اپنے اس موقف کی تائید کے لئے بطور دلیل درج ذیل احادیث نقل فرمائی ہیں):

۲۔ ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ان بالمدينة فرامن الجن فقد اسلمو افمن رأى شيئاً من هذه العوامر“

فليؤذنه ثلاثاً، فان بداله بعد فليقتلته فانه شيطان“

[صحیح مسلم : کتاب السلام : باب قتل الحیات وغیرها: حدیث (۵۸۴۱) سنن ابن داؤد : کتاب الادب : باب : فی اطفاء النار (۵۲۵۷) موطاً (۳۳) مسند احمد (۴۱۱۳)]  
” مدینہ میں جنات کی ایک جماعت ہے جنہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے پس جو کوئی گھریلو سانپ کو دیکھے تو اسے تین مرتبہ چھوڑ دے (اور گھر سے کل جانے کو کہے) اگر اس کے بعد بھی وہ نظر آئے تو اسے قتل کر دے کیونکہ وہ شیطان ہے۔“

۳۔ اسی طرح حضرت ابو سائبؓ سے مردی ہے کہ

میں حضرت ابوسعید خدریؓ کے گھر گیا تو حضرت ابوسعیدؓ نماز پڑھ رہے تھے، میں بیٹھ کر ان کا انتظار کرنے لگا۔ اسی دوران میں نے گھر کے کونے میں کچھ کھڑکنے کی آواز سنی، میں نے مژ کر دیکھا تو وہ ایک سانپ تھا۔ میں فوراً چھل کر کھڑا ہوا تاکہ اسے مار دوں لیکن ابوسعیدؓ نے مجھے (بیٹھنے کا) اشارہ کیا اور میں بیٹھ گیا۔ جب آپؓ نماز سے فارغ ہوئے تو آپؓ نے محلے میں موجود ایک گھر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کیا تمہیں یہ گھر نظر آ رہا ہے؟ میں نے کہا تھی! آپؓ نے فرمایا: اس گھر میں، ہم میں سے ایک نوجوان رہتا تھا جس کی نبی نبی شادی ہوئی تھی۔ جب ہم رسول ﷺ کے ساتھ جنگ خندق کے لیے



گئے تو یہ نوجوان دوپھر کے وقت حضور ﷺ سے اجازت لے کر اپنے گھر چلے گا تھا۔ ایک دن جب اس نے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: اپنا السلو بھی ساتھ لے لو مجھے خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ کہیں بتو قریب کے یہودی تمہیں نقصان نہ پہنچائیں۔ اس شخص نے اپنا اختیار لے لیا اور گھر کی طرف لوٹا۔ اس کی بیوی دروازے کے درمیان کھڑی تھی، وہ نیزہ لے کر آگے بڑھاتا کہ اپنی بیوی کو مارے کیونکہ اسے (اس مظرنے) سخت غیرت میں ڈال دیا۔ اس کی بیوی نے کہا: اپنا نیزہ اپنے پاس رکھ اور گھر کے اندر جا کر دیکھ کر مجھے کس چیز نے باہر نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ وہ اندر داخل ہوا تو وہاں ایک بہت بڑا سانپ بستر پر بل کھائے ہوئے بیٹھا تھا، اس نے وہی نیزہ اس سانپ کو مارا اور اسے اس نیزے میں پروردیا۔ پھر وہ باہر نکلا اور نیزے کو گھر کے صحن میں گاڑھ دیا مگر اسی اشنا وہ سانپ اچاک کر پروردیا۔ اور ہوا اور تمیں یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ کون پہلے مرابے، سانپ یا نوجوان؟ پھر ہم سب اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو یہ واقعہ سنایا۔ ہم نے یہ بھی کہا کہ آپ اللہ سے دعا کریں کہ اس نوجوان کو اللہ تعالیٰ ہمارے لیے زندہ کر دے۔ آپ نے فرمایا: ”اپنے ساتھی کے لیے مغفرت طلب کرو“ پھر آپ نے فرمایا: ”مدینہ میں بعض ایسے جنات ہیں جو اسلام قبول کرچکے ہیں اگر تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اسے تین دن تک (بعض روایات کے مطابق تین مرتب) خبردار کرو، اگر اس کے بعد بھی وہ ظاہر ہو تو اسے قتل کر دیو کیونکہ وہ شیطان ہے۔“

[صحیح مسلم: ايضاً حدیث (۵۸۳۹) ابو داؤد: (۵۲۴۸) احمد (ج ۲ ص ۴۱)]  
ابن تیمیہؓ ان احادیث کو قتل کرنے کے بعد رقطراز ہیں کہ: جس طرح انسانوں کو ناحق قتل کرنا جائز نہیں بالکل اسی طرح جنات کو ناحق قتل کرنا بھی جائز نہیں۔ قتل ایک عظیم ظلم ہے اور ظلم ہر حال میں حرام ہے، ناحق ظلم تو کسی کافر پر بھی جائز نہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَجُرْ مِنْكُمْ شَيْئًا قَوْمٌ عَلَى الْأَتَعْدَلُوا إِغْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلْسُّقُومِ [المائدہ ۸]  
”کسی قوم کی عدالت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کر دے، عدل کیا کرو جو پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے۔“ [مجموع الفتاویٰ (ج ۱۹ ص ۴۳ - ۴۴)]

۳۔ حضرت عبد اللہ بن صامتؓ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابوذرؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:  
”جب کوئی شخص آگے سترہ رکھے بغیر نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز کالا کتا، عورت اور گدھا توڑ دیتے ہیں۔“

حضرت عبد اللہؓ نے ابوذرؓ سے پوچھا: سرخ اور سفید کو چھوڑ کر کالا کتا بیان کرنے کی کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے کہا: اے بھتیجے! تو نے مجھ سے وہی سوال کیا ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا۔ آپؐ نے اس کی وجہ یہ بتائی تھی کہ ”الكلب الاسود الشيطان / کالا کتا شیطان ہے۔“

[صحیح مسلم : کتاب الصلاة : باب قدر ما یست المصلی : حدیث (۱۱۳۷) ابو داؤد : کتاب الصلاة : باب ما یقطع الصلاة و مالا یقطع ---- (۷۵۰) ابن ماجہ (۹۵۲) مسند احمد (۱۴۹/۵ - ۱۵۱) دارمی (۳۲۹/۱) ابن حزمیہ (۱۱۲)]  
امام ابن تیمیہؓ اس حدیث کے تحت رقمطراز ہیں کہ ”کالا کتا دراصل کتوں کا شیطان ہوتا ہے اور جنات بکثرت اس کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کالا رنگ شیطانی قوتوں کو کٹھا کر لیتا ہے اور اس رنگ میں حرارت کی تو انہی بھی زیادہ ہوتی ہے۔“

[مجموع الفتاوی ج ۱۹ ص ۵۲]

۴۔ حضرت ابو هریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ہراونث کی کوہاں پر شیطان ہوتا ہے لہذا ان پر سوار ہو کر شیاطین کو ذیل کیا کرو۔“

[رواہ الحاکم - بحوالہ: صحیح جامع الصغیر لللبانی (ج ۴ / ص ۳۸)]

۵۔ جنات کا انسانوں کی شکل اختیار کرنا:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ ”رقطراز ہیں کہ: جنات انسانوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔“ موصوف نے اس سلسلہ میں درج ذیل قرآنی آیت سے استدلال کیا ہے:

﴿وَإِذَا رَأَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَنَ أَغْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي

جَارِكُمْ فَلَمَّا تَرَأَءَتِ الْفِتْنَى نَكَصَ عَلَى عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِئٌ مِنْكُمْ إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ [الانفال ٣٨]

”جب شیطان ان کے اعمال انھیں زیست دار بنا کر کھار ہاتھا اور کہہ رہا تھا کہ لوگوں میں سے کوئی بھی آج تم پر غالب نہیں آ سکتا، میں خود بھی تمہارا حمایتی ہوں، لیکن جب دونوں جماعتیں نمودار ہوئیں تو یہ اپنی ایزدیوں کے مل پیچھے ہٹ گیا اور کہنے لگا کہ میں تو تم سے بری ہوں۔ (کیونکہ) میں وہ (فرشتے) دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔“

ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ جب اہل مکہ نے جنگ کے لئے بدر کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو ان کے پاس شیطان سراقت بن مالک بن عاصم کی شکل میں آیا تھا اور اس نے درج بالا باتیں کفار مکہ سے کہی تھیں، [مجموع الفتاوی: ج ۱۹ ص ۴۴]

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیر نے کئی احادیث ذکر کی ہیں جن کا غلاصہ یہ ہے کہ ”اہل مکہ نے جب میدان بدر کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا تو انہیں بنی بکر کی جنگ یاد آ گئی اور انہوں نے خیال کیا کہ ایسا نہ ہو کہ ہماری عدم موجودگی میں یہاں اہل مکہ پر ہمارا شمن قبیلہ حملہ کر دے، قریب تھا کہ وہ اپنے ارادے سے دستبر ادار ہو جاتے کہ اسی وقت الیس اپنا جھنڈا بلند کیے ہوئے مدنجی قبیلے کے سراقت نامی شخص کی صورت میں (اپنے لشکر سمیت) وہاں پر نمودار ہوا، اور کہنے لگا: میں اپنی قوم کا ذمہ دار ہوں، تم بلا خوف مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے تیار ہو جاؤ، اور خود بھی ان کے ہمراہ چل دیا۔ راستے میں ہر منزل پر یہ لوگ (یعنی کفار مکہ) اسے دیکھتے تھے، سب کو یقین تھا کہ سراقت خود ہمارے ساتھ ہے، جب میدان جنگ میں صفح بندی ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے مٹی کی مٹھی بھر کے مشرکوں کی طرف پھینکی، اس سے ان کے قدم اکھڑ گئے اور ان میں بھکڑ رج گئی۔ حضرت جبریلؓ شیطان کی طرف گئے اس وقت یہ ایک مشرک کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے

کھڑا تھا۔ جبریل کو دیکھتے ہی اس نے مشرک کے پاٹھ سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور اپنے لشکروں سمیت دہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس مشرک شخص نے کہا: سراقت تم تو کہہ رہے تھے کہ تم ہمارے حمایتی ہو پھر یہ کیا کر رہے ہو؟ ابلیس نے کہا: میں تم سے بری ہوں، میں انہیں دیکھ رہا ہوں جو تمہاری نگاہ میں نہیں آتے۔ حارث بن حشام نامی مشرک چونکہ اسے سراقت ہی سمجھے ہوئے تھا، اس لیے اس کا ہاتھ تھام لیا، ابلیس نے اس کے سینے میں اس زور سے گھونسamar کہ یہ منہ کے بلگر پڑا اور شیطان بھاگ لکلا۔ [ابن کثیر ۴۹۸ / ۲]

مرتب کہتا ہے کہ اس کے علاوہ بھی کئی ایک روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جنات انسانوں کی شکل اختیار کر لینے کی طاقت رکھتے ہیں مثلاً حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ:

”رسول اللہ ﷺ نے مجھے ماہ رمضان کی زکاۃ (صدقاتِ فطران وغیرہ) کی حفاظت پر مامور کیا۔ (ایک رات میں پھرہ دے رہا تھا کہ) ایک شخص آیا اور (اپنے تھیلے میں) غلہ بھرنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: خدا کی قسم! میں تجھے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ وہ کہنے لگا کہ میں محتاج ہوں، میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور میں بہت زیادہ حاجت مند ہوں۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا: اے ابو ہریرہؓ! اگذشت رات تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس نے سخت حاجت اور عیالداری کی شکایت کی، مجھے اس پر رحم آگیا لہذا میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپؐ نے فرمایا:

”اما انه قد كذب وسيعود / کہ اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے وہ دوبارہ آئے گا“ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ دوبارہ آئے گا کیونکہ آپؐ نے اس کے آنے کے متعلق فرمادیا تھا لہذا میں اس کی تاک میں (گھات لگا کر) بیٹھ گیا۔ وہ آیا اور غلہ (اپنے تھیلے میں) ڈالنے لگا، میں نے اسے پھر پکڑ لیا اور کہا: اب تو میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے

سامنے پیش کروں گا۔ اس نے کہا: ”مجھے چھوڑ دو، میں محتاج ہوں، عیالدار (بچوں والا) ہوں اور میں اب نہیں آؤں گا۔“ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اب کی بار مجھے پھر اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔

جب صحیح ہوتی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! تمہارے قیدی نے کیا کہا تھا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس نے بہت زیادہ حاجت مندی کی شکایت کی اور یہ کہا کہ بچوں کی ذمہ داری بھی پوری کرنی ہے، تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپؐ نے فرمایا: ”اس نے جھوٹ بولا ہے وہ پھر آئے گا۔“

چنانچہ میں نے تیسرا رات بھی گھات لگائی (اور وہ واقعی آیا) اور غلہ (اپنے تھیلے میں) ڈالنا شروع ہو گیا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: اب تو میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے سامنے لا بازما پیش کروں گا! اب تو تین مرتبہ ہو چکا ہے تم یہ کہہ کر چھوٹ جاتے ہو کہ اب نہیں آؤں گا اور پھر آ جاتے ہو!

اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو، اس کے بدله میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن کی بدولت اللہ تعالیٰ تمہیں نفع پہنچائے گا۔ میں نے پوچھا: وہ کون سے کلمات ہیں؟ اس نے کہا: جب تم اپنے بستر پر (سونے کی غرض سے) جاؤ تو یہ آیت (آلۃ الکرسی) پڑھو۔ اللہ لا اله الا هو الحی القيوم..... پوری آیت آ خریمؑ، یہ پڑھنے سے تمہارے لئے اللہ کی طرف سے ایک پھریدار (محافظ) آ جائے گا اور صحیح ہونے تک شیطان تمہارے قریب بھی نہیں پہنچے گا۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے اسے چھوڑ دیا، جب صحیح ہوتی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے قیدی نے کیا کہا؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس نے مجھ سے کہا کہ میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن کی بدولت اللہ تمہیں نفع پہنچائے گا۔ آپؐ نے فرمایا: وہ کون سے کلمات ہیں؟ (ابو ہریرہؓ نے وہ بتائے تو) نبی اکرمؐ نے فرمایا: اس نے تم سے سچ کہا ہے جبکہ خود وہ پر لے درجے کا جھوٹا ہے۔ اے ابو ہریرہ!

کیا تو جانتا ہے کہ تین راتوں سے تم کس سے باتیں کرتے رہے ہو؟ میں نے کہا نہیں! تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔ (جس سے تم یہ باتیں کرتے رہے ہو!)“

[صحیح البخاری : کتاب الوکالۃ: باب اذاؤ کل رجل افترک الوکیل۔۔۔ (۲۳۱۱)]

حافظ ابن حجر عسقلانی ” نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ  
”شیاطین اپنی شکمیں تبدیل کر سکتے ہیں، تاہم موصوف فرماتے ہیں کہ قرآن کی یہ

آیت: ﴿إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقِبِيلَهُ مِنْ حَيَّٰتٍ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ [الاعراف / ۲۷]

”وہ (شیطان) اور اس کا لفکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو۔“

اس سے یہ مراد ہو سکتا ہے کہ جب شیطان اپنی اصل شکل میں موجود ہو تو پھر وہ انسانوں

کو دکھائی نہیں دیتا۔ [فتح الباری، لابن حجر العسقلانی] (ج ۴ ص ۴۸۹)]

اور جب انسانوں کو دکھائی دیتا ہے تو وہ اپنی اصل شکل میں نہیں ہوتا بلکہ شکل بدل کر ہی سامنے آتا ہے، کبھی سانپ، کتے یا کسی اور جانور کی شکل میں، تو کبھی انسان کی شکل میں۔ (متترجم و مرتب)

### بعثت نبویؐ سے پہلے جنات کے مختصر حالات:

#### ۱۔ جنات کی سرگشی:

ہمارے ہاں اکثر لوگ جنات سے ڈرتے ہیں اور ران سے بچاؤ کے لیے کاہنوں، جادوگروں، اور تعویذ گنڈا کرنے والوں کی امداد حاصل کرتے ہیں جبکہ اصولی طور پر جنات انسانوں سے ڈرتے ہیں لیکن جب جنات دیکھتے ہیں کہ فلاں شخص ہم سے بہت ڈرتا ہے تو وہ جری ہو جاتے ہیں، اور اسے مزید ڈرانے لگتے ہیں جیسا کہ مجاہد سے مردی ہے کہ ”جنات تم شیطان سے ڈرتے ہو شیطان اس سے کہیں زیادہ تم سے ڈرتا ہے۔ اگر وہ تم سے تعرض کرے اور تم اس سے ڈر گئے تو وہ تم پر سورا ہو جائے گا۔“ [وقایة

الانسان من الجن والشیطان ازو حید عبد السلام بالی (صفحہ ۳۳)]

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جنات کا یہ قول نقل فرمایا ہے:

(وَإِنَّ رِجَالًا مِّنَ الْأَنْسَابِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهْقًا)

”بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات

اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔“ [ابن حجر ۷۲]

اس آیت کی تشریح میں امام ابن تیمیہ ”قطراز ہیں کہ: آباد علاقوں کی نسبت ویران جگہوں، جنگلات اور کھنڈارات وغیرہ میں جنات بہت زیادہ پائے جاتے ہیں، اس لیے جب کوئی شخص کسی جنگل میں داخل ہونے لگتا تو کہتا: اعود بعظمیم هذا الوادی من سفهائہ رہ میں اس وادی کے سرکش جنات سے بچنے کے لیے اس وادی کے سردار کی پناہ میں آتا ہوں۔“ جب جنات نے دیکھا کہ انسان ہم سے پناہ مانگتے ہیں تو ان کی سرکشی اور زیادہ بڑھ گئی۔“ [مجموع الفتاوی ج ۱۹ ص ۱۳۳]

حافظ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: ”جنات کی سرکشی کا سبب یہ بنائے وہ دیکھتے کہ انسان جب کبھی کسی جنگل یا ویرانے سے گزرتے ہیں تو ہماری پناہ طلب کرتے ہیں جیسا کہ دور جالمیت میں اہل عرب کی عادت تھی کہ جب وہ کسی جگہ پڑاؤ کرتے تو کہتے ہم اس جنگل کے سب سے بڑے جن کی پناہ میں آتے ہیں۔ اوگران لوگوں کا عقیدہ تھا کہ اس طرح کہہ لینے کے بعد ہم تمام جنات کے شر سے اس طرح محفوظ ہو جاتے ہیں جس طرح کسی شہر میں جا کر وہاں کے بڑے رئیس کی پناہ لے لینے سے اس شہروالوں اور دوسرا دشمن لوگوں کی ایذا، وہی سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ جنات نے جب دیکھا کہ انسان بھی ہماری پناہ لیتے ہیں تو ان کی سرکشی مزید بڑھ گئی اور انہوں نے الناپہلے سے زیادہ انسانوں کو ستانہ شروع کر دیا۔“

اسی طرح حافظ موصوف نے عکرہ ”کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ: ”در اصل جنات انسانوں سے اسی طرح ڈرا کرتے تھے جس طرح کہ انسان جنات سے ڈرتے ہیں بلکہ جنات تو اس سے بھی زیادہ انسانوں سے ڈرتے تھے۔ حتیٰ کہ جس جنگل میں انسان پہنچتا

جنات وہاں سے بھاگ نکلتے۔ لیکن جب سے اہل شرک نے خود ان سے پناہ مانگنی شروع کی اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ ”ہم اس وادی کے سردار جنات کی پناہ میں آتے ہیں تاکہ ہمیں یا ہماری اولاد اور مال کو کوئی ضرر نہ پہنچے“، تب سے جنات نے یہ سمجھا کہ یہ لوگ تو ہم سے ڈرتے ہیں چنانچہ وہ اور دلیر ہو گئے اور اب انہوں نے طرح طرح سے انسانوں کو ڈرانا شروع کر دیا۔“

اسی آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیرؓ نے یہ واقعہ بھی نقل فرمایا ہے کہ ”ابوسائب انصاریؓ نے فرمایا: میں اپنے والد کے ہمراہ مدینہ سے کسی کام کے لیے باہر نکلا، اس وقت نبی اکرمؐ مکہ میں مبعوث ہو چکے تھے رات کے وقت ہم ایک چروائے کے پاس جنگل میں ٹھہر گئے، آدمی رات کے وقت ایک بھیڑیا آیا اور بکری اٹھا کر لے بھاگا۔ چروائے اس کے پیچھے دوڑا اور (پکار کر) کہنے لگا: ”اے جنگل کو آبادر کھنے والے! تیری پناہ میں آیا ہوا شخص لٹ گیا، ساتھ ہی ایک آواز آئی، حالانکہ کوئی شخص نظر نہ آتا تھا، کہ اے بھیڑیے! اس بکری کو چھوڑ دے (تھوڑی دری میں ہم نے دیکھا کہ) وہی بکری بھاگی بھاگی آئی اور ریوڑ میں مل گئی حتیٰ کہ اسے کوئی زخم بھی نہیں لگا تھا“، یہی بیان اس آیت میں ہے جو مکر مدد میں نازل ہوئی کہ ”بعض لوگ جنات کی پناہ مانگا کرتے تھے۔“ ممکن ہے کہ یہ بھیڑیا بن کر آنے والا جن ہی ہو جو بکری کو پکڑ کر لے گیا ہو اور چروائے کی اس دہائی پر اسے چھوڑ دیا ہو، تاکہ چروائے کو اور اس کی بات سن کر دوسرے لوگوں کو بھی اس بات کا یقین کامل ہو جائے کہ جنات کی پناہ میں آجائے سے لوگ نقصانات سے محفوظ رہتے ہیں اور اس طرح کے عقیدے کے باعث وہ مزید مگراہ ہوں اور خدا کے دین سے خارج ہو جائیں۔ ”والله اعلم!“ [تفسیر ابن کثیر (ج ۴ ص ۶۷۱ - ۶۷۲)]

## ۲۔ جنات کا آسمان سے خبریں چوری کرنا:

اللہ تعالیٰ جب جبریلؐ امینؐ کو کوئی حکم صادر فرماتے ہیں تو حضرت جبریلؐ آگے دیگر فرشتوں کو وہ حکم سنادیتے ہیں اور وہ اپنے سے اگلے فرشتوں کو وہ حکم نقل کرتے

ہیں حتیٰ کہ اس طرح جب آسمان دنیا کے فرشتوں کو اللہ کی طرف سے کوئی حکم یا خبر پہنچائی جاتی تو ابلیس مردود اور دیگر شیاطین بھی آسمانوں پر جا کر اس حکم کے کچھ الفاظ سن لیتے۔ پھر بعض اوقات یہ جنات کا ہنوں اور جادوگروں تک یہ الفاظ (یعنی آسمانی خبریں) چوری کر کے پہنچادیتے اور کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا کہ راستے ہی میں شہاب ثاقب (شعلوں کے شکل اختیار کئے آسمانی تارے) ان جنات کو حضم کر دیتے اور وہ خبر دنیا والوں تک نہ پہنچتی۔ بنی اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے کم ہی ایسا ہوتا تھا کہ جنات کو شہاب ثاقب سے ہلاک کیا جاتا ہو، بلکہ وہ آسمانی خبریں پا سانی چوری کر لیا کرتے تھے مگر آنحضرت ﷺ کی رسالت کے بعد شیاطین شعلوں کا بہت زیادہ شکار ہونے لگے جیسا کہ قرآن مجید میں خود جنات کا یہ قول اس طرح نقل کیا گیا ہے:

﴿وَأَنَا لِمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَهَا مُلْكَتُ حَرَّصًا شَدِيدًا وَشَهْبًا﴾ [الجن ۸۷]

”(جنات نے کہا) اور ہم نے آسمان کوٹھوں کر دیکھا تو اسے سخت چوکیداروں اور سخت

شعلوں سے پر پایا۔“

ذکورہ آیت کی تفسیر میں ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ: قرآن نازل ہونے سے پہلے بھی شیاطین پر شعلے پھینکے جاتے تھے لیکن پھر بھی وہ خبریں چوری کر کے کا ہنوں اور جادوگروں کو پہنچادیا کرتے تھے۔ [مجموع الفتاویٰ، ج ۱۱ ص ۱۶۸]

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ مجھے اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی صاحب نے بتایا کہ

”ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آسمان سے ایک ستارہ گرا اور روشنی پھیل گئی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا: ”زمانہ جاہلیت میں تم ایسے موقع پر کیا کہا کرتے تھے؟“ ہم نے آپ ﷺ کو بتایا کہ ہم ایسے موقع پر کہا کرتے تھے کہ ”آج رات کوئی عظیم شخص پیدا ہوا اور کوئی عظیم شخص فوت ہوا ہے۔“ آپؓ نے فرمایا: ”یہ کسی کی موت یا زندگی کے موقع پر نہیں گرایا جاتا بلکہ یوں ہوتا ہے کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ کسی کام

کافی صد کرتے ہیں تو عرش کو اٹھانے والے فرشتے تسبیح بیان کرتے ہیں پھر وہ لوگ تسبیح بیان کرتے ہیں جو نچلے آسمان والے ہوتے ہیں اور پھر اسی طرح آسمان دنیا والے فرشتے بھی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ پھر عرش والے فرشتوں سے قریب والے فرشتے پوچھتے ہیں کہ پروردگار نے کیا حکم فرمایا ہے؟ عرش والے فرشتے انہیں وہ حکم بتاتے ہیں۔ پھر یہ اپنے سے نیچے والے فرشتوں کو وہ حکم آگئے نقل کرتے ہیں۔ پھر جب وہ حکم یا خبر ساتویں آسمان (یعنی آسمان دنیا) تک پہنچتی ہے تو جنات چوری چھپے وہ خبریں اچک لیتے ہیں اور آگے اپنے دوستوں (کاہنوں اور جادوگروں وغیرہ) کو پہنچادیتے ہیں..... اور وہ بات حق ہوتی ہے لیکن شیاطین اس میں اپنی طرف سے جھوٹ کا اضافہ بھی کر دیتے ہیں۔“

[مسلم: کتاب السلام: باب تحریم الکھانا و ایتان الکھانا (۵۸۱۹) احمد (۲۱۸/۱)]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کاہن لوگ ہمیں کسی چیز کے متعلق بتاتے تھے اور وہ بات بالکل حق ثابت ہوتی تھی؟! اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ وہی بھی بات ہوتی ہے جسے جنات اچک کرائے دوست (کاہن) کے کان میں ڈال دیتے ہیں اور اس کے ساتھ سو جھوٹ بھی شامل کر دیتے ہیں۔“

[صحیح مسلم: کتاب السلام: باب تحریم الکھانا و ایتان الکھانا۔۔۔۔۔]

[صحیح بخاری: کتاب الطب: باب الکھانا (۵۷۶۲) احمد (۶/۸۷)]

قرآن مجید میں شہاب ثاقب (آسمانی تاروں) کے تین فائدے بیان کئے گئے ہیں:

۱۔ یہ آسمان کی خوبصورتی اور زیب وزینت کے لیے ہیں۔

۲۔ یہ راستے اور سکھیں معلوم کرنے کے لئے ہیں۔

۳۔ یہ شیطانوں کو آسمانی خبریں چرانے سے روکنے کے لیے ہیں۔

اس تیرے مقصد اور فائدے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتَبَعَهُ شَهَابٌ مُّبِينٌ﴾ [الجبر: ۱۸]

”ہاں جو (شیطان) چوری چھپے سننے کی کوشش کرے، اس کے پیچھے چمکتا ہوا شعلہ لگ جاتا ہے۔“

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رقطراز ہیں کہ: ”جو شیطان آسمانی خبریں چرانے کے لیے آگے ہوتا تھا اسے شعلہ لگ کر بھرم کر دیتا تھا۔ کئی مرتبہ جنات شعلہ لگنے سے پہلے ہی سی ہوئی خبر اپنے سے نچلے جن کو پہنچا دیتے تھے اور اس طرح یہ خبر کا، ہم تک پہنچ جاتی تھی۔“ موصوف نے اس پر بطور دلیل صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث پیش کی ہے:

”اذا قضى اللہ الامر فی السماء ضربت الملائكة اجنحتها خضعاً.....“

[صحیح بخاری: کتاب التفسیر: سورۃ الحجر: باب فی قوله "الامن استرق السمع فاتبعه شهاب مبین" حديث (٣٧٠١)]

”جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی امر کی بابت فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے عاجزی کے ساتھ اپنے پر جھکا لیتے ہیں اور اس طرح کی آواز پیدا ہوتی ہے جیسے زنجیر کے پتھر پر مارنے سے پیدا ہوتی ہو۔ (اور ان کے دلوں پر رعب اور وحشت طاری ہو جاتی ہے، بعض روایات کے مطابق وہ بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ مترجم) پھر جب ان کے دل مطمئن ہو جاتے ہیں (یا ان کے ہوش و حواس بحال ہوتے ہیں) تو وہ دریافت کرتے ہیں کہ تمہارے رب کا کیا ارشاد ہوا؟ وہ کہتے ہیں جو بھی رب نے فرمایا، وہ حق ہے اور وہی بلند و بالا اور بہت عالی شان ہے۔ خبریں چرانے والے (سرکش شیاطین آسمان میں اللہ کی طرف سے ہونے) والوں اس بات کو نہ لیتے ہیں اور وہ اس طرح ایک دوسرے پر چڑھے ہوتے ہیں ..... راوی حدیث حضرت سفیان نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے سمجھاتے ہوئے اس طرح کیا کہ اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کر کے ایک کو دوسرا کے اوپر رکھ دیا ..... آسمان سے اللہ کے حکم سے برستے والا شعلہ کبھی تو خراگے منتقل کرنے سے پہلے ہی، اسے نہ رانے اور سننے والے شیطان کا کام تمام کر دیتا ہے۔ (یعنی اسے جلا کر بھرم کر دیتا ہے) اور بعض اوقات یہ شیطان (خبر چوری کرنے والا) شعلہ لگنے سے پہلے ہی نچلے شیطان کو وہ خبر پہنچا جکا ہوتا ہے۔ (پھر مسلسل سفر طے کرتے ہوئے) یہ خراگہ کارز میں تک پہنچ جاتی ہے

اور شیاطین اس خبر کو جادوگار کا ہن کے کان میں ڈال دیتے ہیں اور وہ اس میں سوجھوت شامل کر دیتا ہے۔ جب اس کی وہ بات (جو آسمان سے اتفاق پہنچ گئی تھی) صحیح نکلتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو فلاں نے ہم کو فلاں دن فلاں کہا تھا جو کہ رج نکلا! (اور اس نے جو سو جھوٹ ملائے ہوتے ہیں، لوگ انہیں بھول جاتے ہیں!) [تفسیر ابن

کثیر (ج ۲ ص ۸۴۹)]

### بعثت نبوی اور جنات:

بعثت نبوی سے پہلے جنات آسمانی خبریں چرالیا کرتے تھے لیکن جب محمد ﷺ مبعوث ہوئے اور آپؐ کو نبوت ملی تو اس کے بعد آسمان پر پھرہ سخت کر دیا گیا جو بھی جن آسمانی خبریں چرانے جاتا، تو وہ یا تو ناکام واپس لوٹا یا پھر جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔ اس محلے سے جنات پر پیشان ہو گئے کہ آخر آسمان پر اتنا سخت پھرہ کیوں لگا دیا گیا ہے قرآن مجید کی درج ذیل آیت میں ان کی اس حالت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

﴿وَأَنَا لَمْسُنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلْتَسِطَةً حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهَابًا﴾ [آلجن ۸۷]

”اور ہم نے آسمان کو ٹوٹ کر دیکھا تو اسے سخت پوکیداروں اور سخت شعلوں سے پڑ پایا۔“

شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

نزول قرآن سے پہلے بھی شیاطین پر شعلے پھیکے جاتے تھے لیکن وہ پھر بھی آسمانی خبریں چرالیا کرتے تھے، جب نبیؐ مبعوث ہوئے تو آسمان سخت پھرہ داروں اور آگ کے شعلوں سے بھر دیا گیا اور یہ شعلے جنات کی تاک میں رہتے جیسا کہ قرآن مجید میں جنات کی یہ بات موجود ہے کہ:

﴿ وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُهُنَا نَقَاعِدٌ لِلْسَّمْعِ فَمَنْ يَنْتَمِعُ إِلَّا يَجِدُ لَهُ شَهَابًا

﴾ رَصْدًا﴾ [آلجن ۹۰]

”اس سے پہلے ہم باتیں سننے کے لیے آسمان میں جگہ جگہ بیٹھ جایا کرتے تھے، اب جو ہمیں کام لگاتا ہے، وہ ایک شعلے کو اپنی تاک تیار میں پاتا ہے۔“ [مجموع الفتاویٰ (ج ۱۱ ص ۱۶۸)]

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر قطراز ہیں:

”آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے جنات آسمانوں پر جاتے، کسی جگہ بیٹھتے اور کام لگا کر فرشتوں کی باتیں سنتے اور پھر آ کر کاہنوں کو خبر دیتے تھے اور کہاں ان باتوں میں جھوٹ کی آمیزش کر کے اپنے مانے والوں کے سامنے پیش کرتے پھر جب حضور ﷺ کو پیغمبر بننا کر بھیجا گیا اور آپ پر قرآن کا نزول شروع ہوا تو آسمان پر زبردست پھرے لگادیئے گئے اور ان شیاطین کے لیے پہلے کی طرح وہاں جا کر بیٹھتے اور باتیں چوری کرنے کا کوئی موقع باقی نہ رہتا کہ قرآن کریم اور کاہنوں کا کلام خلط ملط نہ ہو جائے اور متلاشی حق کو وقت نہ ہو۔ یہ جنات اپنی قوم سے کہتے: ”پہلے تو ہم آسمان پر جا کر بیٹھتے تھے مگر اب تو سخت پھرے لگے ہوئے ہیں اور آگ کے شعلے تاک لگائے ہوئے ہیں۔ ایسے چھوٹ کر آتے ہیں کہ خطابیں کرتے، جلا کر جلسادیتے ہیں اب ہم نہیں کہہ سکتے کہ اصل معاملہ کیا ہے؟ اہل زمین کی کوئی برائی چاہی گئی ہے یا ان کے ساتھ ان کے رب کا ارادہ نیکی اور بھلائی کا ہے۔“ [تفسیر ابن کثیر (ج ۴ ص ۶۷۲)]

### جنات کا بینی اکرم پر ایمان لانے کا مفصل واقعہ:

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ: دراصل ستاروں کا بکثرت گرنا، جنات کا ان سے ہلاک ہونا، آسمان کی حفاظت کا بڑھ جانا، ان کا آسمان کی خبروں سے محروم ہو جانا ہی اس امر کا سبب ہنا کہ یہ نکل کھڑے ہوئے اور انہوں نے ہر طرف تلاش شروع کر دی کہ آخر کیا وجہ ہے کہ ہمارا آسمانوں پر جانا انتہائی مشکل ہو کرہ گیا ہے چنانچہ ان میں سے ایک جماعت کا گزر عرب سے ہوا اور یہاں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو صحیح کی نماز میں قرآن شریف پڑھتے ہوئے سنا اور سمجھ گئے کہ اس آخری نبی ﷺ کی بعثت اور آخری کتاب کا

نزوں ہی ہماری بندش کا سبب ہے چنانچہ خوش نصیب سمجھدار جنات تو مسلمان ہو گئے جکہ دیگر جنات کو ایمان نصیب نہ ہوا۔ [تفسیر ابن کثیر (ج ۴ ص ۶۷۲ - ۶۷۳)]

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں : اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو جن و انس کی طرف مبعوث فرمایا ہے اور قرآن مجید میں محمد ﷺ کو اس بات کی خبر دی کہ جنات نے قرآن سنائے اور وہ اس (کے منزل من اللہ ہونے) پر ایمان لے آئے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿وَإِذَا حَرَفَنَا إِلَيْكَ نَفَرَ أَمْنَ الْجِنِّ يَسْتَعْمِلُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا  
أَنْصُتُو أَفَلَمَا قُضِيَ وَلَوْلَا إِلَيْهِ قَوْمِهِمْ مُنْذَرِينَ ۝ قَالُوا يَا أَيُّقُومُ مَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كَحَابًا أُنْزَلَ  
مِنْ بَعْدِ مُؤْسِى مُصَدِّقًا لَمَّا بَيْنَ يَدِيهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ  
۝ يَقُولُ مَنْ أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَأَمْنُوا بِهِ يَغْفِرُ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيَحْرُكُمْ مِنْ عَذَابِ  
الْيَمِّ ۝ وَمَنْ لَا يَجِبُ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُغْرِبٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ ذُوْنِهِ  
أَوْلِيَاءُ أُولَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝﴾ [الاحقاف: ۲۹-۳۲]

”اور یاد کرو! جبکہ ہم نے جنات کی ایک جماعت کو تیری طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سینیں، پس جب وہ (نبی اکرم ﷺ) کے پاس پہنچے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے خاموش ہو جاؤ، پھر جب ختم ہوا تو اپنی قوم کو خبردار کرنے کے لیے واپس لوٹ گئے ۵ کہنے لگے اُنے ہماری قوم اُہم نے یقیناً وہ کتاب سنی ہے جو موٹی کے بعد نازل کی گئی ہے، جو اپنے سے پہلے کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے، جو سچے دین کی اور راہ راست کی طرف رہبری کرتی ہے ۱۵ اے ہماری قوم! اللہ کے بلانے والے کا کہماں، اس پر ایمان لاو، تو اللہ تھارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں المناک عذاب سے بچائے گا ۵۰ اور جو شخص اللہ کے بلانے والے کا کہانہ مانے گا پس وہ زمین میں کہیں (بھاگ کر اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتا اور نہ اللہ کے سوا اور کوئی اس کے مدگار ہوں گے۔“ [مجموع الفتاویٰ ج ۱۹ ص ۱۹-۳۳] مذکورہ بالا آیات کی تشریح میں حافظ ابن کثیر رقطراز ہیں کہ: ”مند احمد میں حضرت

زیر سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ واقعہ نخلہ (مقام) کا ہے، رسول اللہ ﷺ اس وقت نماز عشا ادا کر رہے تھے، یہ سب جنات سٹ کر آپؐ کے ارد گرد بھیڑ کی شکل میں کھڑے ہو گئے۔“

[مسند احمد (۱۶۷/۱) اس کی سند میں انقطاع ہے البتہ یہی واقعہ بخاری میں بسند صحیح موجود ہے۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر باب سورۃ قل اوحى الی حدیث (۴۹۲۱)]

حافظ موصوف مزید فرماتے ہیں کہ ابن عباس کی روایت میں ہے کہ یہ جنات نصیفین (مقام) کے تھے، تعداد میں سات تھے۔ کتاب دلائل النبوة میں ابن عباس سے مروی ہے کہ نہ تو حضور ﷺ نے جنات کو سنانے کی غرض سے قرآن پڑھانہ آپؐ نے انہیں دیکھا، آپؐ تو اپنے صحابہ کرامؐ کے ساتھ عکاظ کے بازار جا رہے تھے، ادھر یہ ہوا تھا کہ شیاطین کے اور آسمانوں کی خبروں کے درمیان رکاوٹ ہو گئی اور ان پر شعلے برنسے لگے۔..... چنانچہ شیاطین نے آ کر اپنی قوم کو یہ خبر دی تو انہوں نے کہا کہ کوئی نہ کوئی نئی بات پیدا ہو گئی ہے جاؤ تلاش کرو، پس یہ نکل کھڑے ہوئے، ان میں سے ایک جماعت جو عرب کی طرف متوجہ ہوئی تھی، وہ جب یہاں پہنچی تب رسول اللہ ﷺ عکاظ کے بازار کی طرف جاتے ہوئے وادی نخلہ میں اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ ان کے کافلوں میں جب آپؐ کی تلاوت کی آواز پہنچی تو یہ شہر گئے اور کان لگا کر بغور سننے لگے اس کے بعد انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ بس یہی وہ چیز ہے جو تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ بنی ہے۔ یہاں سے فراری واپس لوٹ کر اپنی قوم کے پاس پہنچے ”اور کہنے لگے ہم نے عجیب قرآن نا جو نیکی کا رہبر ہے، ہم تو اس پر ایمان لا چکے اور اقرار کرتے ہیں کہ اب ناممکن ہے کہ اللہ کے ساتھ ہم کسی دوسرے کو شریک کریں۔“ اس واقعہ کی خبر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو سورۃ جن میں دی ہے۔“

اس روایت کی تفصیل کے لئے دیکھئے: صحیح بخاری: کتاب الاذن: باب الجھر بالقراءۃ صلاۃ الصبح (۷۷۳) صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ: باب الجھر بالقراءۃ فی الصبح (۱۰۰۶)

### مذکورہ روایت پر ایک اعتراض اور اس کا جواب:

مذکورہ روایت میں عبد اللہ بن عباسؓ کا قول ہے کہ: نبی اکرمؐ نے جنات کو نہیں دیکھا حالانکہ یہ روایت بھی صحیح ہے اور بخاری و مسلم میں موجود ہے جبکہ دوسری روایات سے ثابت ہے کہ آپؐ نے جنات کو دیکھا ہے اور ان سے بات چیت بھی کی ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ اس تعارض کا جواب دیتے ہوئے قطر از ہیں:

”حضرت ابن عباسؓ کو اس واقعہ کا علم تو ہو گیا جس کی قرآن نے راہنمائی کی لیکن اس واقعہ کا آپؐ کو علم نہ ہوا کہ جس کا علم حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابو هریرہؓ کو ہوا اور ان کے علاوہ بھی کئی صحابی، نبی اکرمؐ کے پاس جنات کے آنے اور باہمی بات چیت کو، بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرمؐ کو جس معااملے کی خبر قرآن (وہی) کے ذریعے ہوئی ہے وہ پہلا واقعہ تھا جب آسمان پر پھرہ سخت ہو گیا اور ان (جنات) کے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہو گئی تھی.....“ [مجموع الفتاویٰ (ج ۱۹ ص ۳۸)]

### نیک جنات کے اخلاق و آداب کا بیان:

جس طرح انسان اپنے بعض معاملات میں اخلاق و آداب کا مظاہرہ کرتے ہیں اسی طرح جنات میں بھی یہ خوبی پائی جاتی ہے۔ حافظ ابن کثیرؓ نے اپنی تفسیر میں جنات کی چند خوبیوں کی طرف اشارہ کیا ہے جو یہ ہیں:

۱۔ ﴿وَإِذَا صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرَ أَمْنُ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِطُوا﴾ [الحقاف ۲۹]

”اور یاد کرو! جبکہ ہم نے جنات کی ایک جماعت کو تیری طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں پس جب پہنچ گئے تو (ایک دوسرے کو) کہنے لگے خاموش ہو جاؤ۔“

حافظ ابن کثیرؓ فرماتے ہیں کہ ”مذکورہ بالا آیت میں لفظ ”انصُتوا“ کا مطلب ہے کہ (خاموش ہو جاؤ اور) غور سے سنو اور یہ جنات کی طرف سے (قرآن کی تعمیم کا) ادب و احترام ہے۔“ [تفسیر ابن کثیر (ج ۴ ص ۲۶۰)]

۲۔ ﴿وَإِنَّا لَأَنذِرْنَا أَشَرَّ أُرْيَدِيْمَنْ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَهُمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا﴾ [الجن ۱۰]

”ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب کا ارادہ ان کے ساتھ بھلائی کا ہے“

اس آیت کی تفسیر میں ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ”یہ جنات کا (کلام کرنے میں) ادب و احترام کا مظاہرہ ہے کہ برائی کی نسبت کے لیے کسی فاعل (کہ فلاں نے برائی کا ارادہ کیا ہے) کا ذکر نہیں کیا اور بھلائی کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف کی اور کہا کہ دراصل آسمان کی اس چوکیداری، اور اس حفاظت سے کیا مطلب ہے، یہ ہم نہیں جانتے۔“ [تفسیر ابن کثیر (ج ۴ ص ۶۷۲)]

۳۔ جنات کی ایک اور خوبی کا ذکر ہمیں جابر بن عبد اللہؓ سے مروی درج ذیل حدیث سے ملتا ہے کہ:

”ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے سامنے سورۃ رحمان کی تلاوت کی پھر فرمایا: ”کیا بات ہے! جو تم سب خاموش ہی رہے، تم سے تو بہت اچھے جواب دینے والے جنات ثابت ہوئے، جب بھی میرے منہ سے انہوں نے آیت ﴿فَبِأَنْ يَأْلِءَ دُنْكَمَا تُكَذِّبُنَّا﴾ (یعنی تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھلوڑا گئے) [سورۃ رحمان ۱۳] سے تو انہوں نے جواب میں کہا ”ولا بشیء من آلاتک اونعمک ربنا نکذب فلک الحمد رائے ہمارے پروردگار اہم تیرے کسی بھی انعام اور اکرام کو نہیں جھلوکتے۔ اور تیرے ہی لئے ساری تعریف ہے۔“

[سنن الترمذی: کتاب تفسیر القرآن: باب ومن سورة الرحمن: حدیث (۳۲۹۱) ضعیف: اس کی سند میں زہیر بن محمد (شامی) ضعیف راوی ہے۔ اخر جه العاکم فی المستدرک (۴۷۳/۲) و قال: صحيح على شرط الشیخین ولو بخرجه، بوافقه الذهبی، و ذکرہ السیوطی فی الدر المنشور (۱۸۹/۶۲)]

## اہلیس (شیطان) جنات سے تھایا فرشتوں سے:

اس مسئلے میں علماء کے مابین اختلاف ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اہلیس جنات سے تھا جبکہ بعض کی رائے یہ ہے کہ اہلیس ایک فرشتہ تھا۔ اس سلسلہ میں درج ذیل قرآنی آیت سے استدلال کیا جاتا ہے:

(وَإِذْ قُلْنَا لِلملائِكَةِ اسْجُدُوا لِلّادُمْ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسٌ) [سورہ بقرۃ / ۳۷]

”اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو اہلیس کے سواب نے سجدہ کیا“ اہلیس کو فرشتہ قرار دینے والے لوگ اس آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا ذکر فرمایا اور ان سے اہلیس کا استثناء کیا اور عمومی قاعدہ یہ ہے کہ ”جس چیز کا استثناء کیا جائے وہ ان لوگوں کی جنس سے ہوتا ہے جن سے استثناء کیا گیا ہو۔“ لیکن ان کا یہ استدلال درج ذیل وجوہات کی بناء پر غلط ہے:

- ۱۔ آیت مذکورہ سے یہ استدلال درست نہیں کیونکہ استثناء کی دو صورتیں ہیں ایک استثنائے متصل اور دوسرا منقطع۔ مذکورہ بالا قاعدہ استثناء متصل کا ہے جبکہ آیت میں موجود استثناء، استثنائے منقطع ہے جس میں یہ شرط نہیں کہ ”جس چیز کا استثناء کیا جائے وہ ان ہی لوگوں کی جنس سے ہو جن سے استثناء کیا گیا ہے۔“
- ۲۔ حافظ ابن کثیرؓ نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت کئی اقوال ذکر فرمائے ہیں۔ اکثر اقوال کا تعلق اسرائیلی روایات سے ہے۔ ان اقوال میں سے ایک صحیح قول جو حضرت حسن نے مردی ہے وہ یہ ہے کہ ”اہلیس فرشتہ نہیں تھا بلکہ وہ تمام جنات کا اصل (باپ) ہے، جس طرح کہ آدم تمام انسانوں کا باپ (اصل) ہے۔“ [البداية والنهاية، لابن کثیر (۵۵/۱)] رواہ ابن حریر باسناد صحیح عنہ تفسیر ابن حریر الطبری (۶۹۶)]

- ۳۔ قرآن مجید کی درج ذیل آیات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اہلیس جن تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَوَإِذْ قُلْنَا لِلْمُلْكَةَ اسْجُدْنَا لِأَدَمْ فَسَجَدْنَا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ

[الکھف ۵۰] فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ

”اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سواب نے سجدہ کیا، یہ جنات میں سے تھا، اس نے اپنے پرودگار کی نافرمانی کی۔“

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر نے اپنا موقف یوں بیان فرمایا ہے کہ ”گواہیں فرشتوں کے سے اعمال کر رہا تھا، انہی کی مشاہدہ کر رہا تھا اور اللہ کی رضامندی میں دن رات مشغول تھا، اسی لیے ان کے خطاب میں یہ بھی آگئیا لیکن جب اسے سجدہ کرنے کا حکم ملاؤ یہ سنتے ہی وہ اپنی اصلیت پر آگئیا تکبیر اس کی طبیعت میں ہماگیا اور اس نے صاف انکار کر دیا جبکہ اس کی پیدائش ہی آگ سے ہوئی تھی۔“ [تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۴۵]

۲۔ صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”خَلَقَ الْمَلَائِكَةَ مِنْ نُورٍ، خَلَقَ الْجَانَ مِنْ مَارِجِ نَارٍ وَخَلَقَ آدَمَ مِمَّا وَصَفَ لَكُمْ“ [اصحیح مسلم: کتاب الرہد باب فی احادیث متفرقة: حدیث

(۷۴۹۵) مسند احمد (ج ۶ ص ۱۵۳ / ۱۶۸)]

”فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا، جنات کو آگ سے پیدا کیا گیا اور آدم کو اس چیز سے پیدا کیا گیا ہے جو تمہیں بتادی گئی ہے۔“

اس حدیث سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ ابلیس اور فرشتوں کی تخلیق علیحدہ علیحدہ چیزوں سے ہوئی ہے جنات کی تخلیق سے متعلقہ مندرجہ بالا حدیث کی تائید درج ذیل آیت سے بھی ہوتی ہے:

[إِنَّا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْنَاهُ مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ] [سورة الاعراف ۱۲]

”(شیطان نے کہا کہ) میں اس سے بہتر ہوں، آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو آپ نے خاک (مٹی) سے پیدا کیا ہے۔“

مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات واضح ہوئی کہ ابلیس فرشتوں سے نہیں تھا بلکہ وہ جنات کی نسل سے تعلق رکھتا تھا۔ اس موضوع سے متعلق مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

”انسان اور شیطان“ از، حافظ مبشر حسین لاہوری [

## جن فرشتہ کیوں نہیں ہو سکتا؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ سے لوگوں نے پوچھا: جن فرشتہ کیوں نہیں ہو سکتا؟ تو انہوں نے جواب دیا: اس لیے کہ جن جھوٹ بولتا ہے اور اس نے (ایک مرتبہ میری شکل اختیار کر کے بعض لوگوں سے یہ) کہا تھا: ”میں ابن تیمیہؓ ہوں“ جبکہ اسے علم تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اسی طرح بہت سے لوگوں کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے کہ جن ان سے کہتے ہیں: ”میں خضر ہوں.....“ اور اسی بات (یعنی جن کے جھوٹا ہونے) کو نامنے کی وجہ سے بہت سے مسلمان اور حتیٰ کہ عیسائی بھی گمراہ ہو گئے کیونکہ انہوں نے یہ عقیدہ اختیار کر لیا تھا کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ہولی پر چڑھائے جانے کے بعد بعض حواریوں کے پاس آئے، ان سے بات چیت کی اور انہیں وعظ و نصیحت بھی کی“۔ یہ بات عیسائیوں کی انہیں ارجیل اربعہ میں رقم ہے۔ اور تمام عیسائی بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں (کہ مرنے کے بعد حضرت عیسیٰ آئے تھے) حالانکہ وہ شیطان تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں ان کے پاس آیا تھا اور اس نے کہا تھا کہ ”انا المسیح“ میں سچ یعنی عیسیٰ ابن مریم ہوں.....“ [مجموع الفتاویٰ (ج ۱۳ ص ۵۲، ۵۳)]

## جنات کو تبلیغ کرنے والے اللہ کے افضل ولی ہیں!

شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ رقطراز ہیں کہ: انسانوں میں سے جو بھی جنات کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام بتائے اور انہیں اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے نبی ﷺ کی فرمانبرداری کرنے کا حکم دے اور دوسرے انسانوں کو بھی (بھلانی کے ارادے سے) یہی حکم دے، تو ایسا شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کے افضل ولیوں میں سے ہے اور انہیاء کا دارث اور نائب کہلانے کا صحیح معنوں میں حقدار ہے۔ [مجموع الفتاویٰ (ج ۱۱ ص ۱۶۹)] واضح رہے کہ ایسا شخص صرف اس وقت اللہ کے افضل اولیاء میں سے شمار ہو گا جب وہ جن و انس کو اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات بتائے گا اور انہیں شریعت

کی پابندی کا حکم دے گا اور اگر یہ شخص شہرت حاصل کرنے کے لیے جنات سے کلام کرتا ہے یا مال و دولت اور دیگر مادی منفادات ہی کے لیے ایسا کرتا ہے تو پھر یہ اولیاء اللہ میں ہرگز شامل نہیں ہو گا بلکہ ایسا کرنے والے شخص کا ایمان تو سخت خطرہ میں ہے۔ (متترجم)

### جنات کی پیدائش کب ہوئی؟ انسانوں سے پہلے یا بعد میں؟

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی تخلیق سے بہت پہلے ہی فرشتوں اور ابلیس کو پیدا فرمادیا تھا جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے کہ جب اللہ تعالیٰ پہلے انسان یعنی آدم کو پیدا فرمانے لگے تو فرشتوں سے کہا:

﴿إِنَّمَا جَاعِلُ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً...﴾ "میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں" [آل البقرہ ۲۰] پھر اللہ تعالیٰ نے آدم کو منی سے تخلیق بخشے کے بعد سب کو حکم دیا کہ اس آدم کو بوجہ کرو۔ ابلیس (شیطان) کے علاوہ سب (فرشتوں) نے سجدہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس آدم سے بھی پہلے پیدا کیا گیا تھا اور ابلیس چونکہ جنات سے تھا اس لیے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ جنات کو آدم سے پہلے پیدا کیا گیا اسی طرح ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَّا مَسْتُونٍ ۝ وَالْجَانَ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلٍ مِّنْ نَارٍ السَّمُومُ﴾ [الحجر ۲۶-۲۷]

"یقیناً ہم نے انسان کو خنک مٹی سے، جو کہ سڑے ہوئے گارے کی تھی، پیدا فرمایا ہے اور اس سے پہلے جنات کو ہم نے لووالی آگ سے پیدا کیا۔"

حافظ ابن کثیر لفظ "من قبل" کی تفسیر میں رقمراز ہیں: "یعنی انسان کی تخلیق سے پہلے (ہی جنات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمادیا تھا)"، [تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۸۵۶]

### جنات کی شادیاں اور افزائشِ نسل:

جس طرح انسانوں میں شادیاں ہوتی ہیں، اسی طرح جنات بھی آپس میں شادیاں کرتے ہیں اور ان میں بھی اس طرح مذکرو مونث کا وجود ہے جس طرح انسانوں میں ہے اس کی تائید حضرت انسؐ سے مردی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ

”كان النبي ﷺ إذا دخل الخلاء قال: اللهم أني اعوذ بك من الخبرات والغائبات“

[صحیح بخاری: کتاب الصلاة: باب ما يقول عبداً إذا دخل الخلاء حديث (١٣٢) صحيح مسلم: کتاب الحیض: باب ما يقول الرجل اذا دخل الخلاء... (٤) ابن ماجہ (٢٩٨) نسائی (١٩) مستند احمد (٢٨٢٠، ١٠٩٩/٣)]

”نبی اکرم ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے کہ ”اے اللہ! میں شیطان مردوں اور شیطان عورتوں سے تیری پناہ پکڑتا ہوں“

جنات کی شادی کے حوالہ سے درج ذیل آیات بھی راہنمائی کرتی ہے:

۱۔ **﴿لَمْ يَطْمَهُنَّ إِنْسَ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانُ﴾** [الرحمن ٥٦]

”ان (یعنی حوروں) کو اس سے پہلے کسی جن اور انسان نے ہاتھ نہیں لگایا۔“

حافظ ابن کثیرؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: ارطاۃ بن منذر قرماتے ہیں کہ ضمیرہ بن حبیبؓ سے سوال کیا گیا: کیا جنات جنت میں داخل ہوں گے تو ضرورة نے جواب دیا: ہاں! اور جنات کا نکاح بھی ہو گا۔ جنات مردوں کا جنات عورتوں سے اور انسان مردوں کا انسان عورتوں سے نکاح ہو گا۔ [تفسیر ابن کثیر ارج ٤ ص ٤٣٣]

۲۔ **﴿الْقَتَّاحُلُونَهُ وَذُرِيَّتُهُ أُولَاءِ مِنْ دُونِيٍ وَهُمْ لَكُمْ عَذْوٌ﴾** [الكهف ٥٠]

”کیا پھر بھی تم اس (شیطان) کو اور اس کی اولاد کو مجھے چھوڑ کر اپنا دوست بنا رہے ہو؟ حالانکہ وہ تم سب کا دشمن ہے۔“

اس آیت سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ جنات میں شادیاں ہوتی ہیں اور انسانوں کی طرح ان کے ہاں بھی اولاد ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ جنات میں انسانوں کی نسبت شرح پیدائش زیادہ ہے۔ جیسا کہ امام حاکم نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ جَزُ الْأَنْسَ وَالجَنِ عَشْرَةُ أَجْزَاءٍ فَسَعْةٌ مِنْهُمُ الْجَنُ وَالْأَنْسُ جُزٌّ وَاحِدٌ، فَلَا يُولَدُ مِنَ الْأَنْسُ وَلَا يُولَدُ مِنَ الْجَنِ تِسْعَةٌ“ [مستدر ک حاکم]

”الله تعالیٰ نے انسانوں اور جنات کو دس حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ان میں نو حصے جنات کے ہیں جبکہ انسانوں کا ایک حصہ ہے۔ انسانوں کا ایک پچھہ پیدا ہوتا ہے تو جنات کے نو پچھے پیدا ہوتے ہیں۔“ (والله اعلم!)

## جنات حد سے زیادہ جھوٹ بولتے ہیں:

جنات بکثرت جھوٹ بولتے ہیں بلکہ جھوٹی قسم تک اٹھا لیتے ہیں جیسا کہ اعلیٰ کے متعلق قرآن مجید میں ہے کہ:

﴿فَوَسْوَسَنَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُنَذِّرَنَّ أَهْمَاءً مَأْوَرِي عَنْهُمَا مِنْ سَوَابِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونُنَا مَلَكِيْنَ أَوْ تَكُونُنَا مِنَ الْخَالِدِينَ وَقَاسِمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَعْنَ النَّاصِحِينَ﴾ [الاعراف/٢١-٢٠]

”پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسة دالتا کہ ان کا پردہ بدن جو ایک دوسرے سے پوشیدہ رکھا گیا تھا، اسے دونوں کے روپروکھوں دے اور وہ کہنے لگا کہ تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا، مگر محض اس وجہ کہ تم دونوں کہیں فرشتے ہو جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والے ہو جاؤ۔ اور اس نے ان دونوں سے قسم کھا کر کہا کہ میں تمہارے لئے خیر خواہ ہوں“ (ابد اتم میری بات مان لوں) حافظ ابن کثیر رقطراز ہیں کہ: شیطان نے حضرت آدم و حوا کے لیے اللہ کی قسم کھائی او رکھا: میں تم سے پہلے کامیاب رہنے والا ہوں اور اس جگہ کی ہر چیز کو تم سے زیادہ جانتا ہوں“ [تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۳۰]

## کیا جنات دین و شریعت کے مکلف ہیں؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ قرماتے ہیں کہ: جس طرح انسان مکلف ہیں اسی طرح جنات بھی شریعت کے مکلف ہیں، ان کو بھی انسانوں کی طرح کچھ اعمال بجالانے کا حکم دیا گیا ہے اور کچھ اعمال سے روکا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَمْغَلِّجُونَ الْجِنَّةَ وَالْأَنْسِى الَّمْ يَأْتِكُمْ رَسُولٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ إِشْتِيَ وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمَكُمْ هَذَا، قَالُوا شَهِدْنَا عَلَى أَنفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا﴾

وَشَهِدُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كُفَّارِينَ [سورة الانعام ۱۳۰] ”اے جنات اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم میں سے ہی پیغمبر نبی مسیح آئے تھے جو تم سے میرے احکام بیان کرتے تھے اور تم کو اس آج کے دن کی خبر دیتے تھے؟ وہ سب عرض کرنے لگے کہ ہم اپنے اوپر اقرار کرتے ہیں اور ان کو دنیاوی زندگی نے بھول میں ڈال رکھا اور یہ لوگ اقرار کرنے والے ہوں گے کہ وہ کافر تھے۔“ [مجموع الفتاویٰ اج ۱۲ ص ۴۵]

ایک دوسری جگہ ابن تیمیہؓ قطراز ہیں: جنات بھی انسانوں کی طرح دین و شریعت پر عمل کے لحاظ سے ذمہ دار ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو جن و انس (دونوں مخلوقوں) کی طرف معموث فرمایا ہے۔ [مجموع الفتاویٰ اج ۱۲ ص ۴۹]

ایک اور جگہ ابن تیمیہؓ صراحت سے ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: انسان کے لیے ضروری ہے کہ اسے اس بات کا علم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو تمام جن و انس کی طرف معموث فرمایا ہے اور تمام (جن و انس) کے لیے ان باقتوں کو واجب قرار دیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لا میں۔

۲۔ جو دین و شریعت محمد ﷺ لے کر آئے ہیں اس پر ایمان لا میں۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کریں۔

۴۔ صرف ان چیزوں کو حلال سمجھیں جن کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حلال قرار دیا ہے

۵۔ ان چیزوں کو حرام سمجھیں جن کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔

۶۔ صرف ان چیزوں کو واجب سمجھیں جن کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے واجب قرار دیا ہے یا جو شریعت میں واجب ہیں۔

۷۔ ان کاموں کو پسند کریں جن کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے پسند فرمایا ہے۔

۸۔ ان کاموں کو ناپسند کریں جن کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ناپسند کیا ہے۔

## جانو، جنات اور نظریہ!

52

۹۔ اور یہ کہ جن و انس میں جس کی پر بھی محمد ﷺ کی رسالت کی جدت قائم ہو گئی اور وہ آپ ﷺ پر ایمان نہیں لایا تو وہ اسی طرح عذاب کا مستحق تھے گا جس طرح کافر لوگ اس (عذاب) کے مستحق ہیں۔ [مجموع الفتاویٰ ۱۹ ص ۹]

علاوہ ازیں درج ذیل آیات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی طرح جنات کو بھی دین پر عمل کرنے کا مکلف (پابند) تھے ایسا ہے:

﴿وَأَنَا مِنَ الظَّلَّهُونَ وَمِنَ الدُّوَّارُونَ ذَلِكَ كُنْتَطَرَانِقَ قَدَّادًا﴾ [الجن / ۱۱]

”اور (جنات نے کہا کہ) پیشک بعض تو ہم میں نیک دکار ہیں اور بعض اس کے برعکس بھی ہیں۔ ہم مختلف طریقوں سے بنے ہوئے تھے۔“

﴿وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمُونَ وَمِنَ الْقَسِطُونَ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَئِكَ تَحْرُوا رَشْدًا وَمَا الْقَسِطُونَ فَكَانُوا جَهَنَّمَ حَطَبًا﴾ [الجن / ۱۲-۱۵]

”ہاں ہم میں بعض تو مسلمان ہیں اور بعض بے انصاف ہیں یہیں جو فرمان بردار ہو گئے انہوں نے تو را راست کا قصد کیا اور جو ظالم ہیں وہ جہنم کا ایندھن بن گئے۔“

﴿يَا أَيُّهُمْ مَا أَجِيزُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَإِيمَنُهُ يَغْفِرُ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُنْهِيَكُمْ مِنْ عَذَابِ أَيِّهِمْ وَمَنْ لَا يُجِبُ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ ذُنُوبِهِ أَوْ لِيَاءُ أُولَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ [الاحقاف / ۳۱-۳۲]

”جب جنات اپنی قوم کے پاس گئے تو کہنے لگے) اے ہماری قوم! اللہ کے بلا نے والے کا کہا نہیں، اس پر ایمان لاو تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں الناک عذاب سے پناہ دے گا اور جو شخص اللہ کے بلا نے والے کا کہا نہ مانے گا یہیں وہ زمین میں (کہیں بھاگ کر) اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس کے مددگار نہ ہوں گے۔“



## روز قیامت جنات سے کیا سلوک ہوگا:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ الرحمٰن رحمۃ الرحمٰن علیہما السلام اس کی طرح جنات بھی شریعت کے مکلف اور پابند ہیں حضرت محمد ﷺ جن و انس کی طرف بھیجے گئے ہیں مختلف دلائل اور اجماع امت سے یہ بات ثابت ہے کہ جس طرح برے لوگ آگ کا عذاب پائیں گے، اس طرح کافر، فاسق اور نافرمان جنات بھی آگ کے عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔ اصل اختلاف مؤمن جنات کے متعلق ہے (کہ آیا وہ بھی جنت میں جائیں گے یا نہیں) تو اس معاملے میں دو قول ہیں:

(۱) امام مالک، شافعی، احمد، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کے ساتھیوں کی اکثریت نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ مؤمن جنات جنت میں داخل ہوں گے۔ امام طبرانیؓ نے ایک حدیث بھی اس سلسلہ میں نقل کی ہے کہ: "انهم يکونون فی ربع الجنۃ، بِرَاهِمَ الْأَنْسُ من حیث لا يرونهم"

"جنات جنت کے ایسے مقام پر ہوں گے جہاں سے انسان تو نہیں دیکھ سکیں گے مگر وہ انسانوں کو نہیں دیکھ سکیں گے۔" اسے امام طبرانیؓ نے مجمع الصفیر میں روایت کیا ہے لیکن اس روایت کے صحیح ہونے میں اختلاف ہے۔ [مجموع الفتاویٰ ج ۱۳ ص ۱۲۳]

[۱۴۶ ص ۱۴، ج ۱۴]

(۲) ابن تیمیہؓ نے ایک دوسرے قول یہ نقل فرمایا ہے کہ: ایک جماعت جن میں امام ابو حنیفہؓ بھی شامل ہیں، انہوں نے اس موقف کو اختیار کیا ہے کہ فرمانبردار جنات چوپاؤں کی طرح مٹی ہو جائیں گے اور آگ سے نجات ہی ان کا بدلہ ہوگا۔ [مجموع الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۴۶ ج ۱۹ ص ۱۴۶]

اس مسئلہ میں حافظ ابن کثیر رحمۃ الرحمٰن علیہما السلام اس کی طرف بھیجے گئے ہیں کہ مؤمن جنات مؤمن

انسانوں کی طرح جنت میں داخل ہوں گے اور یہی ہمارے اسلاف کی رائے ہے۔ بعض سلف صالحین نے اس مسئلہ میں درج ذیل آیت سے بھی استدلال کیا ہے:

﴿لَمْ يَطْمِثُهُنَّ إِنْسَ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانَ﴾ [الرَّحْمَنٌ ۲۷-۲۸]

”جن (حوروں) کو ان سے پہلے کسی جن اور انسان نے ہاتھ نہیں لگایا۔“

جبکہ یہ استدلال محل نظر ہے اس سے بہتر استدلال اس آیت سے ہو سکتا ہے:

﴿وَلَمْنَ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتِنَ مَقِيَّ أَلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبُنَ﴾ [الرَّحْمَنٌ ۳۶-۳۷]

”اور اس شخص کے لیے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا، دودو چنیں ہیں،

پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھلاؤ گے۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جن و انس پر اپنے احسان کا اظہار فرمایا ہے اور ہر نیک کام کرنے والے کے لیے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ [تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۶۱]

شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ اس باب میں رقمطراز ہیں: جنات کے ہر مذہب کے لوگ انسانوں میں سے اپنے مذہب کے لوگوں کے ساتھ ہوتے۔ جو یہودی ہیں وہ یہودیوں کے ساتھ ہوں گے۔ عیسائی عیسائیوں کے ساتھ ہوں گے۔ مسلمان (جنات) مسلمانوں کے ساتھ ہوں گے، فاسق فاسقوں کے ساتھ ہوں گے۔ اور جاہل اور بدعتی جاہل اور بدعتی انسانوں کے ساتھ ہوں گے۔ [مجموع الفتاویٰ اج ۱۳ ص ۴۹]

### کیا جنات کو قتل کرنا درست ہے؟

اسی طرح حضرت ابو سائبؓ سے مردی ہے کہ

میں حضرت ابوسعید خدریؓ کے گھر گیا تو حضرت ابوسعیدؓ نماز پڑھ رہے تھے، میں بیٹھ کر ان کا انتظار کرنے لگا۔ اسی دوران میں نے گھر کے کونے میں کچھ کھڑ کنے کی آواز سنی، میں نے مژ کر دیکھا تو وہ ایک سانپ تھا۔ میں فوراً چل کر کھڑا ہوا تاکہ اسے مار دوں لیکن ایو

سعیدؒ نے مجھے (بیٹھنے کا) اشارہ کیا اور میں بیٹھ گیا۔ جب آپؐ تمماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے محلے میں موجود ایک گھر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کیا تمہیں یہ گھر نظر آ رہا ہے؟ میں نے کہا ہاں! آپؐ نے فرمایا: اس گھر میں، ہم میں سے ایک نوجوان رہتا تھا جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ جب ہم رسول ﷺ کے ساتھ جگ خدق کے لیے گئے تو یہ نوجوان دوپہر کے وقت حضور ﷺ سے اجازت لے کر اپنے گھر پلے جاتا تھا۔ ایک دن جب اس نے اجازت طلب کی تو آپؐ نے فرمایا: اپنا سلطنت بھی ساتھ لے لو مجھے خطرہ محوس ہو رہا ہے کہ کہیں بونظر کے یہودی تمہیں نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اس شخص نے اپنا تھیار لے لیا اور گھر کی طرف لوٹا۔ اس کی بیوی دروازے کے درمیان کھڑی تھی، وہ نیزہ لے کر آگے بڑھاتا کہ اپنی بیوی کو مارے کیونکہ اسے (اس متذرے) سخت غیرت میں ڈال دیا۔ اس کی بیوی نے کہا: اپنا نیزہ اپنے پاس رکھ اور گھر کے اندر جا کر دیکھ کر مجھے کس چیز نے باہر نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ وہ اندر داخل ہوا تو وہاں ایک بہت بڑا ساپ بستر پر مل کھائے ہوئے بیٹھا تھا، اس نے وہی نیزہ اس سانپ کو مارا اور اسے اس نیزے میں پر دیا۔ پھر وہ باہر نکلا اور نیزے کو گھر کے صحن میں گاڑھ دیا مگر اسی اشنا وہ سانپ اچانک اس پر حملہ آور ہوا اور ہمیں یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ کون پہلے مرا ہے، سانپ یا نوجوان؟ پھر ہم سب اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے اور آپؐ کو یہ واقعہ سنایا۔ ہم نے یہ بھی کہا کہ آپؐ اللہ سے دعا کریں کہ اس نوجوان کو اللہ تعالیٰ ہمارے لیے زندہ کر دے۔ آپؐ نے فرمایا: ”اپنے ساتھی کے لیے مغفرت طلب کرو، پھر آپؐ نے فرمایا: ”میدینہ میں بعض ایسے جنات ہیں جو اسلام قبول کر چکے ہیں اگر تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اسے تین دن تک (بعض روایات کے مطابق تین مرتبہ) خبردار کرو، اگر اس کے بعد بھی وہ ظاہر ہو تو اسے قتل کرو کیونکہ وہ شیطان ہے۔“

[صحیح مسلم: کتاب السلام: باب قتل الحیات وغیرها: حدیث (۵۸۳۹) سنن ابو داؤد: کتاب الادب: باب: فی احتفاء النار (۵۲۴۸) مسنداحمد (۴۱۳)]

اس حدیث کے تحت ابن تیمیہ "قطر از ہیں: جس طرح انسانوں کو ناقص قتل کرنا جائز نہیں اسی طرح جنات کو ناقص قتل کرنا بھی جائز نہیں (چونکہ قتل ظلم عظیم ہے اور) ظلم ہر حال میں حرام ہے خواہ مظلوم کوئی بھی شخص ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَوْلَا يَخْرُجُ مِنْكُمْ شَيْءٌ فَقُمْ عَلَى الْأَنْعِدَلُوا، إِغْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ﴾ [المائدۃ ۸۷]

"کسی قوم کی عادت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کرے، عدل کیا کرو جو پر ہیز گاری کے زیادہ قریب ہے۔" [مجموع الفتاویٰ ۱۹ ج ۴۴ ص ۴۴]

جنات کو قتل کرنے کی ایک صورت تو آنحضرت ﷺ نے صراحت کے ساتھ بیان فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ:

"تم جنات کو (جو سانپوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں) تین مرتبہ مهلت دو (یعنی انہیں مارنے سے پہلے گھر سے نکل جانے کا کہو) اگر اس کے بعد بھی ان میں سے کوئی تمہیں نظر آئے تو اسے قتل کر دو کیونکہ وہ سرکش جن ہے۔"

[صحیح مسلم: کتاب السلام: باب قتل الحیات وغیرها۔۔۔ حدیث (۵۸۴۱)]

اس کے علاوہ قرآن و سنت کے مجموعی تاظر میں شیخ ابن تیمیہ ایک اور صورت کی طرف یوں اشارہ کرتے ہیں: "جب یہ بات ہو گئی کہ جنات موجود ہیں، فہم و فراست رکھتے ہیں بعض کاموں کے کرنے کا انہیں حکم دیا گیا ہے، بعض سے روکا گیا ہے، ان کو بھی اجر و ثواب اور سزا سے دوچار ہونا ہو گا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف نبی و رسول کو میوٹ فرمایا ہے تو پھر مسلمانوں پر واجب ہے کہ جس طرح انسانوں کو نیکی کا حکم دیتے اور برائیوں سے روکتے ہیں، اسی طرح جنات کو بھی نیکی کا حکم دیں، برائیوں سے روکیں اور اللہ رب العزت کے دین کی دعوت دیں جس طرح کہ نبی نے (جن و انس) کو دعوت دی تھی۔ اگر وہ جنات اعراض کریں تو پھر ان کے ساتھ دیساہی برداشت کیا جائے جیسا کہ اعراض کرنے والوں سے کیا جاتا ہے۔ اور ان کے حملوں سے بھی اسی طرح بچاؤ کی کوشش کی جائے جس طرح کہ انسان کے حملوں سے بچاؤ کے لئے کی جاتی ہے۔" [مجموع الفتاویٰ ۱۹ ص ۳۹]

امام موصوف ایک دوسری جگہ رقمطراز ہیں جملہ کرنے والے کا دفاع ضروری ہے،  
چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:  
”من قتل دون ماله فهو شهيد، ومن قتل دون دمه فهو شهيد، ومن قتل دون  
دينه فهو شهيد“

”جو شخص اپنے مال کا دفاع کرتے ہوئے قتل ہو گیا وہ شہید ہے اور جو اپنی جان کی  
(اور عزت کی) حفاظت کرتا ہو یادیں کی حفاظت کرتا ہو اُس قتل ہو گیا، وہ بھی شہید ہے۔“  
[سنن ابو داؤد: کتاب السنۃ: باب فی قتال اللصوص (۴۷۵۹) سنن ترمذی: کتاب  
الدیبات: باب ماجاء فی العبس فی التهمة (۱۴۲۱) سنن نسائی (۴۰۹۹)]

جب مظلوم اپنے مال کی حفاظت کے لیے جملہ کرنے والے کو قتل کر سکتا ہے تو پھر وہ اپنی  
عقل، جسم اور عزت کی حفاظت کیوں نہیں کر سکتا؟ سرکش جن انسان کی عقل کو خراب  
کر دیتا ہے، اس کے جسم کو عذاب سے دوچار کرتا ہے تو پھر اس سے دفاع ضروری ہے چاہے اس  
دفاع میں وہ (جملہ اور) قتل ہی کیوں نہ ہو جائے۔ [مجموع الفتاویٰ، ج ۱۹ ص ۵۶]  
شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ سے پوچھا گیا: کیا اہل علم کے نزدیک یہ بات صحیح ہے کہ حضرت  
علیؑ نے ایک جن کو قتل کیا تھا؟

تو شیخ نے جواب دیا کہ: ”اہل علم کی رائے میں یہ ایک جھوٹا اور من گھرست واقعہ ہے،  
نہ تو حضرت علیؑ نے کسی جنگ میں کسی جن کو قتل کیا اور نہ ہی صحابہ کرامؓ میں سے کسی اور  
سے جنات سے جنگ کرنا اور انہیں قتل کرنا منقول ہے ..... جنگوں میں حضرت علیؑ یاد گیر  
صحابہ کرامؓ کا جنات سے قتال کرنے کا کوئی واقعہ ثابت نہیں، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ صحابہ  
کرامؓ کے دوست مسلمان جنات کافر جنات سے لڑائی کرتے ہوں، اس لئے صحابہ کرامؓ  
کو ان سے قتال کی ضرورت ہی نہ پیش آتی ہو،“ [مجموع الفتاویٰ (ج ۴ ص ۳۰۰)]



باب دوم (۲)

## جنات کا انسان کو ایذا اور تکلیف دینا

جس طرح بعض انسان دوسرے انسانوں پر ظلم و ستم کرتے اور انہیں تکلیف پہنچاتے ہیں، اسی طرح جنات بھی مختلف طریقوں سے انسان کو تکلیف پہنچاتے اور پریشان کرتے ہیں۔ اگرچہ بعض لوگ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا فی الواقع ہوتا ہے اور اس سے بہر طور انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس باب میں ہم ائمہ سلف کی تحریروں کی روشنی میں یہ بات ثابت کریں گے کہ جنات انسانوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ اور یہ بھی واضح کریں گے کہ ان کی ایذا دہی کی کیا کیا صورتیں ہیں جبکہ اس کے بعد والے باب میں جنات کے حملوں سے دفاع اور ان کی ایذا دہی سے بچاؤ کی جائز اور ناجائز صورتوں پر روشنی ڈالی جائے گی۔ (مترجم و مرتب)

### جنات کا بدن انسانی میں داخل ہونا:

قرآن و سنت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جنات، انسان کے بدن میں داخل ہوجاتے ہیں اور انسان کو سخت تکلیف سے دوچار کرتے ہیں لیکن بعض لوگ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ شیخ ابن تیمیہؓ ان لوگوں کا رد کرتے ہوئے رقطراز ہیں کہ: جاہل اور گمراہ لوگ جنات کے بدن انسانی میں دخول کے منکر ہیں، معزرہ (ایک عقل پرست گمراہ فرقہ) میں سے ایک گروہ جن میں جبائی، ابو بکر الرازی اور چندو گیر لوگ شامل ہیں، انہوں نے مجنون شخص کے جسم میں جنات کے داخل ہونے کی نفی کی ہے لیکن اس کے باوجود وہ جنات کے وجود کے منکر نہیں ہیں۔ [مجموع الفتاویٰ]

(ج ۱۹ ص ۱۲)]

## بدن انسانی میں جنات کے دخول کے دلائل:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ قطراز ہیں: قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ سے جنات کا وجود ثابت ہے اور اس بات پر امت کے سلف صالحین اور تمام ائمہ کرام کا اتفاق رہا ہے، اسی طرح اہل السنۃ والجماعۃ کے تمام ائمہ کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ جن بدن انسانی میں داخل ہو سکتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الْوَبِيوَ الْأَيْقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُولُونَ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَنُ مِنَ الْمُنْسِ﴾ [ابقرة ۲۴۵]

”(روز حشر) سود خور لوگ اس طرح کھڑے ہوں گے جس طرح وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبھی بنا دے۔“

حافظ ابن کثیرؓ اس آیت کے تحت قطراز ہیں: اللہ تعالیٰ نے سود خوروں کی حالت کو مخون شخص کے مشابہہ قرار دیا ہے کہ جس طرح کوئی شخص جنات کے اپنے اوپر مسلط ہو جانے کی وجہ سے ایک صحیح تدرست انسان کی طرح کھڑا نہیں ہو سکتا اسی طرح سود خور بھی محشر میں رب کے حضور لر کھڑا اتا ہوا کھڑا ہو گا۔ [تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۴۸۷]

امام قرطبی فرماتے ہیں: اس آیت میں ان لوگوں کا قول غلط ثابت ہوتا ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جنات انسانی جسم میں داخل نہیں ہو سکتے۔ [تفسیر قرطبی ج ۳ ص ۳۵۵]

شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ نے اپنے فتاویٰ کے مختلف حصوں میں جنات کے وجود سے متعلق بعض روایات نقل کی ہیں، جنہیں ہم اصل مصادر و مراجع سے تقابل کے بعد ذیل میں نقل کر رہے ہیں:

۱۔ حضرت عثمان بن ابی العاصؓ فرماتے ہیں:

((شکوت الی رسول الله ﷺ نسیان القرآن، فضو ب علی صدری بیدہ فقال : یا شیطان اخرج من صدر عثمان ، ففعل ذلك ثلث مرات ، قال عثمان : فمانسیت منه شيئاً بعد احبت ان اذکره ))

”میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے (نمایا میں) قرآن کے بھول جانے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے میرے سینے پر مارا اور (میرے منہ میں تھوکتے ہوئے) فرمایا: اللہ کے دشمن شیطان! نکل جا۔ آپ ﷺ نے تم مرتبہ اس طرح کہا۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں جو پیزیا درکار لیتا وہ مجھے نہیں بھولتی تھی۔“

ابن ماجہ کتاب الطب باب الفرع والاقار... (۳۵۴۸) سلسلہ الاحادیث الصحیحة (۲۹۱۸۶) میں امام البانیؓ نے اسے حسن کہا ہے۔

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لا آئی اور کہنے لگی: یا رسول اللہ ﷺ اس پر جنات کا سایہ ہے، جنات اس پر اس وقت حملہ کرتے ہیں جب ہم کھانا کھانے کے لیے بیٹھتے ہیں اور ہمارا کھانا وہ خراب کر دیتے ہیں! آپ ﷺ نے اس بچے کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لیے دعا فرمائی۔ فوراً ہی اس بچے نے قے کر دی اور اس کے منہ سے کتے کے کلے کی طرح کا ایک چھوٹا سا جانور نکلا اور بھاگ گیا۔“

[مجمع الزوائد (۲۱۹) مسند دارمی: مقدمۃ کتاب علامات النبوة (۲۰) یہ الفاظ کہ ”.....اس بھی نے قے کر دی اور اس کے منہ سے کتے کے پلے کی طرح کا ایک چھوٹا سا جانور نکلا اور بھاگ گیا.....“ صحیح سند سے ثابت نہیں البتہ نفس واقعہ شواهد کی بنابر حسن درجے تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ”عاملوں، کاہنوں، جادو گروں اور جنات کا پوست مارٹم“ از حافظ مبشر حسین لاہوری]

۳۔ حضرت صفیہ بنت حمیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(ان الشیطان ی مجری من ابن آدم مبلغ الدم))

”شیطان، آدم کی اولاد (کے جسم) میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔“

[صحیح بخاری: کتاب الأدب: باب التکیر والسبیح عند التعجب (۶۲۱۹) ابو داؤد: کتاب السنۃ: بباب فی ذرای المشرکین (۴۷۰۶) ابن ماجہ (۱۷۷۹) احمد (۱۶۵۱۳)]۔  
شیخ ابن تیمیہؓ سورۃ بقرۃ کی مذکورہ آیت (۲۷۵) کے تحت نقل کرتے ہیں کہ: امام احمد بن حنبلؓ کے بیٹے عبد اللہ نے ان سے پوچھا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جن انسانی جسم میں داخل نہیں ہوتا تو امام احمد بن حنبلؓ نے جواب دیا کہ بیٹا! لوگ جھوٹ بولتے ہیں، جنات تو انسان کی زبان سے بولتے ہیں۔ [مجموع الفتاویٰ ج ۱۹ ص ۱۲]

ایک دوسری جگہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ: «الحمد لله رب العالمين ملائكة المسلمين میں سے کوئی بھی اس بات کا منکر نہیں کہ جنات بدن انسانی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جو کوئی اس بات کا انکار کرے اور یہ دعویٰ کرے کہ شریعت اس بات کی تکذیب کرتی ہے تو یقیناً اس شخص نے شریعت پر بہتان باندھا کیونکہ شریعت میں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں جو جنات کے بدن انسانی میں دخول کی نفی کرتی ہو۔» [مجموع الفتاوى اج ۲۴ ص ۱۵۴ - ۱۵۵]

قاضی عبدالجبار حمدانیؒ فرماتے ہیں کہ: «جب جنات کے لیے اجسام الطيفية تجويز ہو گئے کہ وہ ہوا کی مانند ہیں تو ہمارے اجسام میں ان کا داخل ہونا ممکن نہیں رہا۔ بلکہ یہ اسی طرح ہے جس طرح ہوا یا سانس بار بار داخل ہوتا ہے۔ اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ ایک ہی قالب میں دو جو ہر اکھٹے ہو جائیں کیونکہ وہ بطور پڑاوی کے اکھٹے ہوتے ہیں نہ کہ وہ ایک دوسرے میں حل ہو جاتے ہیں۔ جنات ہمارے اجسام میں ایسے ہی داخل ہوتے ہیں جس طرح ہوا برتن میں داخل ہو جاتی ہے۔»

[آکام المرجان ص ۱۰۸ بحوالہ وفایۃ الانسان (مترجم) ابو حمزہ ظفر اقبال ص ۶۶]

### جنات بدن انسانی میں داخل کیوں ہوتے ہیں؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ نے اس کی تین بڑی وجوہات بیان فرمائی ہیں جو درج ذیل ہیں:

- ۱۔ انسانوں کو جنتی مرگی بعض اوقات جنات کے عشق و محبت کے سبب ہوتی ہے یعنی کوئی مذکر جن کسی انسان عورت پر یا کوئی مؤنث جن کسی انسان مرد پر عاشق ہو جاتی ہے اور بعض اوقات انسان اور جنات آپس میں شادی کر لیتے ہیں اور اولاد بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ پیشتر علماء کرام نے اس بات کو ذکر کیا ہے اور کئی علماء نے اس نکاح کو ناپسند بھی کیا ہے۔

یاد رہے کہ حافظ ابن قیمؓ نے اپنے استاد ابن تیمیہؓ کے متعلق تحریر کیا ہے کہ میرے استاد نے بتایا کہ ایک دن ایک مرد سے جن نے نکلنے سے انکار کیا تو میں نے اس کی اچھی بھلی مرمت کی، تو اس مار کے دوران ایک جن عورت بولی، میں اس مرد سے محبت کرتی ہوں تو میں نے کہا یہ مریض تجوہ سے نفرت کرتا ہے! [زاد المعاد از ابن قیم اج ۴ ص ۶۲ - ۶۳]

اس واقعہ کو آگے چل کر ہم تفصیل سے ذکر کریں گے۔ یہاں اس کی طرف اشارہ کرنے کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ بعض اوقات جنات انسان پر عاشق ہو جانے کی وجہ سے ان کے جسم میں داخل ہو کر تکلیف پہنچاتے ہیں۔ (مترجم و مرتب)

۲۔ بعض اوقات جنات، انسان سے نفرت کی وجہ سے یا کسی ظلم کا انتقام لینے کی غرض سے ان کے جسموں میں داخل ہو جاتے ہیں کیونکہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کوئی انسان جنات کے رہنے کی جگہ پر پیشاب کر کے یا گرم پانی ڈال کریا اس طرح کا کوئی اور عمل کر کے جنات کو تکلیف پہنچا بیٹھتا ہے، اگرچہ انسان کے وہم و مگان میں بھی یہ بات نہیں ہوتی کہ میرے اس عمل سے کسی جن کو تکلیف پہنچی ہے کیونکہ جنات نہیں دکھائی تو دیتے نہیں۔ چنانچہ جنات جو ابی کارروائی میں انسان کو تکلیف پہنچانا شروع کر دیتے ہیں بلکہ جنات میں جہالت اور ظلم و سرکشی کا وصف چونکہ بہت زیادہ پایا جاتا ہے، اس لئے جب وہ انسانوں کو مزرا دینے لگتے ہیں تو ان کے ایسے غیر ارادی جرم کی جرم سے بھی کہیں زیادہ سزا دے ڈالتے ہیں۔ حتیٰ کہ معمولی زیادتی پر جان سے بھی مارڈا لتے ہیں!

۳۔ بعض اوقات انسانوں کی طرف سے کوئی بھی زیادتی نہیں ہوتی لیکن جنات بلاوجہ ٹنگ کرنے کی نیت سے انسانوں کے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے بعض بے وقوف اور سرکش انسان دوسرا انسانوں کو شرارت طبع کی وجہ سے ٹنگ کرتے اور اس پر خوش ہوتے ہیں۔

ابن تیمیہ مزید فرماتے ہیں کہ: اگر جنات کا ظلم پہلی قسم (یعنی عشق و محبت کی وجہ) سے ہو تو یہ صراحتاً اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ برائیوں میں سے ہے، کیونکہ آپس میں عاشقانہ تعلقات استوار کرنا انسانوں کے لیے بھی حرام ہے، خواہ ایسا باہمی رضامندی کے ساتھ ہی کیوں نہ ہوا ورجب ایسا تعلق فریق ثانی کی ناپسندیدگی کی صورت میں ہو، پھر تو یہ اور زیادہ کھلی فاشی، بے حیائی اور ظلم عظیم ہے۔ لہذا اگر عشق و محبت کے چکر میں کوئی جن کی انسان کو تکلیف پہنچا رہا ہو تو اسے مخاطب کر کے بتایا جائے کہ یہ صریح ظلم ہے، ایسا کرنا قطعی حرام، کبیرہ گناہ، برائی اور زیادتی ہے تاکہ ان جنات کے خلاف جلت قائم

ہو جائے اور وہ جان لیں کہ ان پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مقرر کردہ فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا گیا ہے۔

اور اگر جنات اس وجہ سے داخل ہوئے ہیں کہ انسان نے جہالت اور اعلیٰ کی وجہ سے کسی جن کو تکلیف پہنچائی ہے تو پھر جنات کو مخاطب کر کے بتایا جائے کہ اس بات کا علم اس انسان کو نہیں تھا (کہ تم ظلم ہو رہا ہے کیونکہ وہ تمہیں دیکھ نہیں سکتا) اور جو جان بوجھ کر کسی کو تکلیف نہ پہنچائے وہ سزا کا حقدار نہیں اور اگر اس انسان نے وہ کام (جس سے جنات کو تکلیف پہنچی) اپنے گھر یا اپنی ملکیت میں کیا ہے تو اس کو وہاں کمل اختیار ہے، وہ جو چاہے وہاں کر سکتا ہے۔ ان جنات کو یہ بھی بتایا جائے کہ تمہارے لیے کسی انسان کے گھر یا اس کی ملکیت میں اس (انسان) کی اجازت کے بغیر رہنا جائز نہیں ہے بلکہ تمہارے لیے رہائش کے طور پر کھنڈرات، غیر آباد مکانات اور صحراء جنگلات ہیں۔“

[مجموع الفتاویٰ (ج ۱۹ ص ۳۹ - ۴۰) واضح رہے کہ یہ تینوں اسیا ب ابن تیمیہ نے ایک دوسری جگہ (جلد ۱۲ اصفحہ ۳۷) پر اختصار سے بھی بیان فرمائی ہیں۔]

### جنات کا، مال چراک انسانوں کو تکلیف دینا:

سرکش جنات کا انسانوں کو ایذا پہنچانے کا پہلا حرہ تو بدن انسانی میں دخول کا تھا جبکہ دوسرا حرہ یہ ہے کہ یہ انسانوں کا مال چوری کر لیتے ہیں۔ جو لوگ اس پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ”جنات تو کوئی چیز اٹھانیں سکتے“ ان کا یہ خیال غلط ہے کیونکہ قرآن و سنت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جنات اشیاء کو اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاسکتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَمَنْ يَرِعُ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذَفَّةٌ مِّنْ عَذَابِ السُّعِيرِ ۝ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِبٍ وَّتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رُّسِيَّتٍ﴾ [سید ۱۲ - ۱۳]

”اواس کے رب کے حکم سے بعض جنات اس کی تھتی میں اس کے سامنے کام کرتے تھے اور ان میں سے جو بھی ہمارے حکم سے سرتاہی کرے ہم اسے بھڑکتی ہوئی آگ کے

عذاب کا مزہ چکھا میں گے ۵ جو کچھ سلیمان چاہتے وہ جنات تیار کر دیتے مثلاً قلعے اور بھجے اور حوضوں کے پر ایک گن اور چوبیوں پر جبی ہوئی مضبوط دیکھیں.....”

اسی طرح ایک حدیث میں نبیؐ سے یہ الفاظ ثابت ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((ان عدو اللہ ابليس جاء بشهاب من نار ليجعله في وجهي .....))

”تحقیق اللہ کا دشمن، شیطان آگ کا شعلہ لے کر آیا تاکہ وہ اسے میرے چہرے پر گرائے۔“

[صحیح مسلم : کتاب المساجد: باب جواز لعن الشیطان فی اثنا عصلاة، والتعود منه، وجوائز العمل القليل فی الصلاة (۱۲۱۱) سنن نسائی : کتاب السهو: باب لعن ابليس والتعود بالله منه فی الصلاة (۱۶۱۶)]

مذکورہ بالا آیت اور حدیث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ جنات چیزوں کو ایک جگہ سے دوسرا جگہ لے جاسکتے ہیں۔ لہذا جب یہ بات ثابت ہو گئی تو پھر جنات کے لیے مال چرانے میں کیا مشکل ہے؟ جنات کا مقصد مال چرانے کا صرف سہی ہوتا ہے کہ انسان کو نجک کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے وہ ایک چال یا بھی چلتے ہیں کہ مکمل مال نہیں چراتے صرف کچھ حصہ چڑا کر سے کسی اور جگہ رکھ دیتے ہیں اور انسان اپنے عزیز واقارب کے متعلق بدگمانی کا شکار ہو جاتا ہے بلکہ بعض اوقات اختلاف اور ناجاتی کی فضابھی اس وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے جبکہ شیطان جنات اس سے خوش ہوتے ہیں!

### گھروں میں بسیرا کر کے نگ کرنا:

جنات لوگوں کو اس طریقے سے بھی ایذا پہنچاتے ہیں کہ انسانوں کے گھروں یا قرب و جوار میں سانپوں یا کتوں کی شکل میں بار بار ظاہر ہوتے ہیں تاکہ انسان ان کو دیکھ کر خوف زدہ ہوں اور کئی مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب کوئی انسان زیادہ خوف زدہ ہو جاتا ہے تو جن اس حالت میں اس کے جسم میں داخل ہو کر اس پر مسلط ہو جاتا ہے۔

باب سوم (۳)

## جنات نکالنے کی جائز اور ناجائز صورتیں

قرآن و سنت کی رو سے جنات کا وجود، بدن انسانی میں ان کا دخول اور ان کی ایسے ادھی کی مختلف صورتوں کا بیان گذشتہ سطور میں آپ ملاحظہ کر چکے ہیں، اب مسئلہ یہ ہے کہ انسان ان جنات سے اپنا اور اپنے مال، گھر یا روغیرہ کا تحفظ کس طرح کرے؟ اس باب میں ہم قرآن و سنت اور ائمہ سلف کی تحریروں کی روشنی میں جنات سے تحفظ کے صحیح اور جائز طریقے بیان کریں گے کہ کس طرح جنات سے انسان اپنے آپ کو اور اپنے مال و عیال اور مال و دولت وغیرہ کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اور اگر بالفرض کسی شخص کے جسم میں جنات داخل ہو کر اس پر مسلط ہو جائیں یا جسم میں داخل ہوئے بغیر اسے شک کرنا شروع کر دیں تو اس کا تحفظ اور روحانی علاج کس طرح کیا جائے۔ اس کے علاوہ اس باب میں نام نہاد عاملوں، کاہنوں اور نجومیوں کے طریقہ علاج کی شرعی حیثیت پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔ ان شاء اللہ! (مترجم و مرتب)

### کیا بدن انسانی سے جن نکالنا جائز ہے؟

جب کسی شخص کے بدن میں جن داخل ہو جائے تو جو شخص شرعی طریقے کے مطابق جن نکالنے کی الہیت رکھتا ہے اس پر اس مظلوم (جس کے بدن میں جن داخل ہو گیا ہے) کی مدد کرنا فرض ہے۔ گویا جن نکالنا شرعاً جائز ہی نہیں بلکہ بعض صورتوں میں ضروری بھی ہے اور اس میں کوئی قباحت نہیں تاہم یہ بات ضروری ہے کہ جنات نکالنے کے لئے ایسے طریقے اختیار نہ کئے جائیں جو قرآن و سنت کے منافی ہوں۔

شیخ ابن تیمیہ اس سلسلہ میں رقطراز ہیں کہ: مظلوم کو ظلم سے بچانا اور اس کی مدد کرنا جائز بلکہ مستحب اور کبھی تو واجب بھی ہو جاتا ہے۔ حسب طاقت مظلوم کی مدد کرنے

کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ صحیح میں براء بن عازبؓ سے مردی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا..... جن میں مظلوم کی مدد کرنا، بھی شامل ہے۔

[صحیح بخاری: کتاب الاء دب: باب تشہیت العاطس (۶۴۲۲) صحیح مسلم: کتاب اللباس: باب تحريم استعمال اناه الذهب... (۵۲۸۸) احمد (ج ۴ ص ۲۸۴)]  
 صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے مردی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:  
 ((انصر اخاک ظالماً او مظلوماً، قالوا: يار رسول الله ﷺ، هذا نصرة مظلوماً، فكيف نصرة ظالم؟ فقال: تأخذ فوق يديه))

[صحیح البخاری: کتاب المظالم - باب اعن اخاک ظالماً او مظلوماً (۲۴۴۴) صحیح مسلم: کتاب البر والصلة - باب نصر الاخ ظالماً او مظلوماً (۶۵۸۲) سنن ترمذی: کتاب الفتن (۲۲۰۵) احمد (ج ۳ ص ۹۹)]  
 ”تو اپنے خالم اور مظلوم بھائی (دونوں کی) مدد کر۔ صحابہ کرامؐ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم مظلوم کی تو مدد کریں گے (کہاں سے ظلم کو ختم کیا جائے) لیکن ہم ظالم کی مدد کیسے کریں؟ آپؐ نے فرمایا: اس کا ہاتھ پکڑ لوا، (یعنی اسے ظلم سے روک لو)  
 اس حدیث سے مظلوم سے تکلیف دور کرنے کے متعلق ثبوت حاصل ہوتا ہے صحیح مسلم میں حضرت ابو هریرۃؓ سے مردی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا:

((من نفسی عن مؤمن کربة من کرب الدنیا نفس الله عنه کربة من کرب  
یوم القيامة ..... فی عون اخیه ))

[صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء: باب فضل الاجتماع ... (۶۸۵۳) سنن ابو داؤد: کتاب الادب: باب فی المعونة للمسلم (۴۹۳۸) سنن ترمذی: کتاب البر والصلة: باب ماجاء فی السنتر علی المسلمين (۱۹۳۰) سنن ابن ماجہ: المقدمة: باب فضل العلماء... (۲۲۵) مسنداً احمد (ج ۲ ص ۲۰۲)]

”جس نے کسی مؤمن بندے سے دنیا کی مصیبتوں میں سے کسی مصیبتوں کو دور کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کی سختیوں سے کوئی سختی اس سے دور کرے گا۔ جس نے کسی نگ دست کے لیے آسانی کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا اور آخرت میں آسانی پیدا فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پرده پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس (کے عیوب کی) پرده

پوچھی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔

صحیح مسلم ہی میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے ایسے دم کے بارے میں سوال کیا گیا جو شرعاً جائز ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”من استطاع منكم ان ينفع اخاه فليفعل .....“

[صحیح مسلم : کتاب السلام۔ باب استحباب الرقیة من العین والنملة والحمامة والنظرۃ (۵۷۲۹) مسنداً احمد (ج ۳ ص ۳۰۲، ۳۸۲، ۳۴۰، ۳۹۳)]

”تم میں سے جو کوئی طاقت رکھتا ہے کہ اپنے بھائی کو فائدہ پہنچائے تو وہ اسے ضرور فائدہ پہنچائے۔“

لیکن یہ فائدہ اور مدد اس طریقے سے کرے جس کا ثبوت اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ملتا ہو۔ [مجموع الفتاویٰ ج ۱۹ ص ۴۹، ۵۰]

### جنات نکالنا افضل اعمال میں سے ہے!

شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ سے کسی نے سوال کیا: ”کیا جنات نکالنا شرعاً جائز ہے؟“ تو شیخ ابن تیمیہؓ نے جواب دیا: یہ تو افضل اعمال میں سے ہے اور جنات نکالنا انبیاء اور نیک لوگوں کا طریقہ ہے۔ انبیاء کرام اور نیک لوگ، ہیئتہ انسانوں سے سرکش جنات کو اس طریقے سے دور کرتے تھے جس (طرح دور کرنے) کا حکم اللہ نے دیا تھا۔ امام احمد بن حنبلؓ نے اپنی کتاب ”مسند احمد“ میں اور امام ابو داؤد نے اپنی کتاب ”سنن ابی داؤد“ میں مطر بن عبد الرحمن سے روایت لی ہے۔ مطر کہتے ہیں کہ مجھے ام ابیان بنت الوازع بن زرائع بن عامر العبدی نے اپنے باپ وازرع سے حدیث بیان کی کہ ان (ام ابیان) کا دادا زرائع رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو زرائع کے ساتھ اس کا آسیب زدہ بیٹا یا بھانجا بھی تھا۔ میرے دادا نے کہا: جب ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچے تو میں نے کہا: میرا بیٹا یا بھانجا آسیب زدہ ہے، میں اسے آپ ﷺ کے پاس اس لیے لا یا ہوں کہ آپ (اس کی شفایا بی کے لیے) اللہ سے دعا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے

میرے قریب کرو اور اس کی پشت میری جانب کر دو۔ زراع نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ اس کی پشت پر مارنے لگے یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی، اس وقت آپ ﷺ فرمائے تھے: اللہ کے دشمن نکل! اللہ کے دشمن نکل! ... [مجمع الزوائد (۳۱۹) بحوالہ مجموع الفتاویٰ ۱ ج ۱۹ ص ۵۶-۵۷]

### آنحضرت ﷺ سے جنات نکالنے کا ثبوت!

شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ نے کئی احادیث ایسی ذکر کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ بھی جن نکالا کرتے تھے۔ ہم ان احادیث کو ذیل میں ذکر کر رہے ہیں۔  
 ۱۔ ایک شخص (حضرت زراع) نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میرا بیٹا یا بھانجا مجنون (یعنی آسیب زدہ رجفات کاشکار) ہے (راوی کوئٹہ ہے کہ وہ لڑکا زراع کا بیٹا تھا یا بھانجا) میں اسے آپؐ کے پاس اس لیے لا یا ہوں کہ آپؐ (اس کی شفایا بیلی کے لیے) اللہ سے دعا کریں! آپؐ نے فرمایا: اسے میرے قریب کرو اور اس کی پشت میری جانب کر دو۔ حضرت زراع نے کہا: پھر نبی اکرم ﷺ اس کی پشت پر مارنے لگے یہاں تک کہ میں نے آپؐ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی اور آپؐ اس وقت یہ فرمائے تھے: "اخروں عدو اللہ ..... اللہ کے دشمن نکل جا! اللہ کے دشمن نکل جا! ..... حتیٰ کہ وہ لڑکا بالکل صحیح و تدرست شخص کی طرح دیکھنے لگا، حالانکہ اس طرح وہ پہلے نہیں دیکھتا تھا ..... لیکن آپؐ اس دعا (دم اور علاج) کے بعد اس وفد میں ہر شخص اس لڑکے کو اپنے سے بہتر سمجھنے لگا۔

۲۔ امام احمد نے مسنداحمد میں یعلیٰ بن مرۃ سے حدیث نقل کی ہے کہ یعلیٰ بن مرۃ نے فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کی معیت میں تین ایسی چیزیں دیکھی ہیں جن کو مجھ سے پہلے بھی کسی نے نہیں دیکھا اور میرے بعد بھی کسی نے نہیں دیکھا۔ میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں نکلا۔ ہم ایک ایسی عورت کے پاس سے گزرے جس کے ہمراہ اس کا بیٹا تھا تو اس عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے اس بیٹے کو مصیبت پہنچی ہے جس کی وجہ سے ہم پریشان ہیں اسے ایک ہی دن میں جنات اتنی مرتبہ اذیت سے دوچار کرتے ہیں کہ ہم اسے شمار نہیں کر سکتے ..... آپؐ



لے پچے کو پکڑ کر اس کا منہ کھولا اور تین مرتبہ پھونک ماری اور فرمایا "بسم الله اناعبد الله واحسأء عدو الله رالله کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں، میں اللہ کا بندہ ہوں، اے اللہ کے دشمن! ذلیل خوار ہو جا"..... پھر آپ ﷺ نے وہ بچہ اس عورت کے سپرد کر دیا..... بعد میں اس عورت نے آپ ﷺ سے کہا کہ اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا، ابھی تکہ ہمیں (یعنی ہمارے بچے کو) اس سے کوئی تکلیف نہیں پہنچی....."

[مسند احمد (ج 4 ص 170-173) (173-172) دلائل النبوة للبهیقی (18/6) المجمع الكبير للطبرانی (8347) مصنف ابن ابی شیبہ (488/11)]

۳۔ یعلی بن مرّہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ "ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بچہ لائی جسے جنتی اثرات تھے۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا کی تو وہ ٹھیک ہو گیا۔ اس عورت نے ہدیے کے طور پر دو دنبے، بھی اور پیغیر پیش کیا، آپ ﷺ نے خادم کو کہا کہ ایک دنبہ رکھ لو اور باقی چیزیں انہیں واپس لوٹا دو۔"

[احمد (ج 4 ص 170-172) مجمع الزوائد (4/19) دلائل النبوة للبهیقی ج (18/6)]  
۴۔ ابن تیمیہؓ فرماتے ہیں: عبدالرازاق نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں ہم کو محترن عطاء بن سائب سے بیان کیا عطاء بن سائب نے عبد اللہ بن حفص سے، عبد اللہ بن حفص نے یعلی بن مرّہ الشققیؓ سے روایت کیا: وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تین چیزیں دیکھیں ..... (پھر پوری حدیث بیان کی اور اس میں یہ بھی کہا کہ) پھر ہم ایک جشنے کے پاس سے گزرے تو وہاں پر ایک عورت اپنے بھنوں بچے کو لے کر آئی تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے نشانے سے پکڑا اور کہا:

"اخروج ابی محمد رسول الله" [مسند احمد (ج 4 ص 173)]

"(اے اللہ کے دشمن!) نکل جائیشک میں اللہ کا رسول ہوں....."

اس عورت نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبسوٹ فرمایا ہے۔ ہم نے آپؐ کے بعد (یعنی آپؐ کے دم کرنے کے بعد) اس بچے میں پھر بھی کچھ عیب نہیں دیکھا۔ [مجموع الفتاویٰ ج 19 ص 57-59]

## شیخ ابن تیمیہ "بھی جن نکالا کرتے تھے .....!

بقیہ السلف شیخ الاسلام ابن تیمیہ "بھی جن نکالا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں حافظ ابن قیم رقطراز ہیں کہ

بعض اوقات میرے استاذ شیخ الاسلام ابن تیمیہ جنات سے متاثر (مریض) شخص کی طرف اپنا کوئی نمائندہ بھیجتے جو مریض کے جسم میں موجود جن سے مخاطب ہو کر کہتا کہ شیخ الاسلام نے پیغام بھیجا ہے کہ اس جسم سے نکل جا (کیونکہ اس جسم میں داخل ہو کر اس مریض کو نگ کرنا تمہارے لیے جائز نہیں تو) وہ جن صرف اتنا ہی پیغام سن کر بھاگ جاتا اور مریض کو افاقت ہو جاتا۔ تاہم بعض اوقات شیخ الاسلام جنات سے خود مخاطب ہوتے اور اگر جن زیادہ ہی سرکش ہوتا تو شیخ اسے مارتے اور جب مریض کے ہوش دھواں قائم ہوتے تو اسے مارنے پینے کی بالکل خبر نہ ہوتی اور نہ ہی وہ کسی درد کی شکایت کرتا۔ (اور نہ ہی اس کے جسم پر مار پیٹ کا کوئی نشان باقی ہوتا) اور ایسا بے شمار مرتبہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ..... شیخ الاسلام اکثر ویژتاریے مریض کے کان میں یہ آیت پڑھتے:

﴿أَفَحَسِّيْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْتُكُمْ عَبْرَةً وَأَنْكُمْ إِنَّمَا لَا تُرْجَعُونَ﴾ [المؤمنون ۱۱۵]

"کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم نے تمہیں فضول پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف (یعنی اللہ کی طرف) نہیں لوٹائے جاؤ گے؟"

حافظ ابن قیم فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مجھے میرے استاذ شیخ الاسلام نے بتایا کہ انہوں نے آسیب زدہ شخص (مریض) کے کان میں یہ آیت پڑھی تو جن نے اپنی آواز کو خوب کھینچ کر (زور سے) کہا:

ہاں! (ہم اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے)

شیخ نے بتایا کہ یہ دیکھ کر میں نے لاٹھی اٹھاٹی اور مریض کی گردن کی رگوں پر اتنی دیر

تک مارا کہ میرے ہاتھ تھک گئے اور حاضرین مجلس کو یقین ہو گیا کہ اس مار کے نتیجے میں مریض مر جائے گا۔ مارنے کے دوران اس کے جسم سے ایک جن عورت بولی کہ ”میں اس مریض سے محبت کرتی ہوں۔“

میں نے جواب دیا کہ ”یہ مریض تم سے نفرت کرتا ہے۔“

اس جن (عورت) نے کہا: ”میں چاہتی ہوں کہ اس کے ہمراہ میں حج کروں۔“

میں نے اسے بتایا کہ ”یہ تمہارے ساتھ حج نہیں کرنا چاہتا۔“

پھر جن عورت نے کہا: ”میں آپ کی بزرگی کے پیش نظر اسے چھوڑتی ہوں۔“

شیخ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا:

”نہیں! بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانتے ہوئے اسے چھوڑو۔“

وہ بولی: ”اچھا ٹھیک ہے....“

پھر وہ مریض اٹھ کر بیٹھ گیا اور حیران ہو کر کہنے لگا:

شیخ صاحب کیوں آئے ہیں اور یہ لامبی وغیرہ سب کچھ کیا ہے؟..... میں نے تو کوئی گناہ نہیں کیا، مجھے کیوں مارنے لگے ہو؟ حالانکہ اس مریض کو علم ہی نہ تھا کہ اسے توفی الواقع مار پڑ چکی ہے!“ [زاد المعاو، لابن قیم راجح، ص ۶۲]

### جنات سے اشیاء محفوظ رکھنے کا طریقہ!

چھپلے باب میں ہم نے بیان کیا تھا کہ جنات انسان کو تنج کرنے کے لئے کبھی کبھار ان کا مال چرا لیتے ہیں۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا مال ایسی جگہ پر رکھا تھا جہاں ہمارے سوا اسے کوئی نہیں جانتا تھا لیکن معلوم نہیں کہ وہاں سے کون اٹھا کر لے گیا ہے۔ اگرچہ کوئی چور بھی ایسا کرتا ہے البتہ بعض اوقات تو سرکش جنات بھی ایسا کرتے ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ ان جنات سے انسان اپنے مال یادوسری اشیاء (غلہ وغیرہ) کیسے محفوظ رکھے؟ تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس مال کو ”بسم اللہ“ پڑھ

کسی چیز سے ڈھانپ دیا جائے یا اگر کسی دراز، خانے وغیرہ میں کوئی چیز رکھی ہو تو اسے بند کرتے وقت ”بسم اللہ“ کہہ کر بند کر دیا جائے، کیونکہ جنات، بسم اللہ پڑھ کر ڈھانپی ہوئی چیز کو نہ گانہ نہیں کر سکتے اور بسم اللہ پڑھ کر بند کیے گئے دروازے کو کھول نہیں سکتے۔

[صحیح مسلم : کتاب الأشربة: باب آداب الطعام والشراب ..... حدیث (۵۲۶۲)]

### جنات بھگانے کے جائز طریقے

جنات اگر بدن انسانی میں داخل ہو جائیں تو انہیں نکالنا جائز ہے۔ اس کے کچھ تو جائز طریقے وہ ہیں جو امامہ سلف سے بھی ثابت ہیں اور کچھ ناجائز طریقے ہیں جن سے بہر ضورت اختناب کرنا چاہیے۔ آئندہ صور میں ہم وہ جائز طریقے بیان کریں گے جن کو بروئے کار لاؤ کر جنات بھگانے جاسکتے ہیں۔

### دم جھاڑ کے ذریعے

معانی قرآن مجید کی مختلف آیات اور اذکار مسنونہ کے ذریعے مریض پر دم کر کے جنات کو بھگا سکتا ہے۔ جیسا کہ امام ابن تیمیہ ”قطراز ہیں: جن اگرچہ عفریت (سب سے سرکش) قسم سے کیوں نہ ہو، وہ درحقیقت کمزور ہی ہے۔ آپ (معانی) اسے نقصان پہنچا سکتے ہیں، اس کا علاج توعذات مثلاً آیت الکرسی، معوذات، مسنون دعا میں اور وہ دعا میں پڑھ کر کیا جائے، جن سے ایمان مضبوط ہوتا ہے اور ان کے ساتھ ان گناہوں سے بھی بچا جائے جن کی وجہ سے سرکش جنات انسان کے بدن میں داخل ہوتے ہیں۔ ایسا کرنے والا شخص (معانی) (خاہد فی سبیل اللہ کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ جہاد اکبر کی طرح ہے اور معانی کو چاہیے کہ وہ خود بھی گناہ کے کاموں سے دور رہے۔ علاج کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ معانی آیت الکرسی پڑھے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو هریرہؓ سے مردی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ

”رسول اللہ ﷺ نے مجھے ماه رمضان کی زکاۃ (صدقاتِ فطرانہ وغیرہ) کی حفاظت پر مامور کیا۔ (ایک رات میں پہرہ دے رہا تھا کہ) ایک شخص آیا اور (اپنے تھیلے میں) غله بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: خدا کی قسم! میں تجھے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ وہ کہنے لگا کہ میں محتاج ہوں، میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور میں بہت زیادہ حاجت مند ہوں۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا: اے ابو ہریرہؓ! گذشتہ رات تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس نے سخت حاجت اور عیالداری کی شکایت کی، مجھے اس پر رحم آگیا تھا میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپؐ نے فرمایا:

”اما انه قد كذب وسيعود ركراش نے تم سے جھوٹ بولا ہے، وہ دوبارہ آئے گا،“ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ دوبارہ آئے گا۔ کیونکہ آپؐ نے اس کے آنے کے متعلق فرمادیا تھا میں اس کی تاک میں (گھات لگا کر) بیٹھ گیا۔ وہ آیا اور غله (اپنے تھیلے میں) ڈالنے لگا، میں نے اسے پھر پکڑ لیا اور کہا: اب تو میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کروں گا۔ اس نے کہا: ”مجھے چھوڑ دو، میں محتاج ہوں، عیالدار (بچوں والا) ہوں اور میں اب نہیں آؤں گا۔“ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اب کی بار مجھے پھر اس پر رحم آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہؓ! تمہارے قیدی نے کیا کہا تھا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس نے بہت زیادہ حاجت مندی کی شکایت کی اور یہ کہا کہ بچوں کی ذمہ داری بھی پوری کرنی ہے، تو مجھے اس پر رحم آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپؐ نے فرمایا: ”اس نے جھوٹ بولا ہے وہ پھر آئے گا۔“

چنانچہ میں نے تیسری رات بھی گھات لگائی (اور وہ واقعی آیا) اور غله (اپنے تھیلے میں) ڈالنا شروع ہو گیا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: اب تو میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے سامنے

لازما پیش کروں گا! اب تو تین مرتبہ ہو چکا ہے تم یہ کہہ کر چھوٹ جاتے ہو کہ اب نہیں آؤں  
گا اور پھر آ جاتے ہو!

اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو، اس کے بدل میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جس کی بدولت  
اللہ تعالیٰ تمہیں لفظ پہنچائے گا۔ میں نے پوچھا: وہ کون سے کلمات ہیں؟ اس نے کہا: جب  
تم اپنے بستر پر (سوئے کی غرض سے) جاؤ تو یہ آیت (آلیۃ الکری) پڑھو۔ ”الله لا اله  
الا هو الحی القیوم..... پوری آیت آخر تک“ یہ پڑھنے سے تمہارے لئے اللہ کی طرف  
سے ایک پھریدار (محافظ) آجائے گا اور صبح ہونے تک شیطان تمہارے قریب بھی نہیں  
پہنچے گا۔ ابو ہریریہؓ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے اسے چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے قیدی نے کیا کہا؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول  
ﷺ! اس نے مجھ سے کہا کہ میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن کی بدولت اللہ تمہیں لفظ  
پہنچائے گا۔ آپؐ نے فرمایا: وہ کون سے کلمات ہیں؟ (ابو ہریریہؓ نے وہ بتائے تو) نبی اکرمؐ  
نے فرمایا: اس نے تم سے مجھ کہا ہے جبکہ خود وہ پر لے درجے کا جھوٹا ہے۔ اے ابو ہریریہؓ!  
کیا تو جانتا ہے کہ تین راتوں سے تم کس سے باشیں کرتے رہے ہو؟ میں نے کہا: نہیں ا تو  
آپؐ نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔ (جس سے تم یہ باشیں کرتے رہے ہو!)“

[صحیح البخاری: کتاب الوکالت: باب اذا وکل رجلا فترك الوکيل--- (۲۳۱۱)]

### امر بالمعروف اور نهى عن المنكر کے ساتھ

شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ فرماتے ہیں: اکثر اوقات جنات بدن انسانی میں نفرت اور  
انتقام لینے کی غرض سے داخل ہو جاتے ہیں کیونکہ جنات خیال کرتے ہیں کہ فلاں  
انسان نے پیش اپ کر کے یا گرم پانی گرا کر انہیں ایذا پہنچائی ہے حالانکہ انسان کے وہم  
و گمان میں بھی نہیں ہوتا (کہ جس جگہ اس نے پیش اپ کیا ہے یا گرم پانی گرا یا ہے وہاں  
پہلے سے کوئی جن موجود تھا کیونکہ جنات تو انسانوں کو نظر نہیں آتے) ..... جب ایسا  
معاملہ ہو جائے کہ انسان کے علم میں یہ بات نہ ہو کہ اس کی وجہ سے کسی جن کو ایذا پہنچی

ہے، تو وہ (معاچ) جنات کو مخاطب کر کے بتائے کہ اس بات کا علم اس انسان کو نہیں تھا (کہ تم ظلم ہو رہا ہے کیونکہ وہ تمہیں دیکھنیں سکتا) اور جو عدماً کسی کو تکلیف نہ پہنچائے وہ سزا کا حقدار نہیں ہوتا اور اگر اس انسان نے وہ کام اپنے گھریا اپنی ملکیت میں کیا ہو تو پھر اس کو تصرف کا مکمل اختیار ہے، اپنی ملکیت میں وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اور معاچ جنات کو یہ بھی بتائے کہ تمہارے لیے انسان کے گھریا اس کی ملکیت میں ان کی اجازت کے بغیر رہنا جائز نہیں ہے بلکہ تمہاری رہائش کے لیے ہندرات، غیر آباد مکانات صحراء اور جنگلات میں، [مجموع الفتاویٰ اج ۱۹ ص ۴۰]

ایک دوسری جگہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: جنات جب انسان پر زیادتی کریں (مثلاً انسان کے بدن میں داخل ہو جائیں یا کسی اور طریقے سے ایذا اپہنچائیں) تو انہیں اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے باخبر کر دینا چاہیے تاکہ ان پر جنت قائم ہو جائے، انہیں نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے، اور انہیں اس طرح تبلیغ کی جائے جس طرح انسانوں کو کی جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا كُنَّا بِمُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ [سورہ اسراء ۱۵]

”اور ہماری سنت نہیں کہ رسول بھیجنے سے پہلے ہی عذاب دینے لگیں۔“

ایک دوسری جگہ فرمایا:

﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْأَنْجَنِ إِنَّمَا يُأْتِكُمْ رُسُلُّنَا مُّصَدِّقُونَ عَلَيْكُمْ إِنَّمَا وَيُنَذِّرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمَ الْحُجَّةِ هَذَا﴾ [الانعام ۱۳۰]

”اے جنات اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم میں سے ہی بغیر نہیں آئے تھے جو تم سے میرے احکام بیان کرتے اور تم کو اس آج کے دن کی خبر دیتے؟“ [مجموع

الفتاویٰ اج ۱۹ ص ۴۳]

### مار پیٹ اور زبردستی کے ساتھ

جب جنات پر جنت قائم کروی جائے اور اس کے بعد بھی وہ بدن انسانی سے نکلنے سے انکار کر دیں تو مریض کے بدن پر ضریب لگائی جائیں کیونکہ ان کی تکلیف مریض کو

نہیں بلکہ اس کے جسم میں موجود جن کو ہوتی ہے جیسا کہ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں : جنتی مرگی والے شخص کو تھیک کرنے کے لیے اور جنات کو بھاگنے کے لیے مازن کی ضرورت پیش آتی ہے اور اس ضرب کا احساس اس مریض کو نہیں ہوتا بلکہ اس کے جسم میں داخل جن کو اس کی تکلیف پہنچتی ہے۔ جب مریض صحت یا بہت ہوتا ہے تو وہ خود بتلاتا ہے کہ اسے تو کوئی ضرب محسوس نہیں ہوئی اور اس کے جسم پر بھی کسی ستم کا کوئی نشان باقی نہیں رہتا۔ بعض اوقات مریض کے دونوں پاؤں پر کم و بیش تین چار سو ضربیں اتنی زور سے لگائی جاتی ہیں کہ اگر وہ ضربیں کسی صحیح انسان کو لگائی جائیں تو وہ مر جائے لیکن مریض شخص کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا کیونکہ ان ضربوں کی تکلیف ”جن“ کو ہورنی ہوتی ہے، وہ جن پہنچتا چلاتا ہے اور حاضرین مجلس کی منت سماجت کرتا ہے اور اول فول بکار رہتا ہے۔ [مجموع الفتاویٰ / ج ۱۹ ص ۶۰]

ابن قیمؒ اپنے استاد شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ کے متعلق رقم راز ہیں کہ ”بعض“ اوقات میرے استاذ اپنے کسی شاگرد کو مریض کے علاج اور جنات سے ہم کلامی کے لیے بھیجتے وہ دہاں جا کر کہتا کہ میرے استاد نے تجھے یہاں سے چلے جانے کا حکم دیا ہے۔ اتنا کہنے سے ہی مریض کو افاقہ ہو جاتا (اور اسے مارنے پیشے کی بالکل ضرورت ہی پیش نہ آتی) اور کبھی بکھار شیخ الاسلام خود جنات سے مخاطب ہوتے اور اگر جن زیادہ سرکش ہوتا تو شیخ اسے مارتے اور جب مریض کے ہوش و حواس قائم ہوتے تو اس کے جسم پر مار کا نشان یا تکلیف بالکل نہیں ہوتی تھی اور ایسا بے شمار مرتبہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے..... [زاد المعاد / ج ۴ ص ۶۲، ۶۳]

### پانی میں قرآنی آیات بھگو کر پلانا.....؟

قد کوہ بالا تم طریقوں کے علاوہ ائمہ سلف سے ایک طریقہ یہ بھی منقول ہے کہ قرآنی آیات کو کسی برتن میں لکھ کر یا کاغذ پر لکھ کر اسے پانی میں بھگو کر جائے اور پھر اس

حادو حنات اور نظریہ!

77

پانی سے کچھ پانی مریض کو پالایا جائے اور کچھ اس کے جسم پر چڑک دیا جائے۔ اس عمل کی دلیل کے طور پر یہ قرآنی آیت پیش کی جاتی ہے:

**۱۸۲ [سینی اسرائیل]** ﴿وَنُنْزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شَفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾

”یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مونوں کے لیے تو سارے شفا اور رحمت ہے۔“  
یہ آیت قرآنی قرآن کے شفاء ہونے پر عام ہے۔ اسی طرح حضرت ابن مسعودؓ  
سے مردی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((عليکم بالشفائين :العسل والقرآن ))

اسن ابن ماجہ: کتاب الطب: باب العسل: حدیث (۳۴۵۲) ضعیف |

”دو شفاذینے والی چیزوں کو قائم رکھو (یعنی ان سے علاج کرو) شہد اور قرآن کریم۔“

نیز علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خير الدواء القرآن ))

”(بیماریوں کی) بہترین دوا (علاج) قرآن کریم ہے۔“

ابن ماجہ: کتاب الطب: باب الاستشفاء بالقرآن: حدیث نمبر (۳۵۰۱) ضعیف |  
اس مسئلہ میں امام ابن تیمیہ رقطر از ہیں کہ: قرآن مجید کی آیات کو مریض کے لیے  
پاک روشنائی سے لکھ کر دینا جائز ہے تاکہ مذکورہ مریض اس پانی سے نہائے اور اسے  
پچھیسا کہ امام احمد بن حنبلؓ اور دیگر علمائے کرام نے بھی بھی فتویٰ دیا ہے۔ عبد اللہ بن  
احمد فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد محترم کے سامنے ابن عباسؓ کی سند سے حدیث  
روایت کی کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں: جب کسی عورت کی ولادت مشکل ہو جائے تو  
معانع اس کے لیے یہ لکھئے:

بِسْمِ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيلُمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ  
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿كَانُوكُمْ يَوْمَ يَرَوُنَهَا لَمْ يَلْبُقُوكُمْ إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضَحْخَهَا﴾  
﴿كَانُوكُمْ يَوْمَ يَرَوُنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبُقُوكُمْ إِلَّا سَاعَةً مَنْ نَهَارَ بِلَغْ فَهَلْ يُهْلِكُ إِلَّا  
الْقَوْمُ الْفَسِيقُونُ﴾

عبداللہ بن احمد نے فرمایا: میرے والد (یعنی امام احمد بن حبیل) نے فرمایا: ہم کو اسود بن عامر نے اپنی سند سے اس معنی کی حدیث روایت کی اور یہ بھی کہا کہ مذکورہ بالایان کروہ دم صاف برتن میں لکھا جائے پھر (اس میں پانی ڈال کر) اسے پیا جائے۔ میرے والد نے یہ بھی فرمایا کہ اس سند میں کچھ نے اس بات کا اضافہ کیا ہے کہ (وہ مریض) عورت اسے پیے اور اپنے بدن پر اس پانی کے چھینٹے بھی مارے۔ عبد اللہ بن احمد فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد محترم کو دیکھا ہے کہ آپ ایسی عورت کے لیے کسی پیالے یا صاف برتن میں یہ آیات (جو اور پر بیان ہوئی ہیں) لکھ دیتے تھے۔ [مجموع الفتاویٰ اج: ۱۹، ص: ۶۳]

اس مسئلہ میں حافظ ابن قیم رقطراز ہیں کہ: انہے سلف سے ایک جماعت کا یہ موقف ہے کہ قرآنی آیات لکھ کر (پھر انہیں بھگو کر) مریض کو پینے کے لیے دی جائیں۔ نیز مجاهد فرماتے ہیں: اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ قرآن لکھ کر اسے بھگو کر مریض کو پلایا جائے، اسی طرح کی بات ابو قلابہ سے بھی ثابت ہے۔ [زاد المعاد ج ۴، ص ۱۵۷]

قرآنی آیات لکھ کر پانی میں بھگونے اور پھر اس پانی کو پینے اور غسل کے لیے استعمال کرنے کے حوالہ سے بعض اہل علم تردود کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کے بقول اول تو وہ تمام روایات جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہے سلف نے ایسا کیا ہے، سند محل نظر ہیں اور اگر بالفرض انہیں صحیح بھی مان لیا جائے تو تب بھی قرآنی آیات وغیرہ کی بے ادبی کے پیش نظر اس سے اجتناب ہی بنتی بر احتیاط ہے۔ خود راتم کے خیال میں اس طرح آیات لکھ کر مریض کو پلانے اور غسل کرنے کی بجائے پانی پر دم کر دیا جائے۔ پھر اس پانی کو مریض پیتا بھی رہے اور چاہے تو غسل کے لیے بھی استعمال کر لے اور یہی پہلو منی بر احتیاط دکھائی دیتا ہے۔ (مترجم و مرتب)

## جنات نکانے کے ناجائز اور غیر م مشروع طریقے

(۱) شرکیہ کلمات پرمنی دم جھاڑ کے ذریعے

شرکیہ کلمات سے دم کرنا ہرگز جائز نہیں کیونکہ شرک کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرِكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَن يَشَاءُ﴾

”یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کیے جانے کو نہیں بخشندا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش

دیتا ہے۔“ (سورہ النسا، ۳۸، ۱۱۲)

دم درود کے بارے میں ایک حدیث میں ہے کہ

”لا باس بالرقی مالم تکن شر کا“

[صحیح مسلم : کتاب السلام: باب لا باس بالرقی ..... (۵۷۳۲) ابو داؤد : کتاب

الطب: باب ماجاء في الرقى (۳۸۸۲) سلسلة الصحيحه (۱۰۶۶)]

”دم کرنے میں کچھ حرج نہیں جب تک اس میں شرک (شرکیہ کلمات) نہ ہو۔“

اس حدیث کے تحت امام ابن تیمیہ ”قطراز ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے شرک دم سے منع فرمایا ہے، اس ممانعت میں جنات سے پناہ طلب کرنا بھی شامل ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ اللَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْجِنِّ وَ لَأْنُّسٍ يَعْوَذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَرَأَوْهُمْ رَهْقًا﴾ (ابن حجر، ۶)

”بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور برہ گئے۔“

اسی وجہ سے علماء کرام نے علاج کے سلسلہ میں ایسے تمام دموں اور منتروں کو ناجائز قرار دیا ہے جنہیں بعض لوگ آسیب زده شخص کی صحت یا بیکے لیے بروئے کار لاتے ہیں جبکہ وہ منتر شرکیہ کلمات پرمنی ہوتے ہیں۔ [مجموع الفتاویٰ / ج ۱ ص ۲۲۸]

ایک دوسری جگہ شیخ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: مسلمانوں کے مابین حرام ادویات مثلًا

مردار اور خزیر سے تیار شدہ ادویات سے مجنون شخص کا علاج کرنے میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن کفریہ اور شرکیہ کلمات سے مجنون شخص کے علاج کرنے کی حرمت پر سب کا اتفاق ہے۔ کیونکہ ایسے کلمات ہر حال میں حرام ہیں۔ شرکیہ کلمات سے دم کرنا کروانا مجبوری کے وقت کفریہ کلمات کے جواز کی طرح نہیں ہے۔ [مجموع الفتاوی]

[ج ۱۹ ص ۶۱]

### (۲) مہم الفاظ پر مشتمل دم جهاز

جس طرح شرکیہ کلمات سے دم کرنا جائز نہیں بالکل اسی طرح ایسے الفاظ سے دم کرنا بھی جائز نہیں جو مہم ہوں اور ان کا مفہوم انسان کی سمجھ سے بالاتر ہو۔ اس سلسلہ میں شیخ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: اگر دم میں غلط اور ناجائز کلمات ہوں مثال کے طور پر ایسے کلمات جن سے شرک کی بوآتی ہو یا ایسے کلمات ہوں جن کا معنی سمجھ سے بالاتر ہو اور اس بات کا اندازہ ہو کہ یہ کلمات کفریہ معنی پر مشتمل ہوئے تو کسی بھی معالج کے لیے جائز نہیں کہ وہ ایسے کلمات سے دم کرے۔ اگرچہ ان وظائف کے ذریعے جنات بدن انسانی سے نکل سکتے ہوں مگر پھر بھی ان سے استفادہ حرام ہے کیونکہ جس کام کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے تو لا حالت اس کا نقصان اس کے (عارضی) فائدے سے زیادہ ہی ہے۔ [مجموع الفتاوی ج ۲۴ ص ۱۵۵]

ایک دوسری جگہ ابن تیمیہ نے فرمایا: علماء کرام نے ان تمام قسم کے دموں سے منع فرمایا ہے جن کا مفہوم سمجھ سے بالاتر ہو اور وجہ ممانعت یہ بیان کی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ایسے وظائف و اوزار، شرکیہ کلمات پر مشتمل ہوں۔ [مجموع الفتاوی ج ۱ ص ۲۲۸]

### (۳) جنات نکلوانے کے لیے کاہنوں کی خدمات حاصل کرنا

اس موضوع پر تفصیلات سے پہلے ضروری ہے کہ کاہنوں کا مختصر ساتھ اس عارف کروا دیا جائے کہ کاہن کے کہتے ہیں؟ اور کیا آج کے دور میں بھی کاہن موجود ہیں؟ (ترجم)

لسان العرب میں ہے کہ ”کاہن وہ شخص ہے جو مستقبل کی خبریں بتائے اور غیب دانی کا دعویدار ہو۔“ [ج: ۱۳ / ص: ۳۶۳، بذیل مادہ ”کہن“]

صاحب نہایہ فرماتے ہیں : ”کاہن وہ شخص ہے جو مستقبل کے حوالہ سے کائنات میں رونما ہوئیوالے حادثات کی خبر دے اور مخفی باقتوں کو جانے کا دعویٰ کرے۔“ [النہایہ فی غریب الحدیث : بذیل مادہ ”کہن“ نیز دیکھئی لسان العرب (۳۶۳/۱۳)]

امام نووی عرافت، بندفالي، بدلشگونی اور علم تجويم وغیره کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ : ”یہ تمام قسمیں کہانت، کہلاتی ہیں اور شریعت نے ان تمام چیزوں کی ممانعت کی ہے اور اس طرح کا دھندا کرنے والوں کی تصدیق کرنے اور ان کے پاس جانے سے منع فرمایا ہے۔“ [شرح مسلم للنووی، بذیل حدیث (۴۴۲)]

دور حاضر میں بھی کہانت کا پیشہ بذا مقبول اور جاہل عوام میں بذا معروف ہے۔ اس دور میں ان کاہنوں نے اپنے آپ کو کاہن لکھنے کی بجائے .... عامل، نجومی، باوا، پروفیسر ... وغیرہ جیسے القابات سے متعارف کروار کھا ہے حالانکہ ان سب کے کام کاہنوں والے ہی ہیں۔ گویا نام کا فرق ہے کام وہی ہے۔

ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ : نبی کریم ﷺ نے کاہنوں کے پاس جانے سے منع فرمایا ہے۔ کچھ علماء کے نزدیک نجومی بھی کاہن میں شامل ہے۔ اہل عرب نے بھی ایسے ہی بیان کیا ہے۔ [مجموع الفتاوى / ج: ۳۵ / ص: ۱۱۷]

نیز فرماتے ہیں : اگر کوئی شخص کاہنوں کی تعظیم یا ان کی تصدیق کی نیت سے ان سے جنات کے متعلق سوال کرے تو یہ حرام ہے۔ جیسا کہ معاویہ بن حکم سلمی سے روایت ہے میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا : یا رسول اللہ !

((أموراً كاناً صنعوا في الجاهلية ، كنا نأتي الكهان ، قال : فلا تأتوا الكهان ))

”اے اللہ کے رسول ﷺ دور جاہلیت میں ہم کئی کام کیا کرتے تھے (جن میں سے ایک

یہ تھا کہ) ہم کا ہنوں کے پاس جایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (اب) کا ہنوں کے پاس نہ جایا کرو۔“

[صحیح مسلم : کتاب السلام : باب تحریم الکهانہ و ایمان لکھاں : حدیث  
[۵۸۱۲] مسند احمد (ج: ۳ ص: ۴۴۳) / ح: ۵ ص: ۴۴۷]

صحیح مسلم ہی میں آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:  
”من اتی عرافا فسالہ عن شیء لم تقبل له صلاة اربعین يوماً“

[صحیح مسلم : کتاب السلام - باب تحریم الکهانہ و ایمان الکھاں (۵۸۲۱) مسند احمد  
(ج: ۲ ص: ۳۲۹، ج: ۴ ص: ۶۸)]

”جو کوئی عراف (خبری بتانے والے) کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے متعلق دریافت کیا تو چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔“ (ایضا)

ابن قیمؓ فرماتے ہیں: ” بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے کا ہنوں کے پاس جانے سے منع کر دیا اور فرمایا کہ جو شخص کا ہن عراف کے پاس گیا، اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والے دین کا انکار کیا اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ محمد ﷺ کے لائے ہوئے دین پر ایمان لانا اور ان کا ہنوں، عاملوں کی باتوں کو تسلیم کرنا کسی ایک دل میں یہ دونوں (متضاد) چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ اگرچہ یہ کا ہن بھی کبھار صحیح بات بھی بتا دیتے ہیں لیکن اس کی نسبت ان کی خریں جھوٹپی زیادہ ہوتی ہیں اور وہ جن رشیطان جو انہیں مختلف باتیں بتاتا ہے یقیناً وہ انہیں کوئی صحیح بات بھی بتا دیتا ہو گا تاکہ اس طرح لوگوں کو گمراہ کر کے فتنے میں ڈالا جائے۔“

مزید فرماتے ہیں: ”اکثر لوگ ان کا ہنوں اور عاملوں کو سچا سمجھتے ہوئے ان کی تقدیق کرتے ہیں اور اس کام میں جاہل، احمق اور بے وقوف لوگ، دیہاتی عورتیں اور حقیقت ایمان سے نابلد لوگ پیش ہیں جو فتنے کا شکار ہیں حتیٰ کہ ان میں سے بہت سے لوگ ان عاملوں کے متعلق حسِّنگاں رکھتے ہیں اگرچہ وہ کا ہن و عامل پر لے درجے کا مشرک اور صریح کفر کا مرتكب ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن یہ احمق اس کے پاس جائیں گے، اس کے لیے نذر و نیاز اور تھائف کا اہتمام کریں گے اور اس سے دعا کرائیں گے۔ ہم

نے ایسے بہت سے لوگوں کے بارے میں خود مشاہدہ کیا اور سنائی ہے اور اس کا سب سے بڑا سبب اس دین حق سے ناواقفیت ہے جو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمایا ہے۔ [زاد المعاذ اج: ۵ ص: ۶۹۷]

حضرت ابو هریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((من أتى كاهنا أو عرافاً فصدقه بما يقول فقد كفر بما انزل على محمد))

[سنن ابن ماجہ : کتاب الصهارۃ: باب النہی عن اتیان الحائض (۶۳۹) مسند احمد

(ج: ۲، ص: ۴۰۸، ۴۲۹) مسند دارمی : کتاب الوضوء ]

”جو شخص کسی کا ہن یا عراف کے پاس گیا اور جو وہ کا ہن کہتا ہے، اس کی تصدیق کی تو

درحقیقت اس نے اس چیز کا انکار کیا جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی ہے۔“

مذکورہ بالا دعیدوں میں وہ شخص شامل نہیں جو ان کا ہنوں، نجومیوں اور عالموں وغیرہ کو ععظ و نصیحت کرنے اور راہِ راست کی دعوت دینے یا ان کے کرتوت سمجھ کر لوگوں کو ان کی وارداتوں سے باخبر کرنے کی نیت سے ان کے پاس جاتا ہے۔ جیسا کہ شیخ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

کا ہنوں سے ان کی حقیقت جانچنے، ان کے حالات سے باخبر ہونے اور ان کی سچائی اور جھوٹ کے درمیان فرق کرنے کے لیے ان سے سوال کرنا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ صحیحین میں مردی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ابھن صیاد سے سوال کیا:

تیرے پاس کیا آتا ہے؟ اس نے کہا:

میرے پاس سچ اور جھوٹ آتے ہیں۔

آپ ﷺ نے پوچھا: تو کیا دیکھتا ہے؟

اس نے کہا: میں پانی پر عرش دیکھتا ہوں۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے کہا: میں نے اپنے دل میں کیا چھپا (سونج) رکھا ہے؟

اس نے کہا: دھواں، دھواں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”احسأ فلن تعدو قدرك فانما أنت من اخوان الكهان“.



”تو ذیل ورسا ہو جائے، تو اس سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ تو تو کا ہنوں کا بھائی ہے۔“  
 (روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے ذہن میں ’سورۃ الدخان‘ سوچ رکھی تھی جس کا معنی ہے ’دھوان‘)۔

[صحیح بخاری: کتاب الجنائز: باب اذا اسلم الصبي فمات ..... (۱۳۵۴) صحیح مسلم (۴۲۹) سنن ترمذی (۲۴۹) ابن حبان (۶۷۸۵)]

### (۲) کا ہنوں کی ملمع سازیاں اور کفر و شرک پر مبنی حرکتیں

روحانی علاج معالج کا دعویٰ کرنے والے بعض معالج درحقیقت کا ہن ہوتے ہیں، وہ لوگوں کو یہ احساس دیتے ہیں کہ وہ شرعی طریقے سے جنات نکالتے ہیں، اس مقصد کی سمجھیل کے لیے وہ قرآنی آیات بھی باواز بلند پڑھتے ہیں تاکہ مریض حضرات یہی سمجھیں کہ یہ قرآنی آیات اور اذکار مسنونہ سے علاج کرتا ہے۔ حالانکہ یہ خبیث کا ہن اور عامل حضرات قرآنی آیات لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے پڑھتے ہیں ورنہ یہ شرکیہ کلمات ہی کے ذریعے شیطانوں سے مدد حاصل کر کے دنیا کماتے اور اپنی آخرت تباہ کرتے ہیں۔

ابن تیمیہ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ: عام طور پر دم کرنے والے (کا ہن، عامل) شرکیہ کلمات سے دم کرتے ہیں۔ وہ اس دم کے ساتھ قرآنی آیات کو اوپنی آواز سے پڑھتے ہیں (تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ قرآن و سنت سے علاج کرتے ہیں) اور شرکیہ کلمات کو آہستگی سے ادا کر دیتے ہیں۔ [مجموع الفتاویٰ ۱ ج: ۱۹ ص: ۶۱]

بعض اوقات یہ نام نہاد عامل حضرات قرآنی آیات کو الٹا کر کے پڑھتے ہیں اور کسی نہ کسی طرح قرآنی آیات سے استہزا ضرور کرتے ہیں۔ اس سے ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ جنات و شیاطین کو راضی کر کے مریض سے ان کی اذیت دور کی جائے۔ ایسے تمام جانل اور گراہ کرنے والے عاملوں سے ہوشیار رہنا چاہیے۔



## باب چہارم (۲)

### جنات کی خدمات حاصل کرنے کی شرعی حیثیت

بعض معاجم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے پاس علاج معالجہ اور دیگر امور کے لیے جنات موجود ہیں جن کی خدمات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ نہ صرف یہ کہ آسیب زدہ لوگوں کا کامیاب علاج کر سکتے ہیں بلکہ چوری اور گم شدہ چیزوں کے بارے میں بھی صحیح معلومات حاصل کر لیتے ہیں۔

اس باب میں ہم ائمہ سلف کے حوالے سے ان سوالات کو زیر بحث لاٹیں گے کہ کیا جنات سے خدمات حاصل کرنا درست ہے؟ اور کیا جنات از خود انسان کی مدد کر سکتے ہیں؟ علاوه ازیں جنات کی خدمات حاصل کرنے کی جائز اور ناجائز صورتیں کون کون سی ہیں؟ آئندہ سطور میں ان سب کی وضاحت کی جائے گی۔ ان شاء اللہ!

### جنات کی خدمات حاصل کرنے کی جائز صورتیں

شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ نے جنات سے خدمات حاصل کرنے کی چند جائز اور ناجائز صورتیں ذکر کی ہیں، آئندہ سطور میں ہم پہلے جائز صورتوں کا تذکرہ کریں گے۔  
شیخ فرماتے ہیں کہ:

۱۔ اگر کوئی شخص جنات کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی تعییل کا حکم دیتا ہے اور انہیں اسی طرح اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ وہ (جنات) صرف اللہ کی عبادت کریں اور نبی ﷺ کی اطاعت کریں جس طرح وہ شخص دیگر انسانوں کو بھی تبلیغ کرتا اور دین کی دعوت دیتا ہے، تو ایسا شخص اللہ کے افضل اولیاء میں سے ہے اور رسول اللہ ﷺ کے خلفاء اور جانشینوں میں سے ہے۔ جس طرح یہ شخص جائز کاموں کے لیے کسی دوسرے انسان کی خدمات حاصل کر سکتا ہے، اسی طرح جائز کاموں کے لیے جنات کی خدمات بھی حاصل کی جاسکتی ہیں مثلاً کوئی شخص انہیں فرائض پر عمل کرنے اور حرام کاموں

سے بچنے کا حکم دے یا اپنی حاجات کو پورا کرنے کا حکم دے تو ایسا شخص ان بادشاہوں جیسا ہو گا جو حکم جاری کرنے کی الہیت رکھتے ہیں۔ [مجموعہ الفتاویٰ اج: ۱۱ ص: ۱۶۹]

۲۔ دوسری صورت یہ بھی ہے کہ جنات از خود انسان کے کام سر انجام دے جایا کریں۔ یعنی انسان انہیں کسی کام کے کرنے کا نہ تو حکم دے اور نہ ہی اس سے گذارش کرے بلکہ وہ بغیر کسی طمع ولاجع کے انسان کا کام سر انجام دے دیں۔

ابن تیمیہؓ فرماتے ہیں: حضرت عمرؓ نے (یمنکروں میں دور میدان جنگ میں موجود ایک صحابی کو) جب پکارا: ”یا ساریۃ الجل“ اے ساریۃ پہاڑ کی طرف متوجہ ہو تو آپؓ نے (اتی دور سے انہیں پکارنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے) فرمایا کہ اللہ کے لشکر میری آواز حضرت ساریہ تک پہنچا دیں گے اور اللہ کے لشکر ہفت شے اور یہک جنات ہیں۔ اللہ کے لشکروں (فرشتوں اور نیک جنات) نے واقعی عمرؓ کی آواز کو حضرت ساریہؓ تک پہنچا دیا، عمرؓ کی اپنی آواز تو اتنی دور تک نہیں پہنچ سکتی تھی لہذا ان لشکروں ہی نے حضرت عمرؓ کی آواز کی طرح حضرت ساریہؓ کو پکارا ہوگا..... [شیخ ابن تیمیہؓ نے تو مذکورہ روایت کی اگرچہ مندرج بالا توجیہ کی ہے تاہم دیگر اہل علم کے بقول یہ واقعہ سند صحیح ثابت نہیں۔ واللہ اعلم!] (ترجمہ)

ایک اور حکایت ذکر کی گئی ہے کہ عمرؓ نے ایک مرتبہ ایک لشکر (کسی کام کے لیے) روانہ کیا۔ (کچھ دنوں کے بعد) ایک شخص آیا۔ اس نے مدینہ والوں کو لشکر کی کامیابی کی خبر دی اور یہ خبر لوگوں میں مشہور ہو گئی (کہ مسلمانوں نے فتح حاصل کر لی ہے)۔ عمرؓ نے لوگوں سے پوچھا: تمہیں یہ خبر کس نے دی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: فلاں فلاں شکل و صورت کا ایک شخص آیا تھا، اس کا فلاں فلاں حلیہ تھا، اس نے ہم کو اس بات کی خبر دی ہے۔ عمرؓ نے فرمایا: وہ جنات کا قاصد ابو الحیثم، تھا جو ہمارے پاس خبر لایا تھا اور عقریب تمہارے پاس انسانوں (مسلمانوں) کا قاصد (بھی یہی) خبر لے کر آئے

[مجموعہ الفتاویٰ اج: ۱۳ ص: ۵۰]

ڈاکٹر عمر سلیمان اشقر فرماتے ہیں: ”اگر کوئی جن اتفاقاً کسی انسان کی اطاعت کرنے لگتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ یہ اطاعت جنات کی مرضی سے ہو اور بر سیبل تحریر ہو۔“ [عالم الجن والشیاطین، از دکتور عمر سلیمان اشقر (ص: ۹۹)]

## جنات سے خدمات حاصل کرنے کی ناجائز صورتیں

کچھ لوگ ناجائز طریقوں سے جنات کی خدمات حاصل کرتے ہیں۔ امام ابن تیمیہؓ نے بعض ایسی ناجائز صورتیں بھی بیان فرمائی ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ بعض لوگ غیب کی خبریں حاصل کرنے کے لیے جنات کی خدمات حاصل کیا کرتے ہیں، جس طرح کہ دور جاہلیت میں کاہن لوگ جنات سے خبریں حاصل کیا کرتے تھے۔ اس سے ان لوگوں کا مقصد دنیا میں جاہ و حشمت اور مال و دولت حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اگر توجہنات سے غیب کی خبریں حاصل کرنے والا شخص غیر مسلم (کافر) ہے جس طرح کہ عرب کے کاہن تھے، تو پھر اسے بھی بلاشبہ کاہن کہا جائے گا اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ عرب میں بعض لوگ کہانت کادہنہ کیا کرتے تھے۔ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں بھی کاہن موجود تھے۔ منافق لوگ اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کاہنوں سے ہی کرواتے تھے۔ ابو ابرق اسلمیؓ بھی اسلام قبول کرنے سے پہلے کاہن تھے۔ اور اگر جنات کی خدمات حاصل کرنے والا شخص مسلمانوں میں رہتا ہے، خود کو مسلمان کہلاتا ہے اور یہ بات ظاہر نہیں کرتا کہ یہ کہانت ہے بلکہ وہ اس کو کرامات خیال کرتا ہے تو ایسے شخص کو متینہ ہونا چاہیے کہ یہ کہانت ہی کی قسم ہے اور جنات انسانوں کی خدمات (غیب کی خبریں وغیرہ دے کر) اس وقت تک نہیں کرتے جب تک وہ انسان سے فائدہ حاصل نہ کر لیں۔ اور جنات انسان سے یہ فائدہ چاہتے ہیں کہ وہ شخص شرک کرے، بے حیائی و بد کاری کرے، حرام کھائے یا باوجہ کسی کو قتل کرے۔ (اور جب انسان ان حرام کاموں میں سے کسی کا ارتکاب کرتا ہے تو جنات بھی اس کا مطلوبہ کام کر دیتے ہیں۔

۲۔ بعض لوگ جنات سے مال و دولت، کھانا و اانا اور کپڑے وغیرہ حاضر کروانے کے لیے خدمات حاصل کرتے ہیں۔ جنات ان کے کئی کام کر دیتے ہیں۔ بھی کسی محفوظ نہ اٹانے کی رہنمائی بھی کر دیتے ہیں لیکن اس کے بدلے میں جنات ان سے کفر، گناہ اور نافرمانی والے کام بھی ضرور کرواتے ہیں۔ [مجموع الفتاویٰ / ج: ۱۳ ص: ۴۷، ۴۸]

۳۔ ایک اور جگہ این تیمیہؓ "قطراز" ہیں: اگر کوئی شخص جنات کو ان کاموں کے لیے استعمال کرتا ہے جن سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع کیا ہے تو ایسا شخص بلاشبہ گناہ اور

ظلم و زیادتی کا مرکب ٹھہرتا ہے۔ مثلاً وہ شخص ان سے شرک کرواتا ہے یا کسی موصوم کو قتل کرواتا ہے یا کسی کو بیمار کر کے یا اس کا حافظہ خراب کر کے یا اس کے ساتھ فحش حرکت کر کے اس پر زیادتی کرواتا ہے تو یہ سب گناہ اور ظلم و زیادتی کے کام ہیں جن میں انسان جنات سے مدد حاصل کر رہا ہے۔ اسی طرح اگر وہ شخص ان سے کفریہ اعمال میں مدد لیتا ہے تو وہ کافر شمار ہو گا، اور اگر ان سے گناہ کے کاموں میں مدد لیتا ہے تو وہ گناہ گار شمار ہو گا۔

بعض مرتبہ ایسے ہوتا ہے کہ جنات سے کام لینے والے شخص کا شریعت کے متعلق علم ناقص ہوتا ہے۔ لہذا جن کاموں میں وہ جنات سے مدد لیتا ہے انہیں اپنی کرامات پر محمول کرتا ہے مثلاً ان سے حج کرنے میں مدد لینا یا انہیں یہ حکم دینا کہ اگر کوئی بدعت کا عمل ہو تو مجھے فوراً وہاں سے اڑا کر دور لے جانا، یا میدان عرفات میں لے جانا۔ ایساں دھوکے کی بنیاد پر ہوتا ہے کہ کہیں وہ شخص ان شرعی راستوں پر چل کر حج نہ کر لے جن پر چل کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حج کرنے کا حکم دیا ہے۔ مذکورہ شخص درحقیقت ایک کم فہم آدمی ہو سکتا ہے جسے جنات بیوقوف بنا رہے ہیں۔

عوام الناس میں سے اکثر لوگ لا علمی کی وجہ سے کسی شخص کے بارے میں خیال نہیں کرتے کہ اس نے جنات قابو کر رکھے ہیں بلکہ اکثر لوگوں نے یہی سنا ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کے لیے کرامات ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ مزید برآں یہ کہ ان سادہ لوح لوگوں کے پاس ایمان و قرآن کی اتنی روشنی نہیں ہوتی کہ رحمانی کرامت اور شیطانی دھوکہ میں فرق کر سکیں۔ لہذا یہ موصوم لوگ دھوکہ بازوں کی چالوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اگر یہی عامل کوئی مشرک شخص ہو جو کہ ستاروں اور بتوں کی پوچھا کرتا ہے تو مریض حضرات اس وہم میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ اس کی یہ عبادتیں حقیقتاً سے فاائدہ پہنچاتی ہیں جبکہ اس شخص کی نیت کچھ اور ہوتی ہے اور وہ ان لوگوں کو یہ باور کرنا تا چاہتا ہے کہ جن بتوں یا مورتیوں سے وہ شفاعت طلب کر رہا ہے یا جنہیں بطور وسیلہ استعمال کر رہا ہے، خواہ وہ مورتی کسی فرشتے کی ہو یا نبی کی یا کسی اور نیک انسان کی، یہ سب اس کی شفاعت (اور مدد) کریں گے لیکن درحقیقت وہ شیطان کی عبادت کر رہا ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمُلْكَةِ أَهُؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَغْبُدُونَ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيَّا مِنْ ذُو نِعْمَةٍ بَلْ كَانُوا يَغْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْفَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ﴾ [سہارہ ۳۱-۳۲]

”اور ان سب کو اللہ تعالیٰ اس دن جمع کر کے فرشتوں سے دریافت فرمائیں گے کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے، وہ کہیں گے تیری ذات پاک ہے اور ہمارا ولی تو تو ہے نہ کہ یہ، بلکہ یہ لوگ توجنات کی عبادت کرتے تھے، ان میں سے اکثر کوئی نبی پر ایمان تھا۔“

[مجموع الفتاویٰ / ج: ۱۶۹، ص: ۱۷۰]

### جنات سے ناجائز خدمات حاصل کرنے والوں کا غلط استدلال

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رقطراز ہیں: جو لوگ اپنے مختلف معاملات میں جنات سے خدمات حاصل کرتے ہیں ان میں سے اکثر بطور دلیل یہ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ بھی تو جنات سے خدمت لیا کرتے تھے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ ان کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: بعض سلف صالحین سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ جب فوت ہو گئے تو شیطانوں نے جادو والی کفریہ کتب لکھ کر حضرت سلیمانؑ کے تخت کے نیچے رکھ دیں، اور انہوں نے کہا: سلیمانؑ جنات سے ان کتابوں کی وجہ سے خدمت حاصل کرتے تھے (جب لوگوں نے یہ بات سنی) تو اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے حضرت سلیمانؑ پر (نفعہ باللہ) لعن طعن کی اور باقی لوگوں نے کہا: اگر یہ (جنات سے غلط طریقے کے ذریعے خدمات حاصل کرنا) ناجائز اور صحیح نہ ہوتا تو حضرت سلیمانؑ ایسا نہ کرتے، (یہی استدلال آج کل وہ لوگ کرتے ہیں جو جنات سے خدمات حاصل کرتے ہیں) اپنی ان ہی باتوں کی بدولت دونوں مذکورہ بالا گروہ گمراہ ہو گئے۔ ایک سلیمانؑ کو برا کہنے کی وجہ سے اور دوسرا جادو کے کاموں میں ان کو بطور جنت پیش کرنے کی وجہ سے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْذِلَ اللَّهُ مَصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوذُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَأَءَ ظُهُورُهُمْ كَانُوهُمْ لَا يَعْلَمُونَ وَاتَّبَعُوا مَا تَعَلَّمُوا الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَ الشَّيَاطِينُ كَفَرُوا﴾

يَعْلَمُونَ النَّاسَ السَّحْرَ وَمَا تَنْزَلَ عَلَى الْمُنْكِنِينَ بِبَأْلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ  
وَمَا يَعْلَمُنَ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِسْتَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَعْلَمُونَ مِنْهُمَا  
مَا يَقْرَئُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءَ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِصَارِئِينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا يَادِنُ اللَّهَ  
وَيَعْلَمُونَ مَا يَضْرُبُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَهُ مَالَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ  
خَلْقِهِ وَلَبِسْ مَا شَرَوْ بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ [البقرة: ١٠٢، ١٠١]

جب کبھی ان کے پاس اللہ کا کوئی رسول ان کی کتاب کی تصدیق کرنے والا آیا، ان  
اہل کتاب کے ایک فرقہ نے اللہ کی کتاب کو اس طرح پیچھے پیچھے ڈال دیا، گویا جانتے ہی نہ  
تھے اور اس چیز کے پیچھے لگ گئے ہے شیاطین (حضرت) سلیمان کی حکومت میں پڑھتے  
تھے۔ سلیمان نے تو کفر نہ کیا تھا، بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے  
تھے اور بابل میں ہاروت و ماروت دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا، وہ دونوں بھی کسی شخص کو  
اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں تو کفر نہ  
کر، پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے خادم یہوی میں جدائی ڈال دیں اور دراصل وہ  
بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ یہ لوگ وہ سیکھتے جو انہیں  
نقصان پہنچائے اور نفع نہ پہنچا سکے، اور وہ بالیقین جانتے ہیں کہ اس کے لینے والے کا  
آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور وہ بدترین چیز ہے جس کے بد لے میں وہ اپنے آپ کو  
فروخت کر رہے ہیں۔ [مجموع الفتاویٰ اج: ۱۹ ص: ۴۷]



## باب پنجم (۵)

# جنات اور شیاطین سے متعلقہ متفرق مسائل

### وہی اور وسو سے میں فرق

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو یہاں تک طاقت دے رکھی ہے کہ وہ انسان کے دل میں وساں پیدا کر سکتا ہے۔ تاہم بسا اوقات اللہ کی طرف سے اپنے خیالات بھی انسان کے دل میں القاء کر دیئے جاتے ہیں اور اسے الہام کہا جاتا ہے۔ اور جو پیغام مختلف ذرائع سے اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں تک پہنچاتے ہیں اسے وہی کہا جاتا ہے۔ شیخ الاسلام نے الہام اور وسوسہ کو مد نظر رکھتے ہوئے چند اہم نکات پیش کیے ہیں جنہیں ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے لیکن یہ واضح رہے کہ شیخ نے لفظ وہی کو بھی الہام خداوندی کے مفہوم کے تحت بیان کیا ہے۔

ابن تیمیہ وہی کی وضاحت کرتے ہوئے قطر از ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:  
 ﴿وَمَا كَانَ لِيَشْرِّيْرُ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَائِيْ جَحَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فِيْوْحَى بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ﴾ [الشوری ۵۱]

”ناممکن ہے کہ کسی بندے سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر وہی کے ذریعے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو بھیجے اور وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وہی کرے۔“  
 اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ بھی تو وہ خود بندے کی طرف وہی کرتا ہے اور بھی رسولوں کو بھیج کر ان کی طرف جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے.... اللہ رب العزت اپنے بندے کی طرف جو وہی کرتے ہیں وہ بھی فرشتے کے واسطے سے ہوتی ہے اور بھی بغیر واسطے کے۔ یہ (وہی) تمام موسیٰن کے لیے مطلق طور پر ہے صرف انبیاء کو مختص کرنا ضروری نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

۱۔ ﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَمْ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ﴾ [القصص ۷۷]

”ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وہی کی کہ اسے دودھ پلاتی رہ۔“

۲۔ ﴿وَأَذْهَبْتُ إِلَيْهِ حَوَارِينَ أَنْ آمَنُوا بِي وَبِرَسُولِي قَالُوا آمَنَا وَاشْهَدْنَا بِإِيمَانِ مُسْلِمٍ﴾ [المائدہ ۱۱۱]

”اور جب کہ میں نے حواریوں کو حکم دیا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ، انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم پورے فرمائے بردار ہیں۔“

۳۔ ﴿وَأَوْحَى رَبُّكَ إِلَيْهِ النَّجْل﴾ [النحل ۲۸]  
”آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی“  
۴۔ ﴿وَأَوْحَى فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَغْرِيَهَا﴾ [حمد الحمدہ رفصلت: ۱۲]  
”اور ہر آسمان میں اس کے مناسب وحی بھیج دی۔“

۵۔ ﴿وَنَفَسٍ وَمَا سَوَّهَا فَالْهَمَّهَا فُجُورُهَا وَتَقْوُهَا﴾ [آلہ سرہ، ۸]  
”فہم ہے نفس کی اور اسے درست کرنے کی پھر بمحضی اس کو برائی کی اور نجع کر چلنے کی۔“  
اللہ تعالیٰ نفس کی طرف تقویٰ اور گناہ کا الہام کرتا ہے اور گناہ کا الہام شیطان کے ذریعے ہوتا ہے۔ اس الہام کو وسوسہ کہتے ہیں اور تقویٰ کا الہام فرشتے کے ذریعے ہوتا ہے اس الہام کو وحی کہتے ہیں..... عرف عام میں مشہور ہے کہ لفظ ”الہام“ جب مطلق طور پر مستعمل ہو تو اس سے مراد وسوسہ نہیں لیا جاسکتا اور مذکورہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی اور وسوسے کے مابین فرق کیا ہے (اس کی وضاحت اس بات سے ہو گی کہ) جن کاموں کا انسان کو (بطور الہام) حکم دیا جائے اگر تو وہ پرہیز گاری کے کام ہوں تو وہ وحی کا الہام ہے، اگر برے کام (گناہ کے کام) ہوں تو وہ شیطان کا وسوسہ ہے۔

پس الہام محدود (وحی) اور الہام نہ محدود (وسوسہ) کے مابین فرق کرنے کی کسوٹی اور معیار کتاب و سنت ہے، یعنی جن کاموں کا الہام نفس کی طرف کیا گیا ہے اگر تو ان کے متعلق کتاب و سنت سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ پرہیز گاری کے کاموں سے ہے تو پھر یہ الہام محدود (یعنی شیطانی وسوسہ) ہے۔ [مجموع الفتاویٰ (ج: ۱۷، ص: ۲۸۷، ۲۸۸)] ایک دوسری جگہ اہن تیسی نے فرمایا وسوسہ (یعنی شیطانی خیال) کفر، گناہ، نافرمانی حتیٰ کہ تمام برائیوں کی جز ہے۔ [مجموع الفتاویٰ (ج: ۱۷، ص: ۲۸۲)]

حافظ ابن قیمؓ نے فرمایا: لغت میں دوسرا سے مراد حرکت یا پست آواز ہے۔ جس سے غیر محسوس ہونے کی وجہ سے بچانیں جاتا۔ لہذا دوسرا کا اصطلاحی معنی یہ ہو گا کہ دل میں پست آواز کا ڈالا جانا اور یہ دو صورتوں میں ممکن ہے:

۱۔ صرف کہنے والے ہی وہ آوازن سکتے ہیں۔

۲۔ یا پھر وہ آواز بالکل سنائی نہیں دیتی جس طرح کہ شیطان انسان کے دل میں دوسرا ڈالتا ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ: دوسرہ ارادہ کی ابتدائی حالت کا نام ہے۔ جب شیطان دیکھتا ہے کہ کسی انسان کا دل معصیت اور بدی کے خیال سے خالی ہے تو اس میں فوراً دوسرہ ذات ہے اور گناہ کا خیال پیدا کرتا ہے۔ شیطان اس کے دل میں گناہ کو مزین کرتا ہے اور اسے تمنا دلاتا ہے نیز اس کی شہوت کو بھڑکاتا ہے حتیٰ کہ اس کا دل گناہ کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ پھر ہر وقت اسے گناہ کا خیال دلاتا رہتا ہے۔ اس کے علم سے گناہ کی پیچان ختم کر دیتا ہے اور گناہ کے انجام بد سے اسے غافل کر دیتا ہے۔ شیطان اس انسان اور اس کے علم کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ لہذا وہ انسان اپنے دل میں اسی گناہ اور اس سے حاصل ہونے والی لذت کے متعلق ہی سوچنا رہتا ہے اور اس سے ماوراء حقیقت کو بھول جاتا ہے۔ پھر اس کا ارادہ پختہ عزم بن جاتا ہے اور اس کے دل میں گناہ کرنے اور لذت اٹھانے کی شدید حرص پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر شیطان اس انسان کی مدد کے لیے اپنے لشکر بھیجتا ہے۔ اگر وہ لشکر کسی مرحلے پر سستی اور کابیلی کا مظاہرہ کریں تو کچھ اور خصوصی شیاطین آ کر ان کو متینہ کرتے ہیں اور ان کو اپنی ذمہ داریوں سے کما حقہ عبده برآ ہونے کی تلقین کرتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿إِنَّمَا تَرَى أُرْسَلَنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكُفَّارِ إِنَّهُمْ أَرَءَاءُهُمْ﴾ [مریم: ۸۳]

”کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم کافروں کے پاس شیطانوں کو سمجھتے ہیں جو انہیں (برائی پر) خوب اکساتے ہیں۔“

لہذا معلوم ہوا کہ سب گناہوں کی جڑ دوسرے ہے۔ [بحوالہ ”جنات اور جادو کاتوز“]

ابو حمزہ اظفر اقبال، (مترجم) طبع نعمانی کتب خانہ لاہور (ص: ۱۶۲، ۱۶۳)]

شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ وحی اور وسوسہ میں فرق واضح کرتے ہوئے رقطراز ہیں کہ:  
حقیقت حال یہ ہے کہ التدرب العزت نے فرشتوں اور شیطانوں کی ڈیوٹی انسان  
کے ساتھ لگادی ہے، یہ دونوں، انسانوں کے دلوں میں بھلائی اور برائی ڈالتے رہتے  
ہیں۔ لہذا سچا علم بھلائی کے کاموں سے ہے اور باطل عقائد برائی کے کاموں سے ہیں  
جیسا کہ ابن مسعودؓ سے مردی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَمَّا مَلَكَ الْمُلْكَ تَصْدِيقَ بِالْحَقِّ وَلَمَّا أَنْهَى الشَّيْطَانَ تَكْذِيبَ بِالْحَقِّ))

[سنن الترمذی: کتاب تفسیر القرآن، سورۃ البقرۃ: حدیث (۲۹۸۸)]

”فرشتہ حق بات کی تصدیق کا خیال دل میں ڈالتا ہے جبکہ شیطان حق بات کی تکذیب  
کا خیال دل میں ڈالتا ہے۔“

اور جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک قاضی کے متعلق فرمایا:

((أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ مَلْكًا لِيُسَدِّدَهُ))

”اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے جو اسے راہنمائی دیتا ہے۔“

[ابو داؤد: کتاب الأقضییہ: باب فی طلب القضاۃ (۳۵۷۵) ابن ماجہ: کتاب  
الأحكام: باب ذکر القضاۃ (۲۳۰۹) ترمذی: کتاب الأحكام (۱۳۲۳) احمد  
(ج: ۳: ص: ۶۸) (۲۲۰۰، ۱۱۸)]

اور جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے بتالیا ہے کہ انسان کی طرف جو چیز بھی وحی کی جاتی ہے،  
فرشتہ ہی کرتے ہیں مگر انسان کو اس کا شعور نہیں ہوتا کہ یہ فرشتہ کی طرف سے ہے  
اسی طرح اسے اس بات کا بھی شعور نہیں ہوتا کہ دل میں وسوسہ پیدا کرنے والا شیطان  
ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ وہ بندے سے کلام کرتا ہے۔ کلام کرنے  
کے تین طریقے ہیں:

۱۔ بطور وحی خود کلام کرنا۔

۲۔ پردے کے پیچھے سے کلام کرنا۔

۳۔ فرشتے کے ذریعے وحی بھیج کر کلام کرنا۔

(یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ) کسی بھی شخص کے لیے جائز نہیں کروہ حالت نیذ دیا بیداری میں دل میں پیدا ہونے والی ہر بات پر وحی کا اطلاق کرے۔ ہاں، البتہ اگر کوئی واضح دلیل اس بات پر مل جائے کہ یہ وحی ہے تو پھر وہ 'وحی' (بمعنی الہام خداوندی..... مترجم) ہی ہے۔ یہ صرف اس لیے ہے کہ وسوس (یعنی الہام شیطانی) انسان پر غالب رہتے ہیں۔ [مجموع الفتاویٰ اج: ۱۷ ص: ۲۸۹]

### کیا شیطانی وسوس پر وحی کا اطلاق جائز ہے؟

وسوس پر وحی کا لفظ بولنا جائز ہے اور خود قرآن مجید سے یہ بات ثابت ہے۔ اس سلسلہ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ فرماتے ہیں کہ: وحی کی دو اقسام ہیں:

(۱) رحمان کی طرف سے وحی (۲) اور شیطان کی طرف سے وحی

اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿لَوْلَأَ الشَّيَاطِينَ لَيُؤْخُذُنَّ إِلَى أُولَئِكَ هُمُ الْجَادُونَ كُم﴾ [الانعام/۱۲۱]

"اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کے دل میں القا کرتے ہیں (یعنی بری با تک وحی کرتے ہیں) تاکہ یہ تم سے مصالحت کریں۔"

نیز فرمایا:

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًا شَيَاطِينَ الْأَنْجِنِ وَالْجِنِّ يُوْجِنِ بَعْضُهُمُ إِلَى بَعْضٍ رُّحْرُقَ الْقَوْلِ غَرُورًا﴾ [الانعام/۱۱۲]

"اوہ اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کیے تھے کچھ آدمی اور کچھ جن، جن میں سے بعض دوسروں کو چکنی چڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ ان کو دھوکہ میں مبتلا کر دیں۔"

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿هَلْ أَتَبْتُكُمْ عَلَى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ﴾ [الشراء/۲۲]

"کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں۔"

محار بن ابی عبد (نامی شخص) اس دوسری قسم (یعنی جن کی طرف شیطان وی سہستے ہیں) کے لوگوں میں سے تھا۔ ابن عمرؓ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا کہ محار لہتا ہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے۔ تو آپؓ نے آگے سے یہ آیت پڑھی:

**﴿وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَمُؤْمِنُونَ إِلَى أَوْلَيَّ أَنَّهُمْ﴾**

”اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کے دل میں باشیں ذاتے ہیں (وہی کرتے ہیں)۔“  
اسی طرح ابن عباسؓ سے بھی یہی سوال کیا گیا تو آپؓ نے جواب میں یہ آیت پڑھی:

**﴿هَلْ أَبْنَكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلَ الشَّيَاطِينُ﴾**

”کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں۔“ [مجموع الفتاوی ج ۱۲ ص ۴۳]  
حافظ ابن کثیرؓ وحی کی اقسام کے متعلق روایت نقل کرتے ہیں کہ عکرمہ سے ابن ابی حاتم نے روایت نقل کی، عکرمہ فرماتے ہیں: میرے پاس ایک آدمی آیا، اس نے پوچھا: وہی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ تو میں نے اسے جواب دیا کہ وہی دو قسم کی ہوتی ہے:  
۱۔ **﴿بِمَا أُوحِيَ إِلَيْكَ هَذَا الْقُرْآن﴾** [یوسف ۱۳]

”اس وجہ سے کہ ہم نے آپ کی طرف یہ قرآن وحی کے ذریعے نازل کیا ہے۔“

۲۔ **﴿شَيَاطِينُ الْأَنْسِ وَالْجِنِّ يُوْجِنُ بَعْضَهُمْ إِلَى بَعْضٍ زُخْرُفُ الْقُوْلِ غُرُورًا﴾**

”انسانوں اور جنات کے شیاطین، جن میں سے بعض بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ذاتے رہتے ہیں تاکہ ان کو دھوکہ میں ڈال دیں۔“ [الانعام ۱۲۱]

عکرمہ کہتے ہیں: اتنا سنتے ہی لوگ میری طرف لپکے، قریب تھا کہ پکڑ کر مار پیٹ شروع کر دیتے، میں نے کہا: ارے بھائیو! یہ تم میرے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہو؟ میں نے تو تمہارے سوال کا جواب دیا ہے اور میں تمہارا مہمان ہوں۔ چنانچہ (میری منت ساجت پر) انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ محار بعلوں لوگوں سے کہتا تھا کہ میرے پاس وحی آتی ہے۔ اس کی بہن حضرت صفیہ جودیندار خاتون تھیں، وہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی

اہمیتیں۔ جب حضرت عبداللہ کو مختار کا یہ قول معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا: وہ ٹھیک کہتا ہے اس لیے کہ قرآن میں ہے:

﴿وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوْحُونُ إِلَيْكُمْ أُولَئِنَّهُمْ﴾

”اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کے دل میں باتیں ذاتے (یعنی وحی کرتے) ہیں“  
[گویا اس بدیخت کو جو وحی آتی ہے وہ شیاطین کی طرف سے آتی ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر (ج: ۲۶۸ ص: ۲۶۸)]

### شیطانی روحوں کی حاضری

بعض لوگوں کے پاس جنات اور شیاطین مختلف فوت شدگان کی شکل میں آتے ہیں حتیٰ کہ بعض اوقات کسی بڑے عالم یا نیک صالح ولی کی شکل میں بھی آجاتے ہیں۔ تاہم شیطان نبی کی شکل اختیار نہیں کر سکتا جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ مگر ظاہری طور پر کوئی نورانی شکل اختیار کر کے وہ یہ باور کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ بھی تو (معاذ اللہ) اپنے آپ کو حضور نبی اکرم ﷺ باور کرتا ہے اور بھی حضرت خضر، حضرت الیاس یا کسی اور نبی کا حوالہ دیتا ہے اور ایسا صرف خواب ہی کی دنیا میں نہیں ہوتا بلکہ حالت بیداری میں بھی وہ ایسا کرتا ہے جس سے بہت سے لوگ مختلف شبهات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بعض یہ سمجھتے ہیں کہ یہ (شیطانی شکلیں) فی الواقع انہی نیک لوگوں کی روحلیں ہیں جو دنیا میں آتی رہتی ہیں اور صرف ان لوگوں سے ملاقات کرتی ہیں جو بہت نیک اور پہنچے ہوئے ہوں اور بعض یہاں تک گمان بلکہ یقین کر لیتے ہیں کہ یہ نیک لوگ وقتی طور پر فوت ہو کر اس دنیا سے ماوراء (برزخ) جاتے ہیں اور پھر دوبارہ اسی دنیا میں پلٹ آتے ہیں اوسی صرف پلٹ ہی نہیں آتے بلکہ اس دنیا کے باسیوں کی مشکلات کو دور کرنے میں مدد بھی کرتے ہیں۔ پھر اسی خیال کے پیش نظر جاہل عوام نہ صرف یہ کہ انہیں پکارتا اور ان سے مدد مانگنا شروع کر دیتے ہیں بلکہ انہیں خوش کرنے کے لیے ان کے نام کی نذر و نیاز، قربانی اور عبادات وغیرہ بھی شروع کر دیتے ہیں اور یہی چیز شرک ہے جس کا ارتکاب کروانے کے لیے شیطان ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہوتے ہیں۔



البته یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ بعض جنات نیک بھی ہوتے ہیں تو کیا کوئی نیک جن کسی نیک شخص کی شکل میں ظاہر ہو سکتا ہے، اور اگر ہو سکتا ہے تو ہم کیسے اندازہ کریں گے کہ یہ نیک جن ہے یا سرکش شیطان؟ انہی سوالوں کے جواب اور شیطانی روحوں کی حقیقت واضح کرتے ہوئے شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ از ہیں کہ

(جن لوگوں کی طرف شیطان وحی کرتا ہے) وہ لوگ حقیقت سے ہٹ کر دیکھتے سنتے ہیں حالانکہ جو چیزیں یہ دیکھتے اور سنتے ہیں ان کا کوئی وجود نہیں ہوتا بلکہ وہ صرف تخيلات ہی ہوتے ہیں ان کی مثال سونے والے شخص کی طرح ہے جو نیند میں بعض اشیاء دیکھتا ہے، ان کا وجود محسوس کرتا ہے حالانکہ حقیقت میں وہ صرف خیالات ہی ہوتے ہیں۔ وہ نیند میں دیکھتا ہے کہ مردوں سے کلام کر رہا ہے اور مردے اس سے کلام کر رہے ہیں چونکہ نیند کی حالت میں اس کے ہوش و حواس قائم نہیں ہوتے لہذا وہ یہی خیال کرتا ہے کہ وہ حقیقت میں مردوں سے کلام کر رہا ہے یا کوئی اور کام کر رہا ہے لیکن جب اس کے ہوش و حواس بحال ہوتے ہیں (یعنی نیند سے بیدار ہوتا ہے) تو پھر اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو محض خواب و خیال تھا! بالکل اسی طرح شیطان کے دوستوں کا حال ہے کہ خیالات کی دنیا میں سرکش جنات ان کو ہواں میں اٹھا کر عرفات لے جاتے ہیں جہاں وہ قیام کرتے ہیں یا اسی طرح کئی دوسرے مقامات کی طرف شیاطین انہیں لے جاتے ہیں۔ اسی طرح ان کے پاس سونا، چاندی، خوارک، بیاس، اسلو وغیرہ تک لیکر آتے ہیں۔ یہ سب سرکش جنات کا کمال ہے اور یہ کمال بھی وہ صرف اس وقت ظاہر کرتے ہیں جب ان سے متعلق شخص کفر و شرک پر مبنی کلمات کے وظیفے شروع کر دے۔ [مجموع الفتاویٰ / ج: ۱۳ ص: ۴۴]

ابن تیمیہ مزید فرماتے ہیں:

بعض لوگ جو اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ یہ جنات کا کام ہے مگر اس کے باوجود وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ ہماری کرامت ہے کہ جنات ہمارے تابع ہیں۔ اگر وہ جنات کسی خاص شکل میں نہ ہوں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ رجال غیب، میں اور اگر نام بتائیں تو کہتے ہیں کہ یہ حضرت خضر یا حضرت الیاس یا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی

یا شیخ عدی یا شیخ رفای وغیرہ ہیں۔ ان کے گمان کے مطابق الہام کرنے والا جذکورہ بالا ہستیوں میں سے ہی کوئی خود ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ تو جنات (سرکش شیطان) ان کی شکلیں اختیار کر کے لوگوں کو گراہ کرنے کے لیے آ جاتے ہیں۔

اس لیے ایسی بات کہنے والا غلط بیانی تو نہیں کرتا لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس کی مت ماری جاتی ہے اور اسے اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ یہ (وسواس ڈالنے والے) در حقیقت شیاطین ہیں جو جذکورہ افراد کی شکلوں میں آ جاتے ہیں۔ بعض لوگ تو ان شیطانی شکلوں کو دیکھ کر یہاں تک گمان کر لیتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی اکرم ﷺ یا کوئی اور نیک ولی حالت بیداری میں تشریف لاتا ہے۔

جو شخص قلب سلیم رکھتا ہو گا تو (اگر اس کے پاس شیطان خواب میں آئے اور یہ ظاہر کرے کہ میں نبی ہوں تو) وہ شخص بعض نشانیوں سے جان لے گا کہ یہ نبی کریم ﷺ ہیں یا کوئی شیطان لعین؟ اور وہ نشانیاں یہ ہیں:

۱۔ سب سے پہلی نشانی یہ ہے کہ وہ (شیطان جو بھیس بدلتا ہے) اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے منافی احکام میں سے کوئی حکم دے گا۔

۲۔ دوسری نشانی یہ بھی ہے کہ اسے اس بات کا علم ہو گا کہ نبی اپنی وفات کے بعد کسی صحابی کے پاس حالت بیداری میں نہیں آئے اور نہ آپ نے آ کر کسی صحابی سے بات کی ہے تو پھر میرے پاس کیسے آ سکتے ہیں۔

۳۔ تیسرا نشانی یہ ہے کہ اسے علم ہونا چاہیے کہ آپ کا جسم مبارک تو اپنی قبر سے باہر نہیں نکلا اور آپ کی روح تو جنت میں ہے پھر بھلا وہ دنیا میں کیسے آ سکتی ہے؟ [مجموع الفتاویٰ ۱۳: ۵۴]

### شیطان کس روپ میں وسو سے ڈالتا ہے؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ اس نے جو بھی نبی مسیوٹ کیا، جنات اور انسانوں میں سے سرکشوں (شیطانوں) کو ان کا دشمن بنایا۔ بعض (سرکش جنات) دوسرے جنات کی طرف جھوٹی باتوں کی وحی کرتے ہیں۔ وحی سے مراد ان کا (لوگوں کے دلوں میں) وسواس پیدا کرتا ہے اور جو وسواس ڈالنے والا

(شیطان) ہے اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ نظروں سے اوچل رہ کر وساں ڈالے بلکہ کبھی کبھی وہ حکم کھلا (ظاہری طور پر) بھی وساں پیدا کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

**فَوَسُوسْ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُنْدِي لَهُمَا مَا وُرِى عَنْهُمَا مِنْ سَوَابِهِمَا وَقَالَ مَا نَهِكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مُلْكَيْنَ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ وَقَاسَمَهُمَا إِنَّى لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ** [الاعراف/٢١، ٢٠]

”پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں دوسرے ڈالتا کہ ان کا پردہ بدنا جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھا، دونوں کے رو برو بے پردہ کر دے اور نہنے لگا کہ تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا، مگر محض اس وجہ سے کتم دونوں کمیں فرشتے ہو جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ؟ اور ان دونوں کے رو برو اس (شیطان) نے قسم کھالی کر یقین جانوا! میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔“

ابن تیمیہ مزید فرماتے ہیں: بہت سے لوگوں نے جنات اور شیطانوں کو دیکھا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود ان شیاطین میں چھپنے کی اسی قوت ہے جو انسانوں میں موجود ہیں۔ (اس لئے عام طور پر جنات میں دکھائی نہیں دیتے) جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

**وَإِذْ رَأَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَغْمَالَهُمْ وَقَالَ لَاغْلَبِ لَكُمُ الْيُومَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَازَ لَكُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِتْنَ نَكَصَ عَلَى عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيَّةٌ مُنْكَمُ إِنِّي أُرِيَ مَالًا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ** [الأنفال/٣٨]

”جبکہ ان کے اعمال شیطان انہیں زیست دار دکھارہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ لوگوں میں سے کوئی بھی آج تم پر غالب نہیں آ سکتا، میں خود بھی تمہارا حمایتی ہوں، لیکن جب دونوں جماعتیں نمودار ہوں میں تو اپنی ایڑیوں کے مل پیچھے ہٹ گیا اور کہنے لگا میں تو تم سے بری ہوں، میں وہ دکھرہا جو تم نہیں دیکھ رہے، میں اللہ سے ڈرتا ہوں.....“

تفسیر اور سیرت کی کتب میں یہ بات درج ہے کہ شیطان ان کے پاس (حقیقی صورت میں نہیں آیا تھا بلکہ) کسی انسان کی شکل اختیار کر کے آیا تھا۔ اسی طرح درج ذیل آیت سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے:

((كَمُثِلَ الشَّيْطَانَ إِذْ قَالَ لِإِنْسَانَ أَكُفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بِرِّيَءٌ مَّنْكُ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ )) [الخشر: ۱۲]

”شیطان کی طرح کہ اس نے انسان سے کہا کفر کر، جب وہ کفر کر چکا تو کہنے لگا میں تو تجھ سے بری ہوں، میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔“

علاوه ازیں حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَيَاطِينِ النَّاسِ وَالْجَنِ))

”ہم جنات اور انسانوں کے شیاطین سے اللہ کی پناہ پکڑتے ہیں۔“

ابوذرؓ نے کہا: میں نے پوچھا: کیا انسانوں کے بھی شیاطین ہوتے ہیں؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((نعم، شر من شياطين الجن )) [نسائي: كتاب الاستعاذه:باب الاستعاذه (٥٥٠٩)]

”ہاں اور یہ (شیاطین) جنات کے شیاطین سے بھی برے ہوتے ہیں۔“ [مجموع

الفتاوى / ج: ۱۷ ص: ۲۷۷]

ابن تيمية مزید فرماتے ہیں: ایک تو آدمی کافس اس کے دل میں وساوس کو جنم دیتا ہے اور اس کے علاوہ جنات اور انسانوں میں سے سرکش (شیاطین) بھی یہ کام

کرتے ہیں۔ [مجموع الفتاوى / ج: ۱۷ ص: ۲۷۸]

مندرجہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ

- بعض اوقات شیاطین اپنے اصلی روپ میں آ کر حملے کرتے اور وسو سے ڈالتے ہیں۔
- اور بعض اوقات کوئی روپ دھار کر انسان کے دل میں وسو سے پیدا کر دیتے ہیں۔
- اور کبھی کبھار شیطان انسانوں کی شکل اختیار کر کے وسو سے ڈالتا ہے۔

کیا شیطانی وساوس انسان پر حاوی ہو سکتے ہیں؟

شیخ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: شیطان کبھی برے وسو سے ڈالتا ہے اور کبھی بری باقی دل میں پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نیسان (خدائی یاد سے بندے کا غافل ہوجانے) کے متعلق فرمایا:

﴿وَإِمَّا يُسِينَكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾  
 ”اور اگر آپ کوشیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے ساتھ مت  
 پیشیں۔“ [الانعام: ٢٨]

(اس آیت سے معلوم ہوا کہ شیطان انسانی تخلیات پر غالب آ سکتا ہے، اور انسان کے ذہن  
 سے کسی چیز کو محکر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اگلی آیات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ مترجم)  
 اسی طرح حضرت موسیٰؑ کے غلام نے کہا تھا:

﴿فَإِنَّمَا نَسِيَتُ الْحُوْثَ وَمَا أَنْسَانِيهَا إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ﴾ [الکھف: ٦٣]  
 میں مجھلی بھول گیا اور اصل شیطان نے ہی مجھے بھلا دیا کہ میں آپ سے اس کا ذکر کروں۔  
 نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَأَنْسَاهُ الشَّيْطَانُ ذُكْرَ رَبِّهِ﴾ [یوسف: ٣٢]

”پھر اسے شیطان نے اپنے بادشاہ سے اس کا ذکر کرنا بھلا دیا۔“ (حضرت یوسفؐ نے  
 ایک قیدی کو جو رہا ہو رہا تھا، کہا تھا کہ بادشاہ سے میرا ذکر کرنا مگر اسے شیطان نے بھلا دیا)  
 اسی طرح بخاری و مسلم میں نبی اکرم ﷺ سے مردی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَذْنَ الْمُؤْذِنُ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضِرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ ، فَإِذَا  
 قَضَى التَّأْذِينَ أَقْبَلَ ، فَإِذَا ثُوبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ ، فَإِذَا قَضَى التَّشْوِيبَ أَقْبَلَ ، حَتَّى  
 يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءَ وَنَفْسِهِ ، فَيَقُولُ : إِذْكُرْ كَذَا إِذْكُرْ كَذَا ، لَمَا لَمْ يَذْكُرْ حَتَّى  
 يَظْلِمَ الرَّجُلُ لَمْ يَدْرِ كُمْ صَلَّى))

[صحیح البخاری: کتاب الأذان: باب فضل التأذين: حدیث (٦٠٨) صحیح مسلم:  
 کتاب الصلاة: باب فضل الأذان و هرب الشیطان ...] [٨٥٩]

”جب شیطان کو اذان کی آواز آتی ہے تو وہ گوز کرتا (پادتا) ہوا بھاگتا ہے تاکہ ذان کی  
 آواز نہ سن سکے، اذان ختم ہونے پر وہ واپس آ جاتا ہے (اور پھر وہ سو سے پیدا کرنا شروع  
 کر دیتا ہے) پھر اقامت کی آواز سنتا ہے تو بھاگ جاتا ہے تاکہ اس کی آواز نہ سن سکے،  
 جب اقامت ختم ہوتی ہے تو پھر آ جاتا ہے اور انسان اور اس کے نفس کے درمیان حائل  
 ہو جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے فلاں بات یاد کرو، فلاں چیز یاد کرو۔ اس کو ایسی باتیں یاد

دلاتا ہے جو پہلے اسے یاد نہیں تھیں حتیٰ کہ ان خیالات میں الجھ کر آدمی کو یاد ہی نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔” [مجموعۃ الفتاویٰ (ج ۱۷/ ص ۲۸۳)]

[اس کے علاوہ بھی بہت سی احادیث اور آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ شیطانی وساوس انسان پر حاوی ہو سکتے ہیں اور اس طرح شیطان انسان کو بعض معاملات سے غافل کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود شیطان انسان کو زبردستی گمراہ نہیں کر سکتا۔ تاہم اس سے بچاؤ کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے دل و دماغ کو اللہ کے خوف سے معمور اور اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے ترکھے۔ (متترجم)]

### کیا شیطانی وساوس سے گناہ ہوتا ہے؟

اس سلسلہ میں صحیح بات یہی ہے کہ شیطانی وساوس (مثلاً نیان وغیرہ) سے گناہ نہیں ہوتا کیونکہ ایسا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، خود بندے کا اس میں کوئی قصور نہیں، تاہم اس سے بچاؤ کے لیے انسان کو اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط رکھنا چاہیے۔

اس سلسلہ میں امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ: بہت سے صحابہ کرام جن میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت ابن مسعودؓ بھی شامل ہیں، اپنے اجتہادی نوعیت کے معاملات میں کہا کرتے تھے: ”ان کان صوابا فمن الله وان کان خطأ فمني ومن الشيطان“ کہاگر تو یہ (اجتہاد) درست ثابت ہوا تو یہ اللہ کی طرف سے (راہنمائی) ہے اور اگر غلط ثابت ہوا تو پھر یہ ہماری اپنی غلطی اور شیطان کی مداخلت (وسواس) کا نتیجہ ہے..... گویا شیطانی وساوس کی وجہ سے کوئی بندہ گناہ گار نہیں ہوتا جیسے کہ اس شخص کو گنہگار نہیں کہا جا سکتا جبے حالت نماز میں شیطان کی طرف سے وساوس آئیں یا اس کے نفس کی طرف سے وساوس اس کے دل میں پیدا ہوں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ مومنوں نے اپنے رب سے کہا:

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنَّنَا أَنُسَبُّنَا أَوْ أَخْطَلْنَا﴾ [آل عمران: ۲۸۶]

”اے ہمارے رب! اگر ہم سے بھول چک ہو جائے تو اس پر ہماری گرفت نہ کرنا“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے ایسا ہی کر دیا ہے۔ (یعنی تمہاری دعا قبول کر لی ہے)

بھول چوک اور غلطی کا ہوجانا شیطان کی طرف سے ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَغْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَإِمَائِيْسِيْنَكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الدُّجْرِيِّ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ﴾ [الانعام، ۶۸]

”اور جب آپ لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش رہیں یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں اور اگر آپ کو شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھیں۔“ [مجموعہ الفتاویٰ (۲۷۳/۱۷)]

اسی طرح آگے چل کر ابن تیمیہؓ مزید رقطراز ہیں کہ: نیند جو انسان کو بہت سے معاملات سے غافل کر دیتی ہے، اور اونگھے، یہ دونوں شیطان کی طرف سے ہیں لہذا ایسے بندے پر کوئی گناہ نہیں (یعنی جو سویارہ گیا اور نماز کا وقت گزر گیا۔ البتہ اسے چاہیے کہ جب بیدار ہوا اسی وقت نماز پڑھ لے) اسی طرح کہا گیا ہے: ذکر کرتے کرتے کسی کو اونگھ آجائے تو شیطان کی طرف سے ہے۔ اسی طرح احتمام بھی شیطان کی طرف سے ہے، ایسی حالت میں انسان پر کوئی گناہ نہیں۔ [مجموعہ الفتاویٰ (ج ۱۷ ص ۲۸۳)]



باب ششم (۶)نظر بد.....أسباب، علاج اور بچاؤ کی تدابیرنظر بد کی حقیقت

قرآن و حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بُری نظر لگ جانا، ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ اسے ہی عرف عام میں نظر بد رجشم بد کہا جاتا ہے۔ نظر بد کے برق ہونے کے سلسلہ میں ہم چند دلائل ذکر کر رہے ہیں جو کہ حافظ ابن کثیرؒ کی "تفسیر ابن کثیر" اور حافظ ابن قیمؒ کی "زاد المعاواد" سے ماخوذ ہیں۔ آخر میں نظر بد کے علاج معالجہ کے حوالے سے معلومات درج کی جائیں گی۔ ان شاء اللہ!

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوبؑ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

**﴿وَقَالَ يَسْرِي لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ وَمَا أَغْنَى عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوْكِيدٌ وَعَلَيْهِ فَلِيَسْتَكْلُمُ الْمُؤْكَلُونَ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمْرَهُمْ أَبْوَاهُمْ مَا كَانُ يَعْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسٍ يَعْقُوبُ قَضَاهَا وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لَمَا عَلِمْنَاهُ وَلِكُنَّ أَكْفَرَ النَّاسُ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [یوسف ۲۸-۲۷]**

"اور اس (یعقوبؑ) نے کہا" اے میرے بیٹو! تم سب ایک دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ کئی جدا جدا دروازوں سے داخل ہونا۔ میں اللہ کی طرف نے آئے والی کسی چیز کو تو تم سے ٹال نہیں سکتا۔ حکم صرف اللہ ہی کا چلتا ہے، میرا کامل بھروسہ اسی پر ہے اور ہر بھروسہ کرنے والے کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ جیسے ان کے والد نے (شہر میں) داخل ہونے کا حکم دیا تھا، ویسے ہی وہ اس میں داخل ہوئے۔ اس کی یہ تدبیر اللہ کی مشیت کے مقابلہ میں کچھ بھی کام نہ آئی۔ یہ تو محض یعقوبؑ کے دل کا ارمان تھا جسے اس نے پورا کیا، بلاشبہ وہ ہمارے سکھلائے ہوئے علم کا عالم تھا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

حافظ ابن کثیرؓ اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت یعقوبؑ کے متعلق آگاہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انہوں نے جب، بنیامن، سمیت اپنے بیٹوں کو مصربجنے کے لیے تیار کیا تو انہیں حکم دیا کہ وہ سب کے سب شہر کے ایک تین دروازے سے داخل ہونے کی بجائے مختلف دروازوں سے داخل ہوں کیونکہ حضرت ابن عباسؓ، محمد بن عقبؓ، مجاہدؓ، خحاکؓ، قادهؓ اور سدیؓ وغیرہ کے بقول: انہیں نظر بد کا خدشہ تھا وہ یہ خدشہ اس وجہ سے تھا کہ وہ سب بیٹھے خوبصورت اور تو انا و تدرست تھے اور حضرت یعقوبؑ ڈر گئے کہ کہیں وہ لوگوں کی نظر بد کا شکار نہ ہو جائیں۔ اور نظر کا لگ جانا حق ہے جو کہ گھڑ سوار کو گھوڑے سے بھی گرا دیا کرتی ہے۔ [تفسیر ابن کثیر اج: ۲ ص: ۷۴۹]

۲۔ اسی طرح قرآن مجید کے ایک اور مقام پر ہے:

(وَإِنْ يَكُادُ الظِّلِّيْنَ كَفَرُوا إِلَيْنَا لَقُونُكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لِمُجْنَوْنُونَ) [القلم: ۵۱]

”اور قریب ہے کہ کافر اپنی تیز نگاہوں سے آپ کو پھسلا دیں، جب کبھی قرآن سنتے ہیں، تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو ضرور دیوانہ ہے۔“

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیرؓ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابن عباسؓ، مجاہدؓ وغیرہ کا قول ہے کہ لَيْزَلُقُونُكَ کا مطلب ہے کہ تیرے بغض وحد کی وجہ سے یہ کفار تو اپنی آنکھوں سے گھوڑ گھور کر تجھے پھسلا دینا چاہتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حمایت اور بچاؤ نہ ہوتا تو وہ یقیناً ایسا کر گزرتے۔ اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ نظر کا لگنا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کا پرستا شیر ہونا بحق ہے جیسا کہ مختلف اسناد سے مردی بہت کی احادیث میں بھی یہ بات موجود ہے۔ [تفسیر ابن کثیر اج: ۴ ص: ۶۳۹]

حافظ ابن قیمؓ نے اس ضمن میں کئی احادیث نقل کی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

۱۔ امام مسلمؓ اپنی کتاب ”صحیح مسلم“ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْعَيْنُ حَقٌ وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقُ الْقَدْرِ، لِسْبَقَهُ الْعَيْنُ))

[مسلم: کتاب السلام: باب الطب والعرض والرقى حدیث (۵۷۰۲)]

”نظر بد بحق ہے اگر تقدیر سے کوئی چیز سبقت لے جائیکی ہوتی تو وہ نظر بد ہے۔“

۲۔ صحیح مسلم میں حضرت انسؑ سے مروی ہے کہ

((ان النبی ﷺ رخص فی الرقیة من الحمّة والعين والنملة))

[مسلم: کتاب السلام: باب استحباب الرقبة من العين ..... (۵۷۲۴)]

”نبی اکرم ﷺ نے نظر بد، زہر میلے ڈنگ اور پھوزے پھنسیوں سے بچنے کے لیے دم جھاڑ کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہے۔“

۳۔ صحیحین میں حضرت ابو هریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”العین حق / لظر كالگ جانا حق ہے۔“

[صحیح بخاری: کتاب الطب: باب العین حق (۵۷۴۰) صحیح مسلم: کتاب السلام: باب الطب والمرض والرقی (۱) ابو داؤد: کتاب الطب: باب ماجاء فی العین ..... (۳۸۷۵)]

۴۔ سنن ابو داؤد میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ

((كان يؤمر العائن فيتوضاً، ثم يغتسل منه المعين))

[ابو داؤد: کتاب الطب: باب ماجاء فی العین (۳۸۷۶)]

”حاسد (جس کی نظرگی ہے) کو وضو کرنے کا حکم دیا جائے گا پھر اس (استعمال شدہ) پانی سے محسود (جس کو نظرگی ہو) کو غسل دیا جائے گا۔“

۵۔ صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ

((أُمْرَنِي النبِيُّ ﷺ، أَوْ أُمْرَ نَسْرَفَى مِنَ الْعَيْنِ))

”نبی اکرم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ ہم نظر بد کے توڑ کے لیے دم کریں۔“

[صحیح بخاری: کتاب الطب: باب رقیۃ العین (۵۷۳۸) صحیح مسلم: کتاب السلام:

باب استحباب الرقبة من العين (۵۷۲۲) ترمذی: کتاب الطب: باب ماجاء فی الرقبة]

۶۔ امام اترمذیؓ نے عبید بن رفاعة الزرقیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت اسماء بنت

عمیسؓ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا:

”اے اللہ کے رسول ﷺ! بن جعفر کو نظر بد لگ جاتی ہے، کیا میں ان کو دم کروں؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((نعم فلو كان شيء يسبق القضاء لسبقه العين))



”ہاں (دم کر لیا کرو) کیونکہ تقدیر سے کوئی چیز اگر سبقت لے جاسکتی ہوتی تو وہ نظر بد ہے۔“

[سنن الترمذی: کتاب الطب: باب ماجاه فی الرقيقة من العین (۲۰۵۹) مسند احمد (ج: ۶ ص: ۴۳۸) سنن ابن ماجہ: کتاب الطب: باب من استرقى من العین (۳۵۱۰)]

۷۔ امام مالک ”ابن شحاب“ سے ابن شحاب، ابو امامہ سہل بن حنفی سے روایت کرتے ہیں کہ ابو امامہ نے فرمایا:

”عامر بن ربيعة نے سہل بن حنفی کو غسل کرتے ہوئے دیکھا تو کہا:

”والله ما رأيْتُ الْيَوْمَ وَلَا جَلَدَ مُخْبَأً“

بخدا! میں نے آج تک اتنی خوبصورت جلد کی کنواری (لڑکی) کی بھی نہیں دیکھی۔ ابو امامہ فرماتے ہیں کہ: حضرت سہل کو دورہ پڑ گیا اور وہ اس جگہ گر پڑے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسے ذات شت ہوئے کہا:

((علیٰ ما یقتل أحدکم أخاه؟ ألا برکت؟ اغتسل له))

کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو قتل کرنے کے درپے کیوں ہو جاتا ہے؟ تم نے (اس کی خوبصورتی دیکھ کر) برکت کی دعا کیوں نہ دی؟ چلو اس کے لیے غسل کرو۔“

[مؤطراً: کتاب العین: باب الوضوء ..... (۹۳۸/۲)]

۸۔ اسی طرح امام مالک نے محمد بن ابوالامتہ بن سہل سے، وہ اپنے والد حضرت ابوالامتہ بن سہل سے اس حدیثِ مذکور کو روایت کیا اور اس میں کہا:

((ان العین حق، توضاله))

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک نظر بد حق ہے تو اس کے لیے وضو کرو۔“

[مؤطراً: کتاب العین: باب الوضوء من العین: حدیث (۲) ابن ماجہ: کتاب الطب: باب العین (۳۵۰۹) مسند احمد (ج: ۳ ص: ۴۸۶) صحیح ابن حبان (۱۴۲۴)]

۸۔ عبدالرزاق نے محرر سے، محرر نے ابن طاؤوس سے، ابن طاؤوس اپنے والد طاؤوس سے مرفوعاً (یعنی نبی اکرم ﷺ سے) روایت کرتے ہیں کہ

((العين حق ولو كان شيء ساقب القدر لسبقته العين وإذا استغسل أحدكم

فليغتسل))

”نظر بد بر حق ہے اگر تقدیر سے کوئی چیز سبقت لے جاسکتی تو وہ نظر بد ہے اور جب تم میں سے کسی شخص سے غسل کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو وہ کرے۔“

[مصنف عبدالرزاق (۱۹۷۷) لیکن حدیث مرسل ہے البتہ امام مسلم نے اسے موصولاً صحیح مسلم؛ کتاب السلام: باب الطب والرقی (۵۷۰۲) میں بیان کیا ہے]

### جنات کی نظر بد بھلی لگ جاتی ہے!

حافظ ابن قیم فرماتے ہیں: نظر بد دو طرح کی ہوتی ہے:

(۱) انسان کی نظر بد (۲) جنات کی نظر بد

صحیح بخاری میں امام سلمہ سے مردی ہے کہ

”ان النبی ﷺ رأى في بيته جارية في وجهها سفعة، فقال: أسترقوا لها، فإن بها النظرة“

[صحیح بخاری: کتاب الطب: باب رقبة العین (۵۷۳۹) صحیح مسلم: کتاب السلام: باب رقبة العین (۵۷۲۵)]

”آپ ﷺ نے ان کے ہاں ایک لڑکی دیکھی جس کے چہرے پر کالا (یا زرد سما) نشان تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ نظر بد کا شکار ہوئی ہے، اس کو دم کرو۔“  
حسین بن مسعود الفراء کہتے ہیں: آپ ﷺ کا لفظ سفعة، کہنے سے آپ کی مراد وہ ”نظر بد“ تھی جو جنات سے لگتی ہے۔

اس طرح حضرت ابوسعید خدریؓ سے مردی ہے:

((أن النبی ﷺ كان يتعوذ من العجان، ومن أعين انسان))

[سنن ترمذی: کتاب الطب: باب ماجاء في الرقة بالمعوذتين (۲۰۵۸) سنن نسائی:  
كتاب الاستعاذه: باب الاستعاذه من شر شيطان الانس (۵۰۰۹) ابن ماجه: (۳۵۱۱)  
”نبی اکرم ﷺ جنات سے اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے۔“ ازاد المعاد

## نظر بد کے متعلق مختلف نظریات

درج بالا مذکور صریح دلائل سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نظر بد کا لگ جانا برحق ہے جب کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ محض وہم ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ حافظ ابن قیم ایسے لوگوں کی بھرپور تردید کرتے ہوئے فقرے از ہیں:

کچھ کم علم لوگوں نے نظر بد کی تاثیر کو باطل قرار دیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ یہ نظر بد محض تو ہم پرستی ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں حالانکہ یہ لوگ سب سے زیادہ جاہل اور ارواح کی صفات اور ان کی تاثیر سے ناواقف ہیں اور ان کی عقولوں پر پرداہ پڑا ہوا ہے جبکہ تمام امتوں کے عقلااء باوجود اختلاف مذاہب کے نظر بد کو ایک مسلم حقیقت تسلیم کرتے ہیں، اگرچہ نظر بد کے اسباب اور اس کی جہت تاثیر کے متعلق ان میں اختلاف موجود ہے۔

ایک گروہ کا کہنا ہے: جب حاسد یا بد نظر والے انسان کا نفس کسی شخص کی طرف دیکھتا ہے تو اس کی آنکھوں سے ایک پر تاثیر طاقت نکل کر اس شخص پر پڑتی ہے اور اسے نقصان پہنچادیتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس بات سے بھی اسی طرح انکار ممکن نہیں جس طرح اس بات کا انکار ممکن نہیں کہ زہر میں سانپ سے خارج ہونے والی پر تاثیر طاقت جب انسان پر پڑتی ہے تو اسے ہلاک کر دیتی ہے اور یہ بات تو لوگوں میں بہت زیادہ مشہور ہے، اسی طرح کسی شخص کی آنکھوں کی تاثیر بھی دوسرے شخص کو ہلاک کر دیتی ہے۔

ایک اور گروہ کا کہنا ہے کہ: یہ بات بعید از فہم نہیں کہ بعض لوگوں کی آنکھوں سے دھماکی نہ دینے والے جواہر لطیفہ نکلتے ہیں اور وہ کسی شخص کو چھوکر اس کے سام دار جسم میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس طرح اس شخص کو نقصان پہنچاتا ہے۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ نظر بد کی کوئی حقیقت نہیں، نہ ہی کسی حاسد کی نظر میں کوئی اتنی قوت ہوتی ہے، نہ اس کا کوئی سبب ہے، نہ اس کی کوئی تاثیر ہوتی ہے۔ یہ لوگ تمام چیزوں کو باطل قرار دیتے ہیں۔ درحقیقت یہی جاہل قسم کے لوگ ہیں جنہوں نے تمام عقلااء امت کی مخالفت کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ [زاد المعاد، ج: ۴، ص: ۱۵۲]

ابن قیم مزید فرماتے ہیں: اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی جسموں اور روحوں میں طاقتوں اور طبیعتوں کا اختلاف پیدا کر رکھا ہے اور ان میں سے اکثر و بیشتر میں مختلف خواص اور اثر انداز ہونے والی کیفیات بھی ودیعت کی ہیں۔ کسی عقلمند شخص کے لیے ان روحوں کا جسموں پر اثر انداز ہونے سے انکار کرنا ممکن نہیں کیونکہ یہ مشاہداتی اور تجرباتی بات ہے جس طرح آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کسی شخص کا چہرہ (خوشی اور شرم و حیا سے) اس وقت سرخ ہو جاتا ہے جب وہ ایسے شخص کو دیکھتا ہے جس کا یہ ادب کرتا ہے یا اس سے شرماتا ہے اور اگر یہی شخص کسی ایسے شخص کو دیکھتا ہے جس سے اسے ذرا اور خوف ہوتا ہے تو اس وقت اس کا چہرہ خوف کی وجہ سے بیمار اور کمزور ہو جاتا ہے، تو یہ سب کچھ روحوں کی تاثیر کے ذریعے ہوتا ہے۔ چونکہ اس کا تعلق نظر سے ہوتا ہے اس لیے نظر بد کی نسبت آنکھ کی طرف کر دی جاتی ہے۔ حالانکہ آنکھ کی نظر بد کچھ نہیں کرتی، یہ تو روح کی تاثیر ہوتی ہے۔

روضیں اپنے خواص، طبائع اور تاثیرات میں مختلف درجوں کی ہوتی ہیں۔ حد کرنے والے کی روح واضح طور پر اس شخص کو تکلیف سے در چار کر دیتی ہے جس سے حد کیا جا رہا ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ لبذا حاسد شخص کی تاثیر بد سے وہی شخص انکار کر سکتا ہے جو فی الحقيقة انسان کہلانے کا حقدار نہیں.....

اور نظر بد بنیادی طور پر اس طرح لگتی ہے کہ حد کرنے والے کا ناپاک جسم دوسرے (محسود) شخص کے جسم سے متصل ہو جاتا ہے، تو اس حاسد کی (نظر بد) کا اثر اس میں منتقل ہو جاتا ہے۔ اور کبھی ان دونوں (حاسد اور محسود) کے آمنے سامنے آنے کی وجہ سے اور کبھی حاسد کے شخص دیکھنے کی وجہ سے نظر بد لگ جاتی ہے۔ بسا اوقات مختلف تعویذات، منذر اور جهاڑ پھوٹک کی وجہ سے بھی نظر بد کا اثر محسود تک پہنچ جاتا ہے۔ بعض اوقات خیال اور وہم و مگان کی وجہ سے بھی دوسرے شخص کو نظر لگ جاتی ہے۔ اور جس

شخص کی نظر لگتی ہے اس کی تاثیر دیکھنے پر موقوف نہیں ہوتی بلکہ بھی اندر ہے شخص کو کسی چیز کا وصف بیان کر دیا جائے تو اس کے نفس میں اگر حادثہ جذبات پیدا ہو جائیں تو اس کا اثر بھی ہو سکتا ہے۔ [زاد المعاد / ج: ۴ ص: ۱۵۲ - ۱۵۴]

## نظر بد سے بچاؤ کے طریقے

حافظ ابن قیم رحمۃ الرحمٰن رحمۃ الرحیم کے حکم کی خصوصی کو اس بات کا خدشہ ہو کہ اس کی نظر کی تاثیر کافی زیادہ ہے اور یہ کسی شخص کو لگ سکتی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ جب بھی کسی اچھی چیز کو دیکھے تو اسے اپنی آنکھ کے شر سے محفوظ رکھنے کے لیے یہ دعا پڑھے:

”اللَّهُمَّ بارِكْ عَلَيْهِ“

”یا اللہ! اسے برکت دے“

یا اس طرح کے برکت کے کوئی بھی کلمات او اکرے۔ جیسا کہ عامر بن ریبیعؓ کی نظر جب سهل بن حنیفؓ کو لوگ تو نبی اکرم ﷺ نے عامر بن ریبیعؓ کو کہا تھا: ((ألا برکت))

”یعنی تو نے اس کے لئے برکت کی دعا کیوں نہ کی!“ (یعنی اسے دیکھ کر تجھے یہ کہنا چاہئے تھا: ”اللَّهُمَّ بارِكْ عَلَيْهِ“)

[مؤطراً: کتاب العین: باب الوضوء من العین: حدیث (۹۳۸) (۲)]

اس طرح نظر بد کے شر سے محفوظ رکھنے کے لیے یہ بھی کہا جا سکتا ہے:  
 ”ماشاء الله لا قوة الا بالله“ اور اللہ کی توفیق کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتا،  
 جیسا کہ هشام بن عروہؓ نے اپنے والد عروہؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ (عروہ) جب بھی کسی اچھی (خوبصورت) چیز کو دیکھتے یا اپنے باغوں میں سے کسی باغ میں داخل ہوتے تو کہتے ”ماشاء الله لا قوة الا بالله“ [زاد المعاد / ج: ۴ ص: ۱۵۶]

حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ بعض ائمہ سلف نے بیان کیا ہے کہ جب کسی شخص کو اپنے حالات، مال و دولت یا اولاد وغیرہ کو دیکھ کر خوشی محسوس ہو، تو اس وقت اسے چاہئے کہ وہ یہ دعا پڑھے:

”ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ، جو اللہ چاہے، اور اللہ کی توفیق کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتا۔“

[تفسیر ابن حکیم ج ۲ ص ۱۳۷]

حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ: نظر بد سے بچاؤ کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ محسن اعضا اس شخص سے چھپا کر کھے جائیں جس کی نظر لگنے کا خدشہ ہو جیسا کہ امام بغوی ”شرح السنۃ“ میں ذکر کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے ایک خوبصورت بچہ دیکھا تو آپؐ نے فرمایا: اس کی ٹھوڑی کے گڑھے کو سیاہ کروتا کہ اسے نظر بد نہ لگے۔ [زاد المعاوی]

[ج: ۴ ص: ۱۵۹]

## نظر بد لگ جانے کے بعد علاج کے طریقے

### ۱۔ تعوذات کے ذریعے

حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ: نظر بد کے علاج کے لیے نبی اکرم ﷺ نے کئی طریقے بتائے ہیں۔ سنن ابو داؤد میں سهل بن حنفیؓ سے مردی ہے، فرماتے ہیں: ہم ایک ندی نالے کے پاس سے گزرنے، اور اس میں داخل ہو کر غسل کیا۔ جب میں نکلا تو مجھے بخار چڑھ پکا تھا..... نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مرد ابا ثابت یتعوذ))

”ابو ثابت کو حکم دو کہ وہ تعوذ پڑھے۔“

[سنن ابو داؤد: کتاب الطب: باب ماجاء فی الرقی: حدیث (۳۸۸۴)]



- نظر بد کے علاج کے لیے بطور دم معاوذتین (سورہ فلق اور سورہ ناس)، سورہ فاتحہ، آیتِ الکری وغیرہ کو اور درج ذیل مسنون دعاؤں کو بکشت پڑھنا چاہیے:
- ۱۔ ((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ))
  - ۲۔ ((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَاتِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَا مَةٌ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَةٌ))
  - ۳۔ ((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِرُهُنَّ بِرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَا وَبِرَا وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتْنَ الْيَلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ طَوَّارِيقِ الْيَلِ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمَنُ))
  - ۴۔ ((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطَنِ وَأَنْ يَخْضُرُونَ))
  - ۵۔ ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِوْجُوهِكَ الْكَرِيمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَاتِ مِنْ شَرِّ مَا أَنْتَ أَحَدٌ بِنَاصِيَتِهِ اللَّهُمَّ أَنْتَ تَكْشِفُ الْمَائِمَ وَالْمُغْرِمُ اللَّهُمَّ إِنَّهُ لَا يَهْزِمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلِفُ وَعْدَكَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ))
  - ۶۔ ((أَعُوذُ بِوْجُوهِ اللَّهِ الْعَظِيمِ الَّذِي لَا شَيْءَ أَعْظَمُ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِهِ التَّامَاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِرُهُنَّ بِرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَأَسْمَاءِ اللَّهِ الْحُسْنَى مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمُ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَا وَبِرَا وَمِنْ كُلِّ ذِي شَرٍّ لَا أُطِيقُ شَرَّهُ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ أَنْتَ أَحَدٌ بِنَاصِيَتِهِ إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطِ مُسْتَقِيمٍ))
  - ۷۔ ((اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكِّلُتْ وَأَنْتَ رَبُّ الْعِرْشِ الْعَظِيمِ مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ، وَمَا لَمْ يَشَاءْ لَمْ يَكُنْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحْاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَأَحْصَى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذَاهِبٍ أَنْتَ أَحَدٌ بِنَاصِيَتِهِ إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطِ مُسْتَقِيمٍ))



۸۔ (( تَحَصَّنْتُ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْهَى وَاللَّهُ كُلُّ شَيْءٍ وَأَعْصَمْتُ بِرَبِّى  
وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَتَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَسِينِ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَاسْتَلْعَمْتُ الشَّرِيكَ لَا  
خَوْلَ وَلَا قُوَّةً إِلَّا بِاللَّهِ حَسِينِ اللَّهِ وَيَعْمَلُ الْوَكِيلُ حَسِينِ الرَّبِّ مِنَ الْعِبَادِ حَسِينِ  
الْخَالِقِ مِنَ الْمُخْلُوقِ حَسِينِ الرَّزَاقِ مِنَ الْمَرْزُوقِ حَسِينِ اللَّهِ هُوَ  
حَسِينِ، حَسِينِ الَّذِي يَبْدِئُ مَلْكُوتَ كُلِّ شَيْءٍ، وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَاهَ عَلَيْهِ، حَسِينِ  
اللَّهِ وَكَفَى، سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ دَعَاهُ لَيْسَ وَرَاءَ اللَّهِ مَرْبُّى، حَسِينِ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ  
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ))

(حافظ ابن قیم ان دعاوں کو تحریر کرنے کے بعد قسم طراز ہیں کہ) جو شخص ان دعاوں اور  
تعوذات کا تحریر کرے گا وہ ان کے فوائد پیچان لے گا۔ صدق دل سے یہ دعائیں پڑھنے والا  
نظر بد کے اثرات سے محفوظ رہتا ہے اور جس کو نظر بد گی ہو اگر وہ شخص یہ دعائیں پڑھتا رہے  
تو نظر بد کے اثرات اس سے زائل ہو جائیں گے کیونکہ یہ تعوذات اور دعائیں (نظر بد کے  
خلاف) انتہیار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ [زاد المعاد / ج: ۴ ص: ۱۵۴]

ابن قیم مزید فرماتے ہیں کہ: ان دعاوں میں سے ایک دعا حضرت جبریلؐ کا وہ وہ  
بھی ہے جو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو کیا تھا اور وہ درج ذیل ہے:

(( بِسْمِ اللَّهِ أَرْبَقِكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِنُكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ غَيْرِ كُلِّ  
خَاصِدِ اللَّهِ يَشْفِيكَ، بِسْمِ اللَّهِ أَرْبَقِكَ ))

[صحیح مسلم: کتاب السلام: باب الطب والمرض والرقى (۵۷۰) ابن ماجہ:  
کتاب الطب: بباب ماعود به البنتی ﷺ ..... (۳۵۲۳) مسند احمد (ج: ۲ ص: ۴۴۶)]

”اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو دم کرتا ہوں، ہر اس چیز کے شر سے محفوظ رکھنے کے  
لئے جو ایذا پہنچاتی ہے، اور ہر نفس کے شر سے اور حسد کرنے والے کے حسد سے۔ اللہ  
تعالیٰ آپ کو شفاعطا فرمائے، اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو دم کرتا ہوں“ [زاد المعاد]

ج: ۴ ص: ۱۵۶

ابن قیمؓ مزید فرماتے ہیں کہ: نظر بد کے اثر کو زائل کرنے کے لیے ایک دم ابو عبد اللہ ساجی سے بھی مذکور ہے جس کا تذکرہ درج ذیل واقعہ میں اس طرح کیا گیا ہے:

”ابو عبد اللہ ساجی نامی ایک شخص، حج یا جہاد کے لیے اپنی بہترین اونٹی پر سوار ہو کر نکلا اور آپ کے قافلے میں ایک ایسا شخص بھی تھا جس کی نظر پر تاثیر تھی کہ اگر وہ کسی چیز کی طرف دیکھتا تو وہ چیز تباہ و بر باد ہو کر رہ جاتی۔ ابو عبد اللہ سے لوگوں نے کہا کہ آپ اس شخص سے اپنی اونٹی محفوظ رکھیں۔ ابو عبد اللہ فرمانے لگے کہ یہ میری اونٹی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اس بدنظر شخص کو کسی نے یہ بات پہنچا دی تو وہ موقع تلاش کرنے لگا اور جب اسے موقع ملا کہ ابو عبد اللہ کی سواری کے پاس کوئی نہیں تو وہ شخص آیا اور اونٹی کو بڑی نگاہ سے گھومنے لگا حتیٰ کہ اونٹی ترپتے ہوئے زمین پر جا گری۔ جب ابو عبد اللہ آئے تو لوگوں نے بتایا کہ فلاں بدنظر شخص نے اسے نظر لگائی ہے جس کی وجہ سے اونٹی کی یہ حالت ہو گئی ہے۔ ابو عبد اللہ نے کہا: مجھے بتاؤ وہ کہاں ہے۔ لوگوں نے جگہ بتائی اور آپ نے وہاں جا کر مذکورہ ذیل دعا پڑھی جس کے نتیجے میں بدنظر آدمی کی آنکھیں خراب ہو گئیں اور اونٹی بالکل تندرتست ہو گئی: (وہ دعا یہ ہے)

((بِسْمِ اللَّهِ حَمْدُهُ حَمْدٌ وَحْمَرْ يَا بِسْ وَشَهَادَةُ قَابِسٍ رَدَدُثْ عَيْنَ الْعَائِنِ  
عَلَيْهِ وَعَلَى أَحَبِ النَّاسِ إِلَيْهِ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هُلْ تَرَى مِنْ فُطُورٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ  
كَرْتَيْنَ يَنْقُلِبُ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِنًا وَهُوَ حَسِيرٌ)) [زاد المعاذ ج: ۴ ص: ۱۶۰]

## ۲۔ قرآنی آیات پانی میں بھگو کر پلانا

حافظ ابن قیمؓ فرماتے ہیں: سلف صالحین میں سے ایک گروہ کی یہ رائے ہے کہ جس شخص کو نظر بد لگی ہے، اسے قرآنی آیات لکھ کر، پھر اسے پانی میں بھگو کر، وہ پانی پینے کے لیے دینا چاہیے۔ حضرت مجاہدؓ فرماتے ہیں: اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ قرآن کو (کاغذ پر) لکھا جائے پھر اس کاغذ کو پانی میں دھویا جائے اور وہ پانی مریض کو

پلا دیا جائے۔ اسی طرح کی بات حضرت ابو قلابہ سے بھی منقول ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے مروی ہے کہ انہوں (یعنی ابن عباسؓ) نے حکم دیا کہ جس عورت کو ولادت کی وجہ سے تکلیف پہنچے، اس کے لیے قرآن سے کچھ (آیات) لکھی جائیں پھر ان آیات کو پانی میں بھگو کرو وہ پانی اس عورت کو پلا دیا جائے۔ ایوبؑ فرماتے ہیں: میں نے ابو قلابہؓ کو دیکھا کہ انہوں نے قرآن میں سے کچھ لکھا، پھر اسے پانی سے دھو کرو وہ پانی مریض کو پلا دیا۔ [زاد المعاویہ ج: ۴ ص: ۱۵۷]

### ۳۔ غسل کا طریقہ

حافظ ابن قیمؓ فرماتے ہیں: نظر بد کے علاج کا ایک طریقہ یہ ہے کہ حاسد (جس کی نظر لگی ہے) شخص کو حکم دیا جائے کہ وہ اپنا چہرہ، ہاتھ، کہیاں، گھٹنے، پاؤں اور ازار بند کے اندر ورنی حصوں کو اس طرح دھونے کے استعمال شدہ تمام پانی نیچے گرنے کی بجائے کسی برتن (شب وغیرہ) میں گرے۔ پھر اس پانی کو مریض شخص کے سر پر پھینکلی جانب سے ایک ہی مرتبہ گرا (بہا) دیا جائے۔

بعض اطباء اس بات پر متفق نہیں چنانچہ وہ اعتراض کرتے ہیں کہ بھلا ایسے کس طرح علاج ہو سکتا ہے (حافظ ابن قیمؓ ان کی تردید کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ) جو شخص بھی مذکورہ بالا علاج سے انکار کرے گا یا ایسا علاج کرنے والے سے مزاح کرے گا یا اس علاج میں کسی کو کسی قسم کا کوئی بھی شک ہو گا تو یہ علاج اسے کچھ فائدہ نہ دے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اس علاج پر صدقی دل سے یقین نہیں رکھتا، صرف تجربے کے طور پر کرتا ہے تو اسے بھی یہ علاج کچھ فائدہ نہ دے گا۔ [زاد المعاویہ ج: ۴ ص: ۱۵۷]

### غسل کرنے میں حکمت

حافظ ابن قیمؓ ”غسل“ کے طریقے سے علاج کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: درحقیقت انسانی طبیعت میں کچھ ایسے خواص ہوتے ہیں جن کی علت اطباء

نہیں جانتے۔ ان خواص کا انکار جاہل قسم کے لوگ ہی کرتے ہیں۔ اس طریقہ علاج سے صحیح فہم و فراست والا شخص ہی صحت یابی حاصل کر سکتا ہے جو اس علاج کی مرض سے مناسبت کو سمجھتا ہو۔ غصے والے نفس کا علاج یہ ہے کہ اس کے غصے کو خفڑا کر دیا جائے۔ یہ علاج بالکل ایسے ہی ہے جیسے کسی شخص کے ہاتھ میں آگ کا شعلہ ہو اور وہ اسے آپ پر پھینکتا چاہے اور آپ اس شعلے پر پانی گردایں تو وہ شعلہ اس کے ہاتھ ہی میں خفڑا ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے حاسد کو حکم دیا گیا ہے کہ کسی اچھی چیز کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے ”اللَّهُمَّ بارِكْ عَلَيْهِ“ تاکہ جو بری تاثیر اس حاسد کی آنکھوں میں ہے وہ اس دعا سے ختم ہو جائے۔

چونکہ کسی چیز کی دوا اس چیز کے مخالف ہوتی ہے (یعنی کسی کوسردی لگ جائے تو اسے گرم اشیاء استعمال کرنے کی ہدایت کی جاتی ہیں اور اگر گرمی لگ جائے تو سرد اشیاء استعمال کرائی جاتی ہیں) لہذا جب کسی حاسد کے دیکھنے (اور بری نظر لگنے) سے جسم میں جو خواص پیدا ہوتے ہیں وہ نرم جگہوں سے باہر نکلنے کی کوشش کرتے ہیں اور زیادہ نرم جگہیں ہاتھ، پاؤں، چہرہ، کہیاں، ازار بند کے اندر ونی اعضاء ہی ہیں، تو جب ان اعضاء کو پانی سے دھو دیا جاتا ہے تو پیدا ہونے والے خواص کا اثر باطل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ عمل نہیں کر پاتے۔

مذکورہ اعضاء شیطانی ارواح کے لیے بھی خاص ہیں اور عسل کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان اعضاء کو پانی سے دھونے سے وہ شیطانی آگ بجھ جائے اور پیدا ہونے والے خواص بھی ختم ہو جائیں۔ [زاد المعاد / ج: ۴، ص: ۱۵۷-۱۵۸]



باب هفتہم (۷)”جادو“ کی حقیقت، اسباب، اور اس کا علاججادو کی تعریف

حافظ ابن قیمؓ جادو کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”السحر هو مركب من تأثيرات الارواح الخبيثة وانفعال القوى الطبيعية عنها“

”یعنی جادو مختلف خبیث روحوں سے ترکیب پانے والی ایک ایسی چیز ہے جس سے انسانی طبیعت متاثر ہوتی ہے۔“ [زاد المعاذ ج: ۴ ص: ۱۱۵]

حافظ ابن کثیرؓ فرماتے ہیں:

”السحر في اللغة عبارة عملا لطف وخفى سببه“

”عربی زبان میں ‘سحر’ (جادو) ہر ایسی چیز کو کہا جاتا ہے جو باریک ہو اور اس کا سبب مخفی ہو۔“ [تفسیر ابن کثیر ج: ۱ ص: ۲۲۰]

جادو ایک حقیقت ہے یا تخیل؟

بعض لوگوں کی رائے ہے کہ جادو حقیقت میں کچھ نہیں بلکہ یہ احساس و تخيّل اور فریب نظر ہے۔ ان لوگوں میں سے امام ابو جعفرؑ، امام شافعیؓ، امام ابو بکر الجحاص حنفیؓ، امام ابن حزم ظاہریؓ اور امام ابو حنیفہ شامل ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن کثیرؓ فرماتے ہیں کہ: ابو عبد اللہ قرطبیؓ نے فرمایا: ”ہمارے نزدیک جادو برقت ہے اور ہم مانتے ہیں کہ جب اللہ کو منتظر ہو، جادو اپنا اثر دکھاتا ہے۔ اگرچہ معتزلہ (ایک عقل پرست گمراہ فرقہ) اور شوافع میں سے ابو اسحاق الاسفاریؓ اس کے قائل نہیں، وہ کہتے ہیں کہ: جادو جھوٹ اور

خیالات ہیں۔ جبکہ جادو ہاتھ کی چلاکی سے بھی ہوتا ہے اور کبھی دھاگوں وغیرہ کی مدد سے بھی۔ وزیر ابو المظفر سعیجی بن محمد بن ہمیرہؓ نے اپنی کتاب ”الاشراف علی مذاہب الاشراف“ میں سحر کے باب میں کہا ہے کہ: اس بات پر اجماع ہے کہ جادو ایک حقیقت ہے لیکن امام ابوحنینؑ اس کے قائل نہیں (یعنی ان کے بقول جادو صرف آنکھوں پر اثر کرتا ہے، متعلقہ چیز کی حقیقت کو نہیں بدلتا) [تفسیر ابن کثیر اج: ۱: ص: ۲۲]

حافظ ابن کثیرؓ ایک اور جگہ فرماتے ہیں: ابو عبد اللہ الرازیؓ نے اپنی تفسیر میں فرقہ معترض کے متعلق بیان کیا ہے کہ وہ جادو کے وجود کے منکر ہیں بلکہ بعض تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ: جو جادو کو برحق تسلیم کرتا ہے، وہ کافر ہے۔ ”لیکن اہل سنت جادو کے وجود کے قائل ہیں۔ اور وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ جادو گر، جادو کے زور سے ہوا میں اڑ سکتے ہیں، انسان کو (ظاہر) گدھا اور گدھے کو (ظاہر) انسان بنا کر دکھا سکتے ہیں مگر جادوئی کلمات اور منتر تندر کے وقت (یعنی جب جادو گر جادو کا عمل کرتا ہے اس وقت) ان چیزوں کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے (یعنی جادو کی وجہ سے وہ عمل تو نہیں ہوا بلکہ وہ اللہ کی منشا سے ہوا ہے) ہم (اہلسنت والجماعت) آسمان اور ستاروں کو اثر ظاہر کرنے والا نہیں مانتے جبکہ فلاسفہ، نجومی اور بے دین لوگ تو ستاروں اور آسمان ہی کو موثر مانتے ہیں۔ اہل سنت کی ایک دلیل تو یہ آیت ﴿وَمَا هُم بِضَارِّينَ...﴾ ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ خود آنحضرت ﷺ پر جادو کیا گیا تھا اور آپ پر اس کے اثرات بھی ظاہر ہوئے تھے۔ اس کی تیسرا دلیل جادو کے حوالے سے اس عورت کا واقعہ ہے جسے حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا ہے۔ اہل السنۃ اس کے علاوہ اور بھی بیسیوں ایسے ہی واقعات بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ [تفسیر ابن کثیر اج: ۱: ص: ۲۱۶]

ابن تیمیہؓ اور حافظ ابن قیمؓ دونوں کا سلک ہیں ہے کہ جادو حقیقت ہے محض تختیل نہیں۔ حافظ ابن کثیرؓ، ابو البر سعیجی بن محمد کی کتاب ”الاکراه فی مذهب الاشراف“

کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ ”ان السحر لہ حقیقت“ یعنی جادو واقعی ایک حقیقت ہے۔ [بحوالہ ”جادو، علم نحوم، پامسٹری اور جنات کی حقیقت“ از پروفیسر عبداللہ شاہین۔ صفحہ ۱۸]

حافظ ابن قیمؓ فرماتے ہیں کہ ”بعض لوگوں نے اس چیز کا انکار کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر جادو ہوا ہو کیونکہ یہ عیب و نقص ہے لیکن ان کا یہ دعویٰ غلط ہے۔ اس لیے کہ آپ پر (واقعی) جادو ہوا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے آنحضرت ﷺ دیگر جسمانی امراض میں بتلا ہوا کرتے تھے اور یہ بھی ایک مرض ہے۔ نیز جس طرح آپ ﷺ کو زہر کی تکلیف پہنچی تھی، اسی طرح جادو سے بھی آپ کو جسمانی تکلیف پہنچی جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ پر جادو ہوا اور آپ کو یہ محسوس ہوتا تھا کہ آپ اپنی بیاریوں کے پاس گئے ہیں مگر فی الواقع ایسا نہیں ہوتا تھا اور یہ جادو کی سب سے سخت صورت ہے۔“ [زاد المعاذ / ج: ۴ ص: ۱۱۳-۱۱۴]

موصوف مزید فرماتے ہیں کہ: قاضی عیاضؓ نے کہا کہ: جادو دوسری بیماریوں کی طرح ایک بیماری ہی ہے جو انسان کو پیش آتی ہے۔ لہذا نبی ﷺ پر جادو کا ہونا بعد از قیاس قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ یہ (جادو) بیماریوں کی ان اقسام سے ہے جن کا انکار ممکن نہیں۔ لہذا نبی اکرم ﷺ کو ایسا محسوس ہونا کہ آپ نے ایک کام کر لیا ہے مگر فی الواقع آپ نے وہ کام نہ کیا ہوتا تھا، تو یہ صرف جادو کی بنا پر تھا۔ [زاد المعاذ / ج: ۴ ص: ۱۱۴]

### جادو سیکھنا کیسا ہے؟

حافظ ابن کثیر رحمۃ الرازیؓ ہیں کہ: ابو عبد اللہ رازیؓ نے فرمایا: جادو کا علم برائے نہ ممنوع

ہے اور اس پر محقق علماء کا اتفاق ہے، کیونکہ (اس کی دو وجہات ہیں)

۱۔ ایک تو ہر علم بذات خود معزز ہے اور اللہ تعالیٰ کا عمومی فرمان بھی ہے:

﴿هُنَّا لِلْأَوَّلِينَ يَعْلَمُونَ وَالآخِرِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [الزمر: ۹]

”آپ ﷺ ان سے پوچھیے! کیا علم رکھنے والے اور بے علم برابر ہیں؟“

۲۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر جادو کا علم حاصل کرنا غلط ہوتا تو اس میں اور مجذہ میں فرق کرنا ناممکن ہوتا، سوان دنوں میں فرق کرنے کے لیے جادو کا علم سیکھنا واجب ہے اور جو چیز واجب ہوتی ہے وہ حرام اور بُری کیسے ہو سکتی ہے؟ [تفسیر ابن کثیر]

(ج: ۱ ص: ۲۱۶)

حافظ ابن کثیر "امام رازی" کے مسلک مذکور پر تقيید کرتے ہوئے رقمطر از ہیں کہ: امام رازی کا کلام درج ذیل کہیو جو بات کی بنا پر قبل مواخذہ ہے:

۱۔ ان کا یہ کہنا کہ جادو کا علم حاصل کرنا براہمیں تو اس سے ان کی مراد اگر یہ ہے کہ جادو کا علم حاصل کرنا عقلا برآمیں تو ان کے مخالف فرقہ مغزولہ اس بات سے انکار کرتے ہیں (یعنی عقل اس کی برائی کے قائل ہیں) اور اگر ان کی مراد یہ ہے کہ جادو کا علم حاصل کرنا شرعا برآمیں تو اس آیت ﴿وَاتَّبِعُوا مَا تَبَّلُوا إِلَيْهِ الشَّيَاطِينَ .....﴾ میں جادو سیکھنے کو برقرار دیا گیا ہے۔ نیز صحیح مسلم میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان مردی ہے کہ

((من أتى عرافاً أو كاهناً فقد كفر بما أنزل على محمد ))

"جو شخص بھی عراف یا کاہن کے پاس گیا اس نے محمد ﷺ پر نازل کی گئی شریعت کا انکار کیا۔"

[سنن ابن ماجہ: کتاب الطهارة: باب النہی عن اتبان الحائض (۶۳۹) مسند احمد

(ج: ۲ ص: ۴۲۹، ۴۰۸)]

اسی طرح سنن اربعہ میں مردی ایک اور حدیث میں ہے کہ

((من عقد عقدة ونفت فيها فقد كفر))

"جس نے گردہ باندھی پھر اس میں جھاڑ پھونک کی تو گویا اس نے کفر کیا۔"

[سنن النسائي: کتاب تحریر الدم: بباب الحكم في السحررة حدیث (۴۰۸۴)]

۲۔ ان کا یہ کہنا کہ "جادو سیکھنا منوع بھی نہیں اور اس پر محقق علماء کا اتفاق ہے" ..... تو مذکورہ آیت اور احادیث کی موجودگی میں یہ منوع کیسے نہیں ہوگا؟ اور محقق علماء کا اتفاق تو تب ہو جب اس سلسلے میں تمام علمائے امت یا اکثر دیشتر علماء کے اقوال موجود ہوں (اگر موجود ہیں) تو پھر ان کے وہ اقوال کہاں ہیں؟

۳۔ پھر امام رازیؑ کا جادو کے علم کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﷺ ﴿ هُلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ [الزمر: ۹] میں داخل کرنا.....، یہ بھی درست نہیں کیونکہ اس میں صرف علم شرعی کے حامل علماء کی تعریف کی گئی ہے۔

۴۔ پھر امام رازیؑ کا یہ کہنا کہ جادو اور مججزہ میں فرق کرنے کے لیے علم جادو حاصل کرنا واجب ہے، تو یہ کیسے درست ہو سکتا ہے جب کہ صحابہ کرامؐ بتا عین عظامؐ اور انہی کرامؐ جادو کا علم نہ رکھنے کے باوجود مججزات کو جانتے تھے اور ان (مججزات) اور جادو کے علم میں فرق کر لیتے تھے! [تفسیر ابن کثیر ۱ ج: ۱ ص: ۲۱۶، ۲۱۷]

**شیخ الاسلام ابن تیمیہ** فرماتے ہیں کہ : اللہ تعالیٰ نے اس بات کو واضح کر دیا کہ جادو سیکھنے والے اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ جادوگر کے لیے آخرت (کی بھلائی) میں سے کوئی حصہ نہیں لیکن پھر بھی دنیا کے مال و متعار کے لیے وہ جادو سیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَلَوْأَنَّهُمْ أَمْتُوا وَأَنْقُوا لَمْغُوبَةً مِنْ عِنْدِ اللَّهِ خَيْرٌ ﴾ "اور اگر یہ لوگ (جادو سیکھنے والے) صاحب ایمان متqi بن جاتے تو (دنیا و آخرت میں) اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین ثواب انہیں ملتا"..... دنیا کی جاہ و حشمت اور مال و دولت حاصل کرنے کے لیے لوگ جادو سیکھتے ہیں اور اسے (سیکھنے کے لیے) کفر و شرک کا ارتکاب بھی کرتے ہیں۔ صحیح بخاری میں بنی اکرم ﷺ کے متعلق مرودی ہے کہ :

((أَنَّهُ عَدُّ مِنَ الْكَبَائِرِ الْأَشْرَاكُ بِاللَّهِ وَالسُّحْرِ، وَقَتْلُ النُّفُوسِ وَالرِّبَا، وَالْفَرَارُ مِنَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمَحْصَنَاتِ الْفَالَّاتِ الْمَؤْمَنَاتِ))

"بنی اکرم ﷺ نے اللہ کے ساتھ شرک کرنے کو، جادو (سیکھنے سیکھانے کو) کسی کو (ناحر قتل) کرنے، سو دکھانے، بلاائی سے بھاگنے اور پاکداہن غافل مومن عورتوں پر تہبت لگانے کو بڑے بڑے گناہوں میں سے شمار کیا ہے۔" [مجموعۃ الفتاویٰ ۱ ج: ۲۹ ص: ۲۱۱]

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿ وَمَا يَعْلَمُ مَنْ أَحَدٌ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَحْكُمُ ﴾ [البقرة: ۱۰۲]

”وہ دونوں (ہاروت اور ماروت نامی دو فرشتے) بھی کسی شخص کو اس وقت تک (جادو) نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں، لہذا تو کفر نہ کر۔“  
مذکورہ بالا آیت کے تحت حافظ ابن کثیر ”ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا: جب دو فرشتوں کے پاس کوئی شخص جادو سیکھنے کے لئے آتا تو وہ اسے ختنی سے منع کرتے اور اسے کہتے ”إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكُونُ كُفُورًا“ کہ ہم تو آزمائش (کے لئے) ہیں، پس تو کفر نہ کر۔“

(یہ بات وہ اس لیے کہتے تھے کہ) انہیں خیر و شر اور کفر و ابہان کا علم تھا اور انہوں نے جان لیا تھا کہ جادو کفر (کے کاموں میں) سے ہے۔ [تفسیر ابن کثیر]

ج: ۱ ص: ۲۱۳، ۲۱۴]

ان تمام دلائل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جادو سیکھنے کے لیے کفر و شرک کا ارتکاب ضروری ہے ورنہ اس کے بغیر بندہ جادو نہیں سیکھ سکتا۔

حافظ ابن کثیرؓ نے اپنی تفسیر میں ابن جریرؓ سے ایک عجیب و غریب واقعہ بھی بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ دو مردہ الجندل کی ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی وفات کے تھوڑے ہی زمانہ کے بعد آپؐ کی تلاش میں آئی اور آپؐ کے انتقال کی خبر سن کر بے چین ہو گئی اور رونے پیٹنے لگی یہاں تک کہ مجھے اس پر ترس آ گیا۔ (میرے دریافت کرنے پر) وہ کہنے لگی: مجھے اس بات کا خدشہ ہے کہ میں تباہ و بر باد ہو جاؤں گی۔ (پھر اس نے اپنا واقعہ یوں بیان کیا کہ) میرے اور میرے شوہر کے درمیان ہمیشہ ناجاہی رہا کرتی تھی، ایک مرتبہ وہ لاپتہ ہو گیا۔ پھر میرے پاس ایک بڑھیا آئی، میں نے اسے سارا واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا: جو میں کہوں گی اگر تو وہی کرے گی تو وہ (تیرا شوہر) خود بخود تیرے پاس آ جائے گا۔ (میں تیار ہو گئی) وہ رات کے وقت دو کالے کتے لے کر میرے پاس آئی۔ ایک پروہ خود سوار ہوئی اور دوسرے پر

میں سورا ہو گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں ہم باہل پہنچ گئیں۔ میں نے وہاں دو شخص لئے ہوئے دیکھے۔ انہوں نے پوچھا: کیوں آئی ہو؟ میں نے بتالا: جادو سیکھنے آئی ہوں۔ انہوں نے کہا: واپس لوٹ جا۔ میں نے انکار کیا اور کہا: میں واپس نہیں جاؤں گی (بلکہ میں جادو سیکھوں گی) تو انہوں نے کہا: اچھا پھر جا اور اس تنور میں پیش اپ کر کے واپس آ۔ میں گئی لیکن ڈر کی وجہ سے پیش اپ کیے بغیر ان کے پاس آ گئی۔ انہوں نے پوچھا: تو نے کیا دیکھا؟ میں نے کہا: کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا: (ابھی کچھ نہیں بگزا) تو جادو نہ سیکھ اور واپس اپنے شہر چلی جا۔ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے پھر کہا: جلا اس تنور میں پیش اپ کر۔ میں گئی، میں بہت زیادہ خوف زدہ ہو گئی، اور اس مرتبہ بھی بغیر پیش اپ کیے واپس آ گئی۔

(پھر وہی سوال و جواب ہوئے اور پھر) تیسری مرتبہ میں گئی اور میں نے اس میں پیش اپ کر دیا، اچانک میں نے ایک گھڑ سوار نکلتے دیکھا جو آسمان کی طرف چڑھ گیا اور نظرنوں سے او جھل ہو گیا، تب انہوں نے کہا: توچ کہتی ہے، یہ تیر ایمان تھا جو تجھ سے نکل گیا۔ اب چلی جا۔ میں نے بڑھایا کو کہا: انہوں نے تو مجھے کچھ بھی نہیں سکھایا! اس نے کہا: (تجھے سب کچھ آ گیا ہے) تو جو کہے گی ہو جائے گا۔ گندم کا دانہ لے اور اسے آگا، میں نے آزمائش کے لیے (گندم کے دانے کو) کہا: آگ جاوہ آگ گیا، میں نے کہا: تجھ میں بالیاں پیدا ہو جائیں۔ وہ بھی ہو گئیں۔ میں نے کہا: سوکھ جا۔ وہ سوکھ گیا، میں نے کہا الگ الگ دانہ ہو جا، وہ بھی ہو گیا۔ میں نے کہا: آتا بن جا۔ وہ بھی بن گیا، میں نے کہا روتی پک جا۔ وہ بھی ہو گیا، جب میں نے دیکھا کہ ہر کام میری نشا اور حکم کے مطابق ہو جاتا ہے، تو میں شرمندہ ہوئی۔ اے ام المؤمنین! اللہ کی قسم میں نے اس جادو سے کوئی کام لیا نہ کسی پر جادو کیا (اب میں کیا کروں؟ اتنا کہہ کرو وہ چپ ہو گئی) صحابہ کرام "بھی تحریر تھے کہ اسے کیا بتائیں؟ آخر کار ابن عباس" نے یا بعض

دوسرے صحابہ کرامؓ نے کہا: (تم اس فعل کونہ کرو۔ توبہ واستغفار کرو) اور اگر تیرے والدین زندہ ہیں تو ان کی خدمت کرو۔ [تفسیر ابن کثیر (ج: ۱ ص: ۲۱۲) واضح رہے کہ اس کی سند میں ضعف ہے]

### جادوگر کے بارے میں شرعی حکم

شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ ”قطراز ہیں کہ اللہ کے قرآن، نبی ﷺ کے فرمان اور اجماع امت سے یہ بات ثابت ہے کہ جادو کرنا حرام ہے بلکہ اکثر علماء تو یہاں تک کہتے ہیں کہ جادوگر کافر ہے اور اسے قتل کرنا واجب ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت حضرة بنت عمرؓ، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور حضرت عبد اللہ بن جنبدؓ سے جادوگر کو قتل کرنا ثابت ہے۔ حضرت جنبد بن عبد اللہؓ سے تو مرفوعاً (یعنی نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے) یہ کام (جادوگر کا قتل کرنا) ثابت ہے۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أُتْرِى﴾ [طہ: ۶۹]

”اور جادوگر کہیں سے بھی آئے، فلاخ نہیں پاسکتا۔“ [مجموع الفتاویٰ

اج: ۲۱۱ ص: ۲۹]

حافظ ابن کثیرؓ ”قطراز ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ”ولو انهم امنوا واتقوا.....“ سے ان علماء نے دلیل لی ہے جو جادوگر کو کافر کہتے ہیں، اور وہ امام احمد بن حنبلؓ اور سلف صالحین کا ایک گروہ ہے، جب کہ امام شافعیؓ اور امام احمدؓ سے مذکور ایک روایت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جادوگر کافر تو نہیں البتہ واجب اقتل ہے۔ اور وہ روایت یہ ہے کہ عمر بن دینار نے بجلة بن عبدہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت عمرؓ نے اپنے عاملین کو خط لکھا کہ

”((أَنْ اقْتلُوا كُلَّ سَاحِرٍ أَوْ سَاحِرَةٍ))“ ”ہر جادوگر مرد اور عورت کو قتل کر دو۔“

بجلة بن عبدہ نے کہا: چنانچہ ہم نے تین جادوگروں کو قتل کیا۔ اس حدیث کو امام بخاریؓ

نے بھی صحیح بخاری میں روایت کیا ہے۔ اسی طرح حضرت حفصة ام المؤمنین کے متعلق بھی مردی ہے کہ ان کی لوٹدی نے ان پر جادو کیا، جس پر اس لوٹدی کو قتل کر دیا گیا۔ امام احمد بن خبل نے فرمایا: تین صحابہ کرام سے جادوگروں کو قتل کرنا ثابت ہے۔ متعدد طرق سے روایت کیا گیا ہے کہ ولید بن عقبہ کے پاس ایک جادوگر تھا جو اپنا کرتب بادشاہ کو دکھلایا کرتا تھا۔ وہ (بظاہر) ایک شخص کا سر کاٹ لیتا پھر آواز دیتا تو سر جڑ جاتا۔ تو لوگ کہتے: سبحان الله! یہ تو مژد دوں کو زندہ کر دیتا ہے! مہاجرین صحابہ میں سے ایک بزرگ صحابی نے یہ دیکھا اور دوسرے دن تلووا رونتے ہوئے آئے۔ جب جادوگر نے اپنا کھیل شروع کیا، تو اس صحابی نے اپنی تلوار سے خود اس کی گردان اڑا دی اور فرمایا: اگر یہ (جادوگر) سچا ہے تو اپنے آپ کو زندہ کرے، پھر قرآن کی یہ آیت پڑھ کر لوگوں کو سنائی:

﴿أَفَلَا تُؤْمِنُونَ بِالسُّحُورِ وَأَنْتُمْ تَبَصَّرُونَ﴾

”پھر کیا وجہ ہے جو تم آنکھوں دیکھئے جادو میں آ جاتے ہو۔“

چونکہ اس بزرگ صحابی نے جادوگر کو قتل کرنے سے پہلے حاکم وقت ولید کی اجازت نہیں لی تھی، لہذا اس بادشاہ (نے ناراض ہو کر) انہیں قید کر دیا۔ البتہ پھر بعد میں چھوڑ دیا۔ [تفسیر ابن کثیر ۱: ۲۱۵-۲۱۶]

شیخ مزید فرماتے ہیں کہ: جادو کو سیکھنے والے اور اس کو استعمال میں لانے والے کو امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد تو کافر بتلاتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کے بعض شاگردوں کا قول ہے کہ اگر جادو بچاؤ کے لیے سیکھنے تو کافر نہیں ہوتا۔ ہاں جو اس کا اعتقاد رکھئے اور نفع دینے والا سمجھئے تو وہ کافر ہے اور اسی طرح جو خیال کرتا ہے کہ شیاطین یہ کام کرتے ہیں اور اتنی طاقت رکھتے ہیں، وہ بھی کافر ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں: جادوگر سے دریافت کیا جائے گا، اگر وہ بابل (شہر) والوں کا سا عقیدہ رکھتا ہو اور سات ستاروں کو تاثیر پیدا کرنے والا جانتا ہو تو وہ کافر ہے، اگر یہ عقیدہ نہ ہو تو پھر بھی اگر جادو کو جائز سمجھتا ہو تو کافر ہی ہے۔

امام مالک" اور امام احمد" نے فرمایا: کہ جادوگر نے جب جادو سیکھا اور اسے استعمال میں لایا تو وہیں اسے قتل کیا جائے۔ امام شافعی" اور ابو حنیفہ فرماتے ہیں: جب تک وہ یہ عمل بار بار نہ کرے یا کسی شخص معین کے متعلق خود اقرار نہ کرے تب تک اسے قتل نہ کیا جائے۔ تینوں اماموں کے نزدیک جادوگر کا قتل کرنا بوجہ حد کے ہے جبکہ امام شافعی" کے نزدیک بوجہ قصاص کے ہے۔" [تفسیر ابن کثیر اج: ۱ ص: ۲۲۰]

### جادوگر عورت، اہل کتاب اور ذمی جادوگر کا حکم

حافظ ابن کثیر" فرماتے ہیں کہ: اہل کتاب کا جادوگر امام ابو حنیفہ" کے نزدیک قتل کیا جائے گا جب کہ امام مالک"، امام احمد" اور امام شافعی" فرماتے ہیں کہ لبید بن اعصم (یہ ایک یہودی تھا جس نے بنی پر جادو کیا اور آپ نے اسے قتل نہیں فرمایا تھا) کے واقعہ کی وجہ سے اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

اگر کوئی مسلمان عورت جادوگرنی ہو تو اس کے متعلق امام ابو حنیفہ" فرماتے ہیں کہ وہ قید کر دی جائے اور اسے قتل نہ کیا جائے جب کہ بقیہ تینوں اماموں کے نزدیک اس کا حکم مسلمان مرد جادوگر کے حکم کی طرح ہی ہے۔ واللہ اعلم! ..... امام مالک" فرماتے ہیں کہ: اگر ذمی کے جادو سے کوئی مر جائے تو ذمی کو بھی قتل کیا جائے گا۔ [تفسیر ابن کثیر اج: ۱ ص: ۲۲۰-۲۲۱]

### جادو کی اقسام

جادو ایک ہی طرح کا نہیں ہوتا بلکہ اس کی مختلف اقسام ہیں۔ بعض جادو چیز کی ماضیت کو بدل کر رکھ دیتے ہیں اور اس چیز پر اثر انداز ہوتے ہیں جبکہ بعض جادو چیز کی ماضیت کو تبدیل تو نہیں کرتے لیکن لوگوں کی آنکھوں پر ان کا اثر ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ چیز کی حالت بدل گئی ہے۔ ذیل میں ہم چند اقسام پر روشنی ڈالتے ہیں۔

## بندش کا جادو

اس قسم کے جادو میں مرد کو اس کی بیوی سے روک دیا جاتا ہے یعنی مرد کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ ازدواجی تعلق قائم کر سکتا ہے لیکن جب اپنی بیوی کے قریب جاتا ہے تو وہ تعلق قائم نہیں کر پاتا یا ویسے ہی مرد یہ سمجھتا ہے کہ میں اپنی عورت سے ہمستری کر چکا ہوں جبکہ فی الواقع اس نے ایسا کیا نہیں ہوتا۔ جادو کی اس قسم کے بارے میں حافظ ابن کثیر رحمۃ الرحمٰن فیلہ ز میں کہ:

”حضرت عائشہؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا۔ اس کی وجہ سے آنحضرت ﷺ سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ لا واج مطہرات کے پاس آئے ہیں حالانکہ آپ ﷺ آئے نہ ہوتے تھے۔ (حضرت سفیانؓ فرماتے ہیں: جادو کا یہی سب سے بڑا اثر ہے۔ جب نبیؐ کی یہ حالت ہو گئی تو) ایک دن آپ ﷺ فرمانے لگے: اے عائشہؓ! کیا تو جانتی ہے میں جس چیز کے متعلق اللہ سے پوچھ رہا تھا اللہ نے اس کا جواب مجھے دے دیا ہے؟ میرے پاس دو شخص (حضرت جبریلؑ اور حضرت میکائیلؑ) آئے۔ ایک میرے سر کی طرف ہو گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف۔ سر ہانے والے نے دوسرے سے پوچھا: ان کا کیا حال ہے؟ (یعنی ان صاحب کی بیماری کیا ہے؟)

اس نے جواب دیا: ان پر جادو ہوا ہے۔

پہلے نے پوچھا کہ کس نے جادو کیا؟

دوسرے نے جواب دیا: لمیڈ بن عاصم نے جو اسی ہنوز ریق قبیلے کا ہے جو یہودیوں کا خلیف ہے اور یہ منافق شخص ہے۔

پہلے نے پوچھا: جادو کس چیز میں ہے؟

دوسرے نے جواب دیا کہ لکھنگی اور سر کے بالوں میں۔

پہلے نے پوچھا: یہ جادو کہاں ہے؟

دوسرے نے جواب دیا کہ کنوں میں زکھور کے خوشے میں پتھر کی چیز کے یقینے ہے۔  
 چنانچہ پھر نبی اسمَّاعِلَ اس کنوں کے پاس آئے اور اس میں سے جادو والی اشیاء  
 کو نکلوا یا (جب واپس آئے تو عائشہؓ کو بتالیا کہ) اس کا پانی ایسا تھا گویا مہندی کا گدلا  
 پانی ہوا اور اس کے (پاس واقع) کھجوروں کے درخت شیطانوں کے سروں کی مانند تھے۔  
 حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے اس جادو کو باہر  
 کیوں نہ کر دیا؟ آپؓ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے عافیت دے دی  
 اس لیے میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ اب میں خواہ مخواہ لوگوں میں اس برائی کو  
 پھیلاوں۔ [تفسیر ابن کثیر / ج: ۴ ص: ۹۱۷]

حافظ ابن کثیرؓ ایک دوسری جگہ اسی جادو کا اعلان بیان کرتے ہوئے رقمطر از ہیں کہ:  
 ”حضرت وہب فرماتے ہیں: نبیری کے سات پتے لے کر سل بٹے پر کوٹ لیے  
 جائیں پھر انہیں پانی میں ملا دیا جائے۔ بعد ازاں آیت الکری پڑھ کر دم کر دیا جائے اور  
 جس پر دم کیا گیا ہے، اسے تمن گھونٹ پلا دیا جائے اور باقی پانی سے غسل کر دیا جائے  
 ۔ ان شاء اللہ جادو کا اثر زائل ہو جائے گا۔ یہ عمل خصوصیت سے اس شخص کے لیے بہت  
 ہی اچھا ہے، جو اپنی بیوی سے روک دیا گیا ہو۔“ [تفسیر ابن کثیر / ج: ۱ ص: ۲۲۱]

### جادائی کا جادو

یہ وہ جادو ہے جس کے ذریعے جادوگر میاں بیوی کے مابین جدائی ڈال دیتا ہے  
 چنانچہ جب کسی پر اس قسم کا جادو ہو جائے تو ان کی گہری محبت شدید بغض وعدالت میں  
 بدلت جاتی ہے، کبھی مرد کو اپنی بیوی بد صورت معلوم ہونے لگتی ہے اور کبھی وہ اس سے دور  
 رہنا شروع کر دیتا ہے اور کبھی بیوی کو مرد اچھا نہیں لگتا اور کبھی کسی اور طرزیتے سے ان کے  
 درمیان جدائی پڑ جاتی ہے۔ اسی جادو کے بارے میں قرآن مجید میں یہ کہا گیا ہے:

﴿يَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بَهِ بَيْنَ الْمُرْءِ وَ زَوْجِهِ﴾ [آل البقرة: ۱۰۲]

”پھر لوگ ان (دونوں) سے وہ چیز سمجھتے جس سے خاوند یوی میں جدائی ڈال دیں۔“  
مذکورہ آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر ”قطراز ہیں کہ: لوگ ہاروت و ماروت سے  
جادو سمجھتے تھے جس کے ذریعے وہ (لوگ) بے کام کرتے تھے اور مرد وزن کی باہمی  
محبت اور موافقت کے باوجود ان میں جدائی ڈال دیتے تھے اور یہ (جدائی ڈالنا) شیاطین کا  
محبوب کام ہے۔ جیسا کہ امام مسلمؓ نے صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت  
کیا ہے کہ جابر بن عبد اللہؓؑ اکرمؓ سے بیان کرتے ہیں کہ آپؓ نے فرمایا:

((ان الشیطان لیضع عرشہ علی الماء ثم یبعث سرایاہ فی الناس، فاقربہم عنده  
منزلة أعظمہم عنده فتنة، بیجیء أحدهم فيقول: ما زلت بفلان حتی ترکته وهو  
يقول کذا و کذا، فيقول ابليس: لا! والله ما صنعت شيئاً او بیجیء أحدهم فيقول:  
ما ترکته حتى فرقـت بینه وبين أهله قال: فيقرـبه و يدـنه و يلـزمه ويقول: (نعم أنت)  
[صحیح مسلم : کتاب صفات المنافقین: باب تحریش الشیطان ..... (۷۱۰) مسند  
احمد (ج: ۳، ص: ۳۱۴) (۳۲۲، ۳۲۳)]

”شیطان اپنا عرش پانی پر لگاتا ہے پھر اپنے شکروں کو لوگوں کی طرف (بہکانے کے  
لیے) بھیجا ہے۔ اس (شیطان ابليس) کے نزدیک سب سے زیادہ مرتبہ والا وہ ہے جو  
فتنة میں سب سے بڑھ کر ہے۔ ان میں سے ایک آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو اس  
طرح اس طرح گراہ کر دیا ہے۔ ابليس (شیطان) کہتا ہے، بخدا! تو نے کچھ بھی نہیں کیا  
(یعنی یہ تو معمولی کام ہے) یہاں تک کہ ایک اور آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص اور  
اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دی ہے۔ شیطان اسے قریب کرتا ہے اس کا مرتبہ  
بڑھاتا ہے اور اسے گلے سے لگایتا ہے اور کہتا ہے: ہاں! تو نے واقعی بڑا کام کیا ہے۔“

پس جادو گر بھی اپنے جادو سے وہ کام کرتا ہے جس سے میاں بیوی میں جدائی  
ہو جائے اور جدائی اس طرح ہوتی ہے کہ پہلے پہل دونوں میں سے ایک کو دوسرے کی  
شکل و صورت بری معلوم ہونے لگتی ہے یا ایک دوسرے کے غیر شرعی عادات و اطوار سے

نفرت ہونے لگتی ہے یا دل میں عداوت پیدا ہو جاتی ہے ..... وغیرہ وغیرہ۔ رفتہ رفتہ یہ باتیں بڑھتی ہیں اور آپس میں جدائی واقع ہو جاتی ہے۔ [تفسیر ابن کثیر ج: ۱ ص: ۲۱۴]

### نظر بندی کا جادو

اس جادو کو تجیلاتی جادو بھی کہتے ہیں۔ اس جادو کی وجہ سے شے کی ہمیت (حالتِ راصلیت) تو نہیں بدلتی البتہ دیکھنے والے کی آنکھوں پر اس جادو کا اثر ہو جاتا ہے اور اسے ساکن چیز حرکت کرتی اور متحرک چیز ساکن نظر آتی ہے یا بھرچھوٹی چیز بڑی یا بڑی چیز چھوٹی دکھائی دینی شروع ہو جاتی ہے۔ اس جادو کے بارے میں قرآن مجید میں ہے کہ:

﴿قَالُوا يَمْوُسٌ إِنَّا أَنْ تُلْقِي وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِنَ قَالَ أَلْقُوا فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَغْيِنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءَهُمْ وَابْسِرُ عَظِيمٌ﴾ [الاعراف: ۱۱۶]

”ان ساحروں نے عرض کیا کہ اے موئی! خواہ آپ ڈالیے اور یا ہم ہی ڈالیں؟“ (حضرت موسیٰ) نے فرمایا کہ تم ہی ڈالو، پس جب انہوں نے (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو میدان میں) ڈال تو لوگوں کی نظر بندی کر دی اور ان پر ہمیت غالب کر دی اور ایک طرح کا بڑا جادو دکھایا۔“

حافظ ابن کثیرؓ اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں کہ: یہ صرف نظر بندی تھی، فی الواقع خارج میں ان (رسیوں اور لاٹھیوں) کا وجود نہیں بدلا تھا بلکہ وہ لوگوں کو زندہ سانپوں کی حالت میں دکھائی دینے لگی تھیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا جَاهَهُمْ وَعَصَبُهُمْ يُخَيِّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِخْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ...﴾ [طہ: ۲۶]

”اب تو موئی کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور لکڑیاں ان کے جادو کے زور سے بھاگ دوڑ رہی ہیں۔“

سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں پر جادو ہوا پھر فرعون کی بھر تماشا یوں کی آنکھوں پر جادو ہوا، اس کے بعد ہر آدمی نے اپنی اپنی رسی اور لامبی چینکی توہڑا رہا کی تعداد میں پہاڑوں کے برابر سانپ نظر آنے لگے جو اور پرستے ایک دوسرے سے لپٹ رہے تھے اور ان سے میدان بھر گیا۔ امام سدیٰ کہتے ہیں کہ تیس ہزار سے کچھ زائد آدمی (جادو گر) تھے۔ ہر ایک کے پاس رسی اور لامبی چینکی۔ [تفسیر ابن کثیر ج: ۲ ص: ۳۷۸ - ۳۷۹]

### جادو کے علاج کے طریقے

حافظ ابن قیم رقطراز ہیں کہ جادو کے علاج کے لیے دو طریقے بیان کیے جاتے ہیں:

۱۔ پہلا طریقہ، جوزیا د واضح ہے، وہ یہ ہے کہ جادو والی چیز کو تلاش کر کے اسے ختم کر دیا جائے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ (جب آپ ﷺ پر جادو ہوا تو) آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے اس (جگہ یا جادو) کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے (دو فرشتوں کے ذریعے) آپ ﷺ کو وہ جگہ (کنوں) بتا دی۔ (جہاں جادو والی چیزیں رکھی گئی تھیں) آپ ﷺ نے اس کنوں سے وہ چیزیں نکلوائیں۔ یہ ایک آنکھی، چند بال اور ایک نر کھجور کا خوش تھا۔ جب آپ ﷺ نے اسے ختم کیا تو آپ ﷺ بالکل تندrst ہو گئے۔

۲۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جس جگہ پر جادو کی وجہ سے درمحسوس ہو وہاں سے گندامادہ (سینگل کے ذریعے) نکلاویا جائے چونکہ جادو کا طبیعت پر ایک بوجھ ہوتا ہے لہذا جب انسان اپنے کسی عضو میں یہ اثر محسوس کرے اور وہ اپنے اس عضو سے گندخون نکلانے پر بھی قادر ہو تو یہ علاج بھی نفع بخش ہے۔ ابو عبیدہ نے اپنی کتاب 'غريب الحديث' میں عبد الرحمن بن أبي لیلٰ کی سند سے بیان کیا ہے کہ

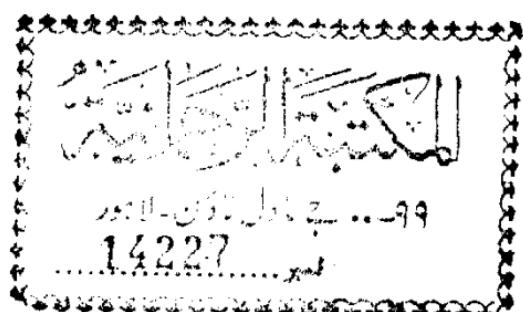
"أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ عَلَى رَأْسِهِ بَقْرُنَ حِينَ طَبٍ" / "جب نبی اکرم ﷺ پر جادو ہوا تو آپ ﷺ نے سینگل لگوائی" از ادالسعاد ج ۴ ص ۱۱۴ - ۱۱۵

ان دو طریقوں کے علاوہ ایک اور طریقہ بھی ابن قیم نے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں

کہ

جادو کے علاج کے لیے سب سے زیاد نفع مند طریقہ قدرتی دوا (اذکار، تعوذات اور دیگر دعائیں وغیرہ) کا بھی ہے۔ چونکہ جادو خبیث روحوں کے اثرات کی وجہ سے ہوتا ہے لہذا ان کے اثرات کو ان کے مقابل اذکار، آیات قرآنیہ اور دعاوں ہی سے رد کیا جاسکتا ہے۔ یہ علاج جس قدر مضبوط اور زیادہ ہو گا اتنا ہی نفع بخش ہو گا۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے دلشکر اپنے ساز و سامان کے ساتھ آپس میں لڑیں تو ان میں سے زبر دست لازماً دوسرے پر غالب آئے گا۔ پس جب دل خدا کی محبت سے سرشار ہو گا اور اس کے ذکر سے لبریز ہو گا اور ذکر را ذکار، تعوذات اور دعاوں کی طرف متوجہ ہو گا، تو یہ چیزیں جادو کے اثر کو زائل کر دیں گی اور یہی علاج سب سے عمدہ ہے۔

[زاد المعاجم ۴ ص ۱۱۶]



## ”سلسلہ تعلیمات و اصلاح“، از قلم حافظ مبشر حسین لاہوری

راقم المحرف نے آج سے کچھ عرصہ پیشتر ”سلسلہ دعوت و اصلاح“ کے عنوان سے ایک کتابی سلسلہ شروع کیا جس کا مقصد ایسی کتابیں مظفر عام پر لانا تھا جو لوگوں کے عقائد و فلسفیات میں پائے جانے والے بگاڑ کی اصلاح کریں اور لوگوں کو براہ راست قرآن و سنت سے مربوط کریں۔ اس سلسلہ کے تحت اب تک چار کتابیں شائع ہو کر بحمد اللہ خوب پذیرائی حاصل کر چکی ہیں اور امید ہے کہ اس سلسلہ کی باقی کتابیوں کو بھی اسی طرح پذیرائی ملے گی۔ ان شاء اللہ!

اس سلسلہ دعوت و اصلاح کے تحت چونکہ علمی و فلکی مباحث پر مشتمل اصلائی کتابیں پیش کرنا ہر نظر ہے، اس لیے شروع ہی سے کوشش یہ کی گئی ہے کہ تحریر کو زیادہ سے زیادہ عام فہم اور دلچسپ اسلوب میں پیش کیا جائے تاکہ صرف اردو پڑھ لینے والے حضرات بھی اس سے اچھی طرح مستفید ہو سکیں۔ آئندہ کتابیوں میں اس بات کا اور زیادہ التزام خود قارئین محسوس کر لیں گے۔ اس سلسلہ میں شامل کتابیوں کی چند اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

● ایک خصوصیت یہ ہے کہ ان میں جن موضوعات کو زیر بحث لا یا جا رہا ہے ان کا تعلق ہماری عملی زندگی سے بہت زیادہ ہے۔ ● پھر ان میں پاک و ہند کا مخصوص پس منظر اور علاقائی مسائل بھی مد نظر رکھتے ہوئے ہر موضوع پر مواد پیش کیا گیا ہے۔ ● ان کتابیوں میں براہ راست قرآن مجید اور صحیح احادیث سے جاہجا اسنڈال کیا گیا ہے۔ علاوه ازیں اہم مسائل میں صحابہ و تابعین کے اقوال اور علمائے سلف کے افکار کو بھی بطور خاص حوالے کے لیے پیش کیا گیا ہے۔ ● ہر کتاب میں اس موضوع سے متعلق مختلف مسائل کے حوالے سے پائی جانے والی فردا و تغیریط، گمراہہ فکر اور غلطی ہائے مضمایں کی خاطر خواہ نشاندہی و تردید بھی کی گئی ہے۔ ● علمی و فلکی مباحث کو ایسے دلچسپ انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ پڑھنے والا بوریت محسوس نہ کرے۔

اس سلسلہ میں پیش کی جانے والی کتابیوں پر جو علمی و عملی محنت ہو رہی ہے اس کا اندازہ یا مجھے ہے یا میرے رب کو۔ ہر موضوع پر لکھنے سے پہلے اس سے متعلقہ ہر طرح کا مواد اکٹھا کرنا، فوت شدگان اصحاب علم کے مایہ ناز لڑپچھو کو کھنگالنا، وقت کے اہم اور ممتاز علماء سے علمی تبادلہ کرنا، غلطی ہائے افکار کا شکار حضرات سے براہ راست بحث و مباحثہ کرنا، پھر کتابیوں کی شکل میں جو ہر خالص پیش کرنا..... چندایے اشارے ہیں جن سے اس تکمیل دو کچھ اندازہ بہر حال کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود خطاوں انسیان کے امکان کو روشنیں کیا جاسکتا ہے اس لیے قارئین سے انتہا ہے کہ جہاں کوئی علمی کوتاہی اور فنی خاری دکھائی دے اس سے مطلع فرما کر ملکوں ہوں، شکریا!

1۔ ☆ نام کتاب ☆ "پیش گوئیوں کی حقیقت اور انکی تعبیر کا صحیح سلفی منع" پیش گوئی اور اس کی تعبیر کا صحیح منع، نبوي پیش گوئیوں اور بخوبیوں کی پیش گوئیوں میں فرق، خواب اور پیش گوئی کی تعبیر میں فرق، فتنوں اور جنگوں سے متعلقہ نبوي پیش گوئیاں اور دور حاضر میں ان کی تعبیر و انباطاً کے درست طریقے اور اس کے علاوہ احادیث، فتن، الحجۃ العظیمی، شیخیات، علاقہ جات، غیر مریتیات اور آخري دور میں ہونے والی جنگوں سے متعلقہ نبوي پیش گوئیوں کی جمع و ترتیب کے علاوہ معاصر مفکرین کی غلط تعبیروں کا تقدیدی جائزہ بھی اس کتاب میں لیا گیا ہے۔

2۔ ☆ نام کتاب ☆ "اسلام میں تصور جہاد اور دور حاضر میں عمل جہاد" اس کتاب میں بنیادی طور پر دو چیزوں کو پیش کیا گیا ہے۔ ایک تو یہ کہ اسلام میں جہاد کا صحیح تصور کیا ہے۔ اس کے آواب و ضوابط، حدود و قبود اور اغراض و مقاصد کیا ہیں؟ حکومت کی سرپرستی، والدین کی اجازت، معابدوں کی یابندی، غیر مسلموں سے تعاون..... وغیرہ جیسے مسائل میں آنحضرت کی سیرت سے ہمیں کیا راہنمائی ملتی ہے۔ جب کہ دوسری یہ چیز پیش کی گئی ہے کہ دور حاضر میں اپنے حقوق کے دفاع، ظلم کے خاتمہ، فیام امن اور اعلانِ کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کس طرح کیا جائے گا۔

☆ نام کتاب ☆ "جہاد اور دہشت گردی" (یہ کتاب پہلی کتاب کا تتمہ ہے)

3۔ ☆ نام کتاب ☆ "علماء، کائنات، جادوگروں اور جنات کا پوشن查م" (مع روحاںی علاج) اس کتاب میں دست شناسی، چہرہ شناسی، قیافہ شناسی، علم رمل، جذب، اعداء، علم نجوم، کہانیت، ہپنوتزم وغیرہ جیسے ان تمام علوم کا پوشن查م کیا گیا ہے جن کے ذریعے غیب و ادنی کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں جادو اور جنات کا توزُّع اور مختلف بیماریوں کا روحاںی علاج قرآن و سنت کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔

4۔ ☆ نام کتاب ☆ "ہدیۃ العرب" (ازدواجی و خانگی احکام و مسائل) اس کتاب میں شادی بیاہ سے متعلقہ جملہ مسائل مثلاً نکاح کا اسلامی طریقہ، غیر اسلامی رسومات، جنیزہ وہر، حقوق زوجین، تعدد ازدواج، خلخ و طلاق، حلالہ و متحہ، بسط و لادت، ستر و حجاب اور خصوص ازدواجی مسائل وغیرہ کا نہ صرف قرآن و سنت کی روشنی میں احاطہ کیا گیا ہے بلکہ پاکستان کے معاشری ماخول و پس منظر کو بھی خصوصی طور پر مد نظر رکھتے ہوئے افراد و افراد کی بہت سی صورتوں کا اس کتاب میں جائزہ لیا گیا ہے۔

5۔ ☆ نام کتاب ☆ "انسان اور خدا" (ترجم) 6۔ ☆ نام کتاب ☆ "انسان اور شیطان" 7۔ ☆ نام کتاب ☆ "انسان اور فرشتے"

﴿مبشر اکیلمی﴾ لاہور ..... (قرآن و سنت کی پاسبان اور فکر سلف کی ترجمان)  
محاج دعا و اصلاح / حافظ مبشر حسین لاہوری شہزاد باغ لاہور 03004602878



# مہاذ مہر حسین لاہوری کی پڑھنے والی کتابیں اور اصلاحی کتب



قرآن و حدیث اور تاریخ اسلام کی تحریک  
E-Mail: mubashir@hotmail.com | 042-9990 4602678

**مہر اکیڈمی لاہور**